وان اعرف بما هو الحق عند الله وعند رسوله فمکننی من ذلک بان لا یبقی شبهة و
لا اشکال ثم سئلت عن سبب اختلاف الصحابة ومن بعدهم فی الاحکام الفقهیة خاصة فاردت
لبیان بعض ما فتح علی ساعتئذ بقدر ما یسعه الوقت ونحیط بمسائل فجاءت رسالة مفیدة
فی بابها سمیتها الانصاف فی بیان سبب الاختلاف حسبی الله ونعم الوکیل ولا
حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم باب اسباب الاختلاف الصحابة والتابعین فی الفروع
اعلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن الفقه فی زمانه الشریف مدونا ولم یکن البحث
فی الاحکام یومئذ مثل البحث من هؤلاء الفقهاء حیث یبینون باقصی جهدهم الارکان
والشروط والاداب کل شیٔ ممتازا عن الاخر بدلیله ویفرضون الصور ویتکلمون علی تلک الصور
المفروضة ویحدون ما یقبل الحد ویحصرون ما یقبل الحصر الی غیر ذلک من صنائعهم

ترجمہ قصد اور ارادہ کیا میں نے اوس سے جو خدا اور اوسکے رسول کے نزدیک حق ہو جان لیا اور خداوند تعالی نے مجھکو
اسپر قادر کیا کہ میں اوسکو ایسے طور پر بیان کروں کہ جس سے اوسمین کچھ شبہ اور اشکال باقی نہ رہے اور اسکے بعد
پوچھا گیا میں سبب اختلاف صحابہ اور تابعین وغیرہ سے احکام فقہیہ میں خاص کرکے پس ارادہ کیا میں نے
واسطے بیان بعض اون مضامین کے کہ کھلے تھے مجھپر اوسی ساعت بقدر اوسکے کہ گنجایش رکھی اوسکو وقت
اور ضبط کر لئے مسائل اوسکو میں پس ہوا وہ بیان اپنے باب میں ایک رسالہ مفیدہ سے ہو گیا تو نام رکھا
میں نے اوسکا الانصاف فی بیان سبب الاختلاف کافی ہے مجھکو اللہ تعالی اور وہ
اچھا کارساز ہے اور نہیں ہے طاقت بچاؤ کرنا ہوں سے بچنے کی اور نہ قوت بندگی کرنے کی
مگر مدد سے خدا کے بزرگ برتر کے

باب اسباب اختلاف صحابہ اور تابعین کے فروع میں

جان تو کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں فقہ مدون نہ تھی اور احکام میں ان دنوں
مثل آجکل کے ان فقہاؤں کی بحث کی مانند بحث نہ تھی جیسا کہ یہ لوگ اپنی نہایت کوششوں سے ارکان اور
شروط اور آداب وغیرہ ہر شیٔ کو اونکی دلیلوں کے ساتھ دوسرے سے الگ اور ممتاز کرکے بیان کرتے ہیں اور
اونکے لیے فرضی صورتیں گھڑتے ہیں اور انہیں فرضی صورتوں پر کلام کرتے ہیں اور جو قابل حد ہو اوسکو
محدود کرتے ہیں اور جو قابل حصر ہو اوسکو محصور کرتے ہیں اور اسکے سوا سے بہت سے کام انکے یہاں ہیں

اما رسول الله صلی الله علیه وسلم فکان یتوضأ فیری الصحابة وضوئه فیاخذون به من
غیر ان یبین ان هذا رکن وذلك ادب وکان یصلی فیرون صلوته فیصلون کما
راوه یصلی وحج فرئی الناس حجه ففعلوا کما فعل وهذا کان غالب حاله صلی الله علیه وسلم و
لو یبین ان فروض الوضوء ستة او اربعة ولو یفرض له ان یتوضأ انسان بغیر موالاة
حتی یحکم علیه بالصحة او الفساد الا ما شاء الله وقلما کان یسئلونه عن هذه الاشیاء
ابن عباس قال ما رایت قوما کانوا خیرا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ما
الا عن ثلث عشرة مسئلة حتی قبض کلهن فی القرآن منهن یسئلونك عن الشهر
الحرام قتال فیه ویسئلونك عن المحیض قال ما کانوا یسئلون الا عما ینفعهم قال ابن عمر
لا تسئل عما لم یکن فانی سمعت عمر بن الخطاب یلعن من سئل عما لم یکن

ترجمہ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس وضو کرتے تھے اور صحابہ آپکے وضو کو دیکھتے
پس اسی سے سیکھ لیتے تھے بدون اسکے کہ آپ بیان کریں کہ یہ رکن ہے اور یہ ادب ہے اور حضرت نماز
پڑھتے تھے اور صحابہ آپکی نماز کو دیکھتے تھے پس وہ ہی نماز پڑھنے لگتے تھے جیسا کہ اونکو نماز پڑھتے دیکھتے
تھے اور حضرت نے حج کیا تو لوگوں نے آپکے حج کو دیکھا پس اونلوگوں نے کیا جیسا کہ حضرت نے کیا
اور اکثر حال آنحضرت کا ایسا ہی تھا اور نہ بیان کیا آپ نے کہ فرض وضو کے چھ ہیں یا چار ہیں اور
نہیں فرض کیا آپ نے کہ وضو کرے کوئی انسان بغیر موالات کے یہانتک کہ حکم کیا جاوے اوسپر
ساتھ صحت یا فساد کے مگر وہ کہ جو چاہا اللہ نے اور صحابہ آنحضرت سے بہت ہی کم ان باتوں کو پوچھا
کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسی قوم کو بہتر اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھا اون لوگوں نے اونسے مگر تیرہ مسئلے یہان تک کہ آپنے وفات کیا
وہ سب مسئلے قرآن میں ہیں اونمیں سے یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فیه
ویسئلونك عن المحیض ہے اور کہا کہ نہیں پوچھتے تھے وہ لوگ مگر اونھیں
چیزون سے جو اونکو نفع دیتین اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مت پوچھو ان
چیزون سے جو نہون کیونکہ میں نے سنا ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لعنت
کرتے تھے اوس شخص کو جسنے پوچھا اوس چیز سے کہ جو نہ تھی

قال القاسم انكم تسألون عن اشياء ما كنا نسأل عنها وتنقرون عن اشياء ما كنا ننقر عنها
وتسألون عن اشياء ما ادري ما هي ولو علمناها ما حل لنا ان نكتمها وعن عمرو بن
اسحق قال لمن ادركت من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر ممن سبقني منهم
فما رأيت قوما ايسر سيرة ولا اقل تشديدا منهم وعن عبادة بن بسر الكندي سئل عن
امرأة ماتت مع قوم ليس لها ولي فقال ادركت اقواما ما كانوا يشددون تشديدكم ولا
يسألون مسائلكم اخرج هذه الآثار الدارمي وكان صلى الله عليه وسلم يستفتيه
الناس في الوقائع فيفتيهم ويرفع اليه القضايا فيقضي فيها ويرى الناس يفعلون
معروفا فيمدحه او منكرا فينكر عليه وكل ما افتى به مستفتيا وقضى به في قضية
او انكره على فاعله ان كان منكرا كان في الاجتماعات وكذلك كان الشيخان ابو بكر
وعمر اذا لم يكن لهما علم في المسئلة يسألان الناس عن حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترجمہ کہا قاسم نے کہ تم لوگ ایسی چیزون کو پوچھتے ہو جسکو ہم لوگ نہ پوچھتے تھے اور ایسی
چیزون میں کاوش کرتے ہو جسمیں ہم لوگ کاوش نکرتے تھے اور پوچھتے ہو ایسی چیزونکو جنکو ہم
نہین جانتے کہ وہ کیا ہین اور اگر ہم اونکو جانتے تو ہمارے لیے اونکا چھپانا حلال نتھا اور روایت ہی
عمرو بن اسحق سے کہا کہ البتہ پایا مین نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اون لوگون سے کہ سبقت
لیگئے مجھسے پس نہ دیکھا مین نے کسی قوم کو آسان تر از روی سیرت کے اور نہ کمتر از روے تشدید کے اونسے
اور عبادہ بن بسر کندی سے روایت ہی کہ وہ پوچھے گئے اوس عورت کی میراث سے جو ایک قوم کے ساتھ
مرگئی تھی اور اوسکا کوئی ولی نتھا پس کہا اونھون نے پایا مین نے ایسی قوم کو کہ جو تم لوگونکے مانند تشدید نکرتی
تھی اور تمہارے مانند مسئلے نپوچھتی تھی نکالا ان آثار کو دارمی نے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے وقائع
اور حوادث مین لوگ فتوا پوچھتے تھے پس آپ اونکو فتوا دیتے تھے اور آپ تک قضیے اور جھگڑے اونکے پاس
لیجاتے تھے پس آپ اونمین فیصلہ کردیا کرتے تھے اور لوگونکو اچھا کام کرتے دیکھتے تھے پس اونکی مدح
کرتے تھے یا برا دیکھتے تھے تو اوسپر انکار فرماتے تھے اور آپکا فتوے دینا یا فیصلہ کرنا یا بدکار پر انکار
کرنا سب مجمع مین ہوا کرتا تھا اور ایسے ہی شیخان ابوبکر رض و عمر رض جب اونکے پاس کسی
مسئلہ مین علم نہوا کرتا تھا تو وہ لوگون سے رسول اللہ صلعم کی حدیثون کو پوچھا کرتے تھے

وقال ابو بكر رضی الله عنه ما سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فيها شيئا يعنی الجدة وسال الناس فلما صلی الظهر قال ايكم سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الجدة شيئا فقال المغيرة بن شعبة انا قال ماذا قال اعطاها رسول الله صلی الله علیه وسلم سُدُسًا قال يعلم ذالك احد غيرك فقال محمد بن سلمة صدق فاعطاها ابو بكر السدس و قصة سوال عمر الناس فی الغرة ثم رجوعه الی خبر مغيرة وسواله اياهم فی الوباء ثم رجوعه الی خبر عبد الرحمن بن عوف وكذا رجوعه الی قصة مجوس الی خبره وسرور عبد الله بن مسعود بخبر معقل بن يسار لما وافق رايه و قصة رجوع ابی موسی عن باب عمر و سواله عن الحديث و شهادة ابی سعيد اه وامثال ذلك كثيرة معلومة مروية فی الصحيحين والسنن وبالجملة فهذه كانت عادته الكريمة صلی الله علیه وسلم فرای كل صحابی ما يسره الله من عباداته وفتاواه واقضيته فحفظها وعقلها

ترجمہ اور کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہ سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرمایا ہو اوسمین یعنی جدہ کی میراث مین کچھہ اور پوچھا لوگون سے اور جب ظہر کی نماز پڑھ چکے تو پکار کر فرمایا کہ تم مین کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدہ کی میراث کی بارہ مین کچھہ سُنا ہی تو کہا مغیرہ بن شعبہ نے ہان مین نے سُنا ہی تو کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا سنا ہے وہ تب کہا اونہون نے دیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹا حصہ تب کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آیا جانتا ہی اوسکو سواے تیرے اور کوئی بھی پس کہہ اٹھے محمد بن سلمہ سچ کہا مغیرہ نے پس دیدیا اوسکو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چھٹا حصہ اور قصہ سوال کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا لوگون سے غرہ مین پھر رجوع کرنا طرف مغیرہ کے اور سوال اونکا لوگون سے وبا مین پھر رجوع کرنا اونکا طرف خبر عبد الرحمن بن عوف کی اور ایسی رجوع کرنا اونکا قصہ مجوس مین طرف خبر اونکے اور خوش ہونا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کا ساتھہ خبر معقل بن یسار کے جب موافق ہوے وہ اونکی راے کے ساتھہ اور قصہ لوٹ آنا ابی موسیٰ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازہ سے اور سوال کرنا اونکا حدیث سے اور گواہی دینا ابی سعید کا اوسکی سے اور مثل اسکے اور بہت واقعے ہین جو معلوم اور صحیحین و سنن مین مروی ہین اور حاصل کلام یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت بزرگ یہی تھی پس دیکھا ہر صحابی نے وہ کہ آسان کیا اوسکو اللہ نے اونکے عبادات اور فتاوان و فیصلون سے پس یاد رہا اور سمجھا ان لوگون نے اوسکو باہ

ثم عرفوا كل شئ وجهها من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على
الاستحباب بعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت كافية عنده ولم يكن العمدة
عندهم الا وجدان الاطمينان والثلج من غير التفات الى طرق الاستدلال كما ترى الاعراب
يفهمون مقصود الكلام فيما بينهم وتثلج صدورهم بالتصريح والتلويح والايماء من حيث
لا يشعرون فانقضى عصره الكريم وهم على ذلك ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد مقتدى
ناحية من نواحي فكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسبما حفظه
او استنبط وان لم يجد فيما حفظه واستنبطه ما يصلح للجواب اجتهد برائه وعرف العلة
التي ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها الحكم في منصوصاته فطرد الحكم حيثما وجدها
لا يالو في جهد موافقة غرضه عليه الصلوة والسلام فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم على ضروب

ترجمہ اور پہچان لیا سبکی وجہ وجیہ کو اونکے قرینون سے پس حمل کیا ان لوگون نے
اونمین سے بعض کو اباحت پر اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر اون نشانیون اور
قرینون سے جو اونکے نزدیک کافی تھین اور اونکے نزدیک اسمین کوئی چیز عمدہ نتھی مگر اطمینان
اور راحت پانا بدون التفات طرف طرق استدلال کے جیسا کہ دیکھتے ہو تم اعراب کو کہ آپسمین
مقصود کلام کو سمجھ جاتے ہین اور اونکا سینہ تصریح اور اشارہ کنایہ سے ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے
کہ اونکو کسی امر کی وہ کچھ خبر رکھتے پس گذر گیا حضرت کا یہ بزرگ زمانہ اور وہ لوگ اسی حالت پر تھے
اوسکے بعد وہ لوگ ملکون مین متفرق ہو گئے اور اونمین سے ہر ہر شخص ایک ایک طرف
کا پیشوا ہوا پس بہت واقعے واقع اور مسئلے دائر ہوئے اور فتوی پوچھا لوگون نے انمین پس
جواب دیا ہر شخص نے موافق اپنے حفظ یا استنباط کے اور اگر نپایا اپنی حفظ اور استنباط مین
وہ کہ جو لائق جواب کے ہوتا تو اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور پہچان لیا اوس علت کو کہ دائر کیا
تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس حکم کو اپنے منصوصات مین پس بہت ہوا
حکم اس طرح پر کہ جہان کہین پایا اون لوگون نے اوسکو نہ کوتاہی کی موافقت غرض
آنحضرت علیہ الصلوة والسلام مین پس اوسوقت صحابیون مین چند طور
پر اختلاف واقع ہوا

منها ان صحابیا سمع حکما فی قضیة او فتوی ولم یسمعه الآخر فاجتهد برأیه فی ذلک
وهذا علی وجوه احدها ان یقع اجتهاده موافق الحدیث مثاله ما رواه النسائی وغیره
ان ابن مسعود رضی الله عنه سئل عن امرأة مات عنها زوجها ولم یفرض لها فقال
لم ار رسول الله صلی الله علیه وسلم یقضی فی ذلک فاختلفوا علیه شهرا والحوا فاجتهد
برأیه وقضی بان لها مهر نسائها لا وکس ولا شطط وعلیها العدة ولها المیراث
فقام معقل بن یسار فشهد بانه صلی الله علیه وسلم قضی بمثل ذلک فی امرأة منهم ففرح بذلک
ابن مسعود فرحة لم یفرح مثلها قط بعد الاسلام وثانیها ان یقع بینهما المناظرة و
یظهر الحدیث بالوجه الذی یقع به غالب الظن فیرجع عن اجتهاده الی المسموع مثاله
ما رواه الائمة من ان ابا هریرة رضی الله عنه کان من مذهبه ان من اصبح جنبا
فلا صوم له حتی اخبرته بعض ازواج النبی صلی الله علیه وسلم بخلاف مذهبه فرجع

ترجمہ بعض اونمین سے یہ ہے کہ کسی صحابی نے اگر کسی حکم کو کسی قضیے یا فتوی مین سنا اور
دوسرے نے نہ سنا تو اونسے اپنی راے سے اوسمین اجتہاد کیا اور یہ چند وجہ پر ہے پہلی یہ کہ اوسکا
اجتہاد حدیث کے موافق واقع ہوا مثال اوسکی یہ ہے کہ روایت کیا نسائی وغیرہ نے کہ ابن مسعود رض
پوچھے گئے اوس عورت کے حال سے کہ اسکا شوہر مر گیا تھا اور اوسکا کوئی مہر معین نہ تھا تب
کہا اونہون نے کہ نہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرتے ہوے اسمین پس
اختلاف کیا لوگون نے اوسمین ایک مہینے تک اور بہت مبالغہ کیا پس اجتہاد کیا اونہون نے
اپنی راے سے اور حکم دیا کہ اوسکے لیے مہر مثل و میراث ہے اور اوسپر عدت بھی لازم ہے پس کھڑے ہو
معقل بن یسار اور ادا کی شہادت کی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے مثل اسکی ایک عورت کے بارے
مین حکم دیا تھا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسقدر خوش ہوئے کہ کبھی اسلام لانے کے بعد ویسے خوش
نہوئے تھے اور دوسرے یہ کہ واقع ہو اوسمیان اونلوگون کے مناظرہ پس اس سے حدیث ایسی صورت پر
ظاہر ہو پڑی کہ جیسا ظن غالب تھا پس رجوع کی اونہون نے اپنے اجتہاد سے طرف احادیث کے
مثال اسکی وہ ہے کہ ابو ہریرہ رض کے مذہب مین یہ تھا کہ جو شخص جنابت کی حالت مین صبح کرے تو اوسکا روزہ نہین
صحیح ہوتا یہانتک کہ خبر دیا اونکو بعض ازواج نبی نے بخلاف مذہب اونکی پس رجوع کیا اونہون نے اپنے مذہب سے

وثالثها ان یبلغه الحدیث ولکن لا علی الوجه الذی یقع به غالب الظن فلم یترک
اجتهاده بل طعن فی الحدیث مثاله ما رواه اصحاب الاصول من ان فاطمة بنت
قیس شهدت عند عمر بن الخطاب بانها کانت مطلقة الثلاث فلم یجعل لها
رسول الله صلی الله علیه وسلم نفقة ولا سکنی فرد شهادتها وقال لا نترک
کتاب الله لقول امرأة لا ندری اصدقت ام کذبت لها النفقة والسکنی
وقالت عائشة ما لفاطمة الا تتقی الله تعنی فی قولها لا سکنی ولا نفقة و
مثال آخر روی الشیخان انه کان من مذهب عمر بن الخطاب ان التیمم لا یجزی
الجنب الذی لا یجد ماء فروی عنده عمار انه کان مع رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی سفر فاصابته جنابة ولم یجد ماء فتمعکت فی التراب فذکر ذلک لرسول
الله فقال رسول الله انما کان یکفیک ان تفعل هکذا وضرب بیدیه الارض فمسح بهما وجهه ویدیه

ترجمہ ۔ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ پہونچی اونکو حدیث لیکن نہ اوس طرح پر کہ واقع ہوتا ساتھہ اوسکے غالب
ظن اور انکا ایں نہ چھوڑا اونہوں نے اپنی اجتہاد کو بلکہ حدیث ہی پر طعن شروع کردیا مثال اوسکی
وہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو اصحاب اصول نے کہ فاطمہ بنت قیس نے ادا کی شہادت کو نزدیک
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یہ کہ میں تین طلاق سے مطلقہ تھی تو میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے نفقہ اور سکنی کا حکم نہ نافذ فرمایا پس رد کردی عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکی گواہی کو اور کہا کہ نہیں
چھوڑ سکتے ہم اللہ کی کتاب کو ایسی ایک عورت کے کہنے سے کہ معلوم نہیں کہ سچ کہتی ہے یا جھوٹھ
کہتی ہے اوسکے لیے نفقہ ہے اور سکنی ہے اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے فاطمہ آیا نہیں ڈرتی
تو اللہ سے مراد لیتی تہیں حضرت عائشہ اپنے اس کہنے سے فاطمہ بنت قیس کے قول لا سکنی و
لا نفقة کو اور مثال دوسری یہ ہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے کہ مذہب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بات
تہی کہ تیمم اوس مجنب کے لیے کہ جو پانی نہ پاوے کفایت نہیں کرتا پس روایت کی عمار نے نزدیک اونکے
کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا اور مجھکو نہانے کی حاجت ہوئی اور
پانی نہ ملا تو میں مٹی میں خوب لوٹا اور اوسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ تجھکو
فقط اسطرح کرنا کافی تھا اور مارا اپنے ہاتھوں سے زمین کو پھر ملا اونسے اپنے منھہ اور دونوں ہاتھوں کو

فلو يقبل عمر و لم ينهض عنده حجة لقادح خفي رآه فيه حتى استفاض الحديث في الطبقة الثانية من طرق كثيرة واضمحل وهم القادح فاخذوا به والرابع ان لا يصل اليه الحديث اصلا مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمر كان يامر النساء اذا اغتسلن ان ينقضن رؤسهن فسمعت عائشة بذلك فقالت يا عجبا لابن عمر يامر النساء ان ينقضن رؤسهن فلا يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت اغتسل انا و رسول الله صلى الله عليه وسلم من اناء واحد وما ازيد على ان افرغ على راسي ثلث افراغات مثال آخر ما ذكره الزهري من ان هند لم تبلغها رخصة رسول الله صلى الله عليه وسلم في المستحاضة فكانت تبكي لانها كانت لا تصلي ومن تلك الضروب ان يروا رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة وبعضهم على الاباحة

ترجمہ۔ پس نہ قبول کیا اسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور نہ قائم ہوئی نزدیک اونکے حجت ایک پوشیدہ قادح کے سبب جسکو وہ اوسمین دیکھتے تھے یہانتک کہ مشہور ہوگئی حدیث طبقہ ثانیہ مین بہت طریقون سے پس مضمحل ہوگیا وہم قادح کا پس اخذ کیا لوگون نے ساتھ اوسکے اور چوتھی یہ ہے کہ اوسکے طرف حدیث ہی نہ پہونچی ہو مثال اوسکی یہ ہے کہ نکالا مسلم نے کہ تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہ نفاس والی عورتون کو یہ حکم کرتے تھے کہ جب وہ غسل کرین تو اپنے سر کے بالون کو کھول ڈالین پس سنا اوسکو عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو کہا تعجب ہے ابن عمر سے کہ حکم کرتے ہین عورتون کو کہ کھول ڈالین وہ اپنے سرون کو سو کیون نہین حکم کرتے اونکو کہ مونڈ ڈالین وے اپنے سرون کو بیشک غسل کرتی تھی مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے اور نہ زیادہ کرتی تھی مین اسپر کہ بہاؤن مین اپنے سر پر تین چلو پانی مثال دوسری وہ ہے کہ ذکر کیا اوسکو زہری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استحاضہ والی عورتون کو جو نماز کی رخصت دے یہ خبر ہندہ بنت العاص کو نہ پہونچی اسلیے وہ نماز نہ پڑہتی تھی اور اوسپر افسوس و حسرت کرکے رویا کرتی تھی اور اسی قسم سے یہ ہے کہ دیکھا اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام کرتے ہوے پس حمل کیا بعض نے اوپر قربت کے اور بعض نے اوپر اباحت کے

اى ينقضن اشعار رؤسهن ۱۲

مثال الذي رواه اصحاب الاصول في قضية التحصيب اي النزول بالابطح عند النفر
نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم به فذهب ابو هريرة وابن عمر الى انه على وجه القربة
فجعلوه من سنن الحج وذهب عائشة وابن عباس الى انه كان على وجه الاتفاق
وليس من السنن ومثال اخر ذهب الجمهور الى ان الرمل في الطواف سنة وذهب
ابن عباس الى انه انما فعله النبي صلى الله عليه وسلم على سبيل الاتفاق لعارض عرض
وهو قول المشركين حطمهم حمى يثرب وليس بسنة ومنها اختلاف الوهم في
التعبير مثاله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حج فراه الناس فذهب بعضهم الى انه
كان متمتعا وبعضهم الى انه كان قارنا وبعضهم الى انه كان مفردا مثال اخر اخرج ابو
داود عن سعيد بن جبير انه قال قلت لعبد الله بن عباس يا ابا العباس عجبت لاختلاف
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في اهلال رسول الله صلى الله عليه وسلم حين اوجب

ترجمہ مثال اوسکی وہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو اصحاب اصول نے قضیہ تحصیب یعنی
کہ اوترے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقام ابطح مین پس گئے ابوہریرہ اور ابن عمر
رضی اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اوترنا حضرت کا اوپر وجہ قربت کے تھا پس اون لوگون نے اسکو
سنن حج سے قرار دیا اور گئین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اوپر وجہ
اتفاق کے تھا اور سنن سے نہین اور مثال دوسری یہ ہے کہ جمہور اسطرف گئے کہ رمل طواف
مین سنت ہے اور ابن عباس اسطرف گئے کہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاقیہ فقط
عارضی سبب یعنی مشرکون کے اس کہنے سے کیا تھا کہ مسلمانونکو یثرب کے بخار نے توڑ ڈالا
اور یہ کچھ سنت نہین اور اونمین سے اختلاف وہم کا بیچ تعبیر مین مثال اوسکی یہ ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو لوگون نے آپکو دیکھا پس بعض اسطرف گئے کہ وہ
متمتع تھے اور بعض اسطرف گئے کہ وہ قارن تھے اور بعض اسطرف گئے کہ وہ مفرد تھے
مثال دوسری نکالا ابو داود نے سعید ابن جبیر سے اونہون نے کہا کہ مین نے عبد اللہ ابن
عباس سے کہا اے ابا عباس تعجب کرتا ہون مین اختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلال مین جبکہ واجب کیا آپنے اپنے اوپر حج کو

عہ ... طواف ... ۱۲

عہ تحصیب یعنی قیام کرنا مقام ابطح ... ۱۲ عہ رمل ... اکڑ کر چلنا ۱۲

فقال انی لاعلم الناس بذلک انها انما کانت من رسول الله صلی الله علیه وسلم حجة واحدة فمن هناک اختلفوا خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم حاجا فلما صلی فی مسجده بذی الحلیفة رکعتیه اوجب فی مجلسه واهل بالحج حین فرغ من رکعتیه فسمع ذلک منه اقوام فحفظته عنه ثم رکب فلما استقلت به ناقته اهل وادرک ذلک منه اقوام و ذلک لان الناس انما کانوا یاتون ارسالا فسمعوه حین استقلت به ناقته یهل فقالوا انما اهل رسول الله صلی الله علیه وسلم حین استقلت به ناقته ثم مضی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما علا علی شرف البیداء اهل وادرک ذلک منه اقوام فقالوا انما اهل حین علا علی شرف البیداء وایم الله لقد اوجب فی مصلاه واهل حین استقلت به ناقته واهل حین علا علی شرف البیداء ومنها اختلاف السهو والنسیان مثاله ما روی ان ابن عمر کان یقول اعتمر رسول الله صلی الله علیه وسلم عمرة فی رجب فسمعت بذلک عائشة فقضت علیه بالسهو

ترجمہ تو کہا ابن عباس نے کہ اور لوگوں میں اسکو زیادہ جاننے والا ہوں کہ بیشک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی حج میں تھا پس اسی سبب سے لوگوں نے اسمیں اختلاف کیا نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے اور جب مسجد ذو الحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تو وہیں احرام باندھ لیا اور جب دونوں رکعت سے فارغ ہوئے تو حج کے ساتھ اہلال کیا پس سنا اسکو آپ سے بہت سی قوموں نے پس یاد رکھا اسکو اونہوں نے پھر سوار ہوئے آپ پس جب آپکو لیکر اونٹنی کھڑی ہو گئی تو اہلال کیا آپ نے اور یاد رکھا اسکو آپ سے بہت سی قوموں نے اور اسکی یہ وجہ تھی کہ لوگ حضرت کے پاس گروہ گروہ آتے تھے پس سنا لوگوں نے انکو اہلال کرتے ہوئے جبکہ اونٹنی اونکو لیکر کھڑی ہو گئی پس کہی سواے اسکے نہیں ہے کہ اہلال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اونٹنی اونکو لیکر کھڑی ہوئی پھر چلے رسول اللہ صلعم پس جب چڑھے بیدا اوپر اہلال کیا اور پایا اسکو اونہوں نے بہت سی قوموں نے پس کہا اونہوں نے سواے اسکے نہیں ہے کہ اہلال کیا پیغمبر خدا نے جبکہ چڑھے بیدا اوپر اور قسم ہے خدا کی اسکو تو واجب کر لیا تھا آپنے مصلاہی پر اور اہلال کیا آپنے جبکہ اونٹنی آپکو لیکر کھڑی ہو گئی اور اہلال کیا آپنے جبکہ چڑھے بیدا اوپر اور انھیں میں سے اختلاف سہو و نسیان ہے مثال اوسکی یہ ہے کہ ابن عمر کہتے تھے کہ عمرہ کیا رسول نے ایک عمرہ رجب میں پس

ومنها اختلاف الضبط مثاله ما روى ابن عمرؓ عنه صلى الله عليه وسلم من ان الميت
يعذب ببكاء اهله عليه فقضت عائشةؓ عليه بانه لم يأخذ الحديث على وجهه مر رسول
الله صلى الله عليه وسلم على يهودية يبكي عليها اهلها فقال انهم يبكون عليها
وانها تعذب في قبرها فظن العذاب معلولا للبكاء وظن الحكم عاما على كل ميت
ومنها اختلافهم في علة الحكم مثاله القيام للجنازة فقال قائل لتعظيم الملائكة فيعم المؤمن
والكافر وقال قائل لهول الموت فيعمهما وقال قائل مر على رسول الله صلى الله عليه وسلم
جنازة يهودي فقام لها كراهية ان يعلوا فوق راسه فيختص بالكافر ومنها اختلافهم
في الجمع بين المختلفين مثاله رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم في المتعة عام
خيبر ثم نهى عنها ثم رخص فيها عام اوطاس ثم نهى عنها فقال ابن عباسؓ
كانت الرخصة للضرورة والنهي لانقضاء الضرورة والحكم باق على ذلك

ترجمہ — اور اونھیں وجہوں میں سے اختلاف ضبط ہے مثال اسکی وہ ہے کہ روایت کیا ابن
عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مردہ پر عذاب کیا جاتا ہے اوسکے اہل کے رونے سے پس حکم کیا
عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوپر کہ نہیں اخذ کیا ابن عمرؓ نے حدیث کو اوپر وجہ صحیح کے کیونکہ وجہ صحیح
اوسکی یہ ہے کہ گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک قبر ایک یہودیہ کے کہ رو رہے تھے
اوسپر اہل اوسکے پس فرمایا آپ نے کہ یہ سب روتے ہیں اوسپر اور وہ عذاب کیجاتی ہے اپنی قبر میں
پس خیال کیا ابن عمرؓ نے کہ یہ عذاب رونے ہی کے ساتھ معلول ہے اور گمان کیا کہ یہ حکم عام ہے ہر میت
پر اور اونھیں وجہوں میں سے اختلاف اونکا ہے علت حکم میں مثال اسکے کھڑا ہو جانا ہے جنازہ
کے لیے پس کہا بعض نے کہ یہ کھڑا ہونا ملائکہ کی تعظیم کے لیے تھا پس عام ہے مومن اور کافر سب کو
لیے اور کہا بعض نے کہ یہ واسطے ہول موت کے تھا پس عام ہے اون دونوں کے لیے اور کہا بعض
نے کہ گذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ تو اوسکے لیے آپ کھڑے ہوے
تاکہ آپکے سر مبارک سے وہ اونچا نہ ہو پس خاص ہے کافر کے ساتھ اور اونھیں وجہوں میں سے اختلاف
اونکا جمع کرنے میں درمیان دو امر مختلف کے ہے مثال اوسکی وہ ہے کہ رخصت دی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے متعہ کے سال خیبر میں پھر منع کیا اوس سے پھر رخصت دی اوسمیں سال

وقال الجمهور كانت الرخصة اباحةً والنهي نسخاً لها مثال آخر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن استقبال القبلة في الاستنجاء فذهب قوم الى عموم هذا الحكم وكونه غير منسوخ ورواه جابر يبول قبل ان يتوفى بعام مستقبل القبلة فذهب الى انه نسخ للنهي المتقدم ورواه ابن عمر قضى حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام فرد به قولهم وجمع قوم بين الروايتين فذهب الشعبي وغيره الى ان النهي مختص بالصحراء فاذا كان في المراحيض فلا باس بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الى ان القول عام محكم والفعل يحتمل كونه خاصا بالنبي صلى الله عليه وسلم فلا ينتهض ناسخاً ولا مخصصاً وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها

ترجمہ ادر کہا جمہور نے کہ رخصت اباحت کے لیے تھی اور نہی اوسکے نسخ کے لیے مثال دوسری یہ ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کیطرف منہ کرکے استنجا کرنے سے پس گئی ایک قوم اس حکم کے عموم اور اسکے غیر منسوخ ہونے کیطرف اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جابر رضی اللہ عنہ نے ایک برس پہلے آپکی وفات کے آپکو قبلہ کیطرف پیشاب کرتے ہوئے پس گئے طرف اوسکے کہ یہ نسخ ہے واسطے نہی متقدم کے اور دیکھا آپکو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قضاء حاجت کرتے ہوئے قبلہ کیطرف پیٹھ اور شام کیطرف منہ کیے ہوئے پس رد کیا اس سے اون لوگون کے قول کو اور جمع کیا ایک قوم نے درمیان اون دونوں روایتوں کے پس گئے شعبی وغیرہ طرف اسکے کہ یہ نہی صحرا کے ساتھ مختص ہے پس جبکہ پاخانے میں ہو تو قبلہ کیطرف منہ یا پیٹھ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں اور ایک قوم اسطرف گئی کہ یہ قول عام اور محکم ہے اور محتمل ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اونہین کے ساتھ مختص ہو پس اسکے لیے کوئی ناسخ اور مخصص نہین قائم ہو سکتا اور حاصل کلام یہ ہے کہ مختلف ہوئے مذاہب اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اخذ کیا اونسے ہر ایک تابعی نے اسطرح کہ جو اوسکے لیے آسان تھا پس یاد کر لیا وہ کہ سُنا اوسنے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مذاہب صحابہ سے اور سمجھ بوجھ کر یاد کر رکھا اُسکو

کے ایسے ہی
ہر ایک نے
اپنے

وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال وان كان ماثورا عن كبار الصحابة كالمذهب الماثور عن عمر وابن مسعود في تيمم الجنب اضمحل عندهم لما استفاض من الاحاديث عن عمار وعمران بن حصين وغيرهما فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام مثل سعيد بن المسيب وسالم بن عبد الله بن عمر في المدينة وبعدهما الزهري والقاضي يحيى بن سعيد وربيعة بن عبد الرحمن فيها وعطاء بن ابي رباح بمكة وابراهيم النخعي والشعبي بالكوفة والحسن البصري بالبصرة وطاوس بن كيسان باليمن ومكحول بالشام فاظمأ الله اكبادا الى علومهم فرغبوا فيها واخذوا عنهم الحديث وفتاوى الصحابة واقاويلهم ومذاهب هؤلاء العلماء وتحقيقاتهم من عند انفسهم واستفتى منهم المستفتون ودارت المسائل بينهم ورفعت اليهم الاقضية

ترجمہ اور جمع کیا مختلف کو اوپر اس طور کے کہ اوسکے لیے آسان تھا اور ترجیح دی بعض قول کو بعض پر اور مضمحل ہو گئے اونکی نظر میں بعض قول اگرچہ وہ ماثور تھے بڑے بڑے صحابہ سے جیسے کہ مذہب ماثور عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے تیمم جنب میں مضمحل ہو گیا نزدیک اونکے جبکہ مشہور ہوئیں حدیثیں عمار اور عمران بن حصین وغیرہما کے پس اسوقت علمائے تابعین میں سے ہر عالم کا بمقابل اوسکے ایک ایک مذہب ہو گیا اور ہر شہر میں ایک ایک امام قائم ہوا مثل سعید بن مسیب اور سالم بن عبد اللہ ابن عمر کی مدینہ میں اور بعد انکے زہری اور قاضی یحییٰ بن سعید اور ربیع بن عبد الرحمن بھی اوسی مدینے ہی میں اور عطا بن ابی رباح مکہ میں اور ابراہیم نخعی اور شعبی کوفہ میں اور حسن بصری بصرہ میں اور طاوس بن کیسان یمن میں اور مکحول شام میں پس پیاسا کیا لوگوں نے اپنے جگروں کو اونکے اور اونکے علوم کیطرف پس رغبت کیا اون لوگوں نے اوسمیں اور لیا اونسے حدیث اور فتوی صحابہ اور اونکے اقوال اور اون علما کے مذاہب اور اونکی تحقیقات جو اونہوں نے خود کی تھی اور فتوے پوچھا اونسے فتوی پوچھنے والوں نے اور دائر ہوئے مسئلے آپسمیں اور لائے گئے اونکے پاس ہمگر

وكان سعيد بن المسيب وابراهيم النخعي وامثالهما جمعوا ابواب الفقه اجمعها
وكان لهم في كل باب اصول تلقوها من السلف فكان سعيد واصحابه يذهبون
الى ان اهل الحرمين اثبت الناس في الفقه واصل مذهبهم فتاوى عمر وعثمان
وقضاياهما وفتاوى عبد الله بن عمر وعائشة وابن عباس وقضايا قضاة المدينة
فجمعوا من ذلك ما يسر الله لهم ثم نظروا فيها نظر اعتبار وتفتيش فما كان منها
مجمعا عليه بين علماء المدينة فانهم ياخذون عليه بنواجذهم وما كان
فيه اختلاف عندهم فانهم ياخذون باقواها وارجحها اما لكثرة من ذهب
اليه منهم او لموافقته بقياس قوي او تخريج صريح من الكتاب والسنة و
نحو ذلك واذا لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب المسئلة خرجوا من كلامهم و
تتبعوا الايماء والاقتضاء فحصل لهم مسائل كثيرة في كل باب باب

ترجمہ اور سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور اونکے مانند لوگون نے فقہ کے تمامی ابواب
کو جمع کیا اور اونکے پاس ہر باب مین ایک ایک اصول تھے جنکو اُنہون نے
سلف سے حاصل کیا تھا اور سعید اور اصحاب اونکے اس طرف گئے کہ اہل حرمین ثابت ترین
لوگونکے ہین فقہ مین اور اصل مذہب اونکا فتاوے عمرؓ اور عثمانؓ اور قضایا اون دونون کے
اور فتاوے عبد اللہ بن عمرؓ اور عائشہؓ اور ابن عباسؓ اور قضایا سے قاضیان مدینہ کے تھے
پس جمع کیا لوگون نے اوس سے کہ وہ آسان کیا اللہ تعالے نے اونکے لیے پھر نظر کیا اون لوگون
نے نظر اعتبار اور تفتیش سے پس اوسمین سے جو مجمع علیہ درمیان علماء مدینہ کے تھا اوسکو
اونہون نے اپنے دانتون سے پکڑا اور جسمین کہ اون لوگون کا اختلاف تھا اوسمین سے اوسکے
اورارجح کو اخذ کیا یا تو اس سبب سے کہ اونمین سے بہت لوگ اوسطرف گئے یا اس سبب سے کہ وہ
قیاس قوی کے ساتھ موافق ہین یا اس وجہ سے کہ کتاب وسنت سے اونکی تخریج صحیح ہے
اور مانند اسی کے اور چیزون سے اور جب اون لوگون نے اوسمین کہ جسکو اونہون نے
اونسے یاد کیا تھا جواب کسی مسئلہ کا نپایا تو اونکے کلام سے اوسکی تخریج شروع کردی اور اونہون نے
ایما اور اقتضا کی تتبع کی پس ہر ہر باب مین اونکے لیے بہت سے مسئلے حاصل ہوگئے

وكان ابراهيم واصحابه يرون ان عبد الله بن مسعود واصحابه اثبت الناس في الفقه
كما قال علقمة لمسروق لا احد منهم اثبت من عبد الله وقول ابي حنيفة للاوزاعي ابراهيم
افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت ان علقمة افقه من عبد الله بن عمر وعبد الله
هو عبد الله واصل مذهبه فتاوى عبد الله بن مسعود وقضايا علي رضي الله عنهما
وفتاواه وقضايا شريح وغيره من قضاة الكوفة فجمع من ذلك ما يسره الله ثم صنع
في آثارهم كما صنع اهل المدينة في آثار اهل المدينة وخرج كما خرجوا فتلخص له مسائل
الفقه في كل باب باب وكان سعيد بن المسيب لسان فقهاء المدينة وكان احفظهم
لقضايا عمر وحديث ابي هريرة وابراهيم لسان فقهاء الكوفة فاذا تكلما بشيء ولم
ينسباه الى احد فانه في الاكثر منسوب الى احد من السلف صريحا او ايماء ونحو
ذلك فاجتمع عليهما فقهاء بلدهما واخذوا عنهما وعقلوه وخرجوا عليه والله اعلم

تو حضرت ابراہیم اور اصحاب اونکے خیال کرتے تھے کہ بیشک عبداللہ ابن مسعود اور اصحاب
اونکے ثابت ترین لوگونمین ہین فقہ مین جیسا کہ کہا علقمہ نے مسروق سے اونمین سے کوئی عبداللہ
سے ثابت تر نہین ہے اور قول ابوحنیفہ کا اوزاعی سے یہ ہے کہ ابراہیم فقیہ ترین سالم سے اور اگر
فضل صحبت کا نہوتا تو مین کہتا کہ علقمہ فقیہ تر ہے عبداللہ ابن عمر سے اور عبداللہ تو عبداللہ ہی ہین
اور اصل مذہب اونکا فتوی عبداللہ ابن مسعود و قضایا علی رضی اللہ عنہما اور فتاوی اونکا
اور قضایا شریح وغیرہ قاضیان کوفی کا تھا پس جمع کیا اوس سے جو اللہ تعالی نے اونکے لیے
آسان کیا پھر اونکی پیروی مین ویسا ہی کیا جیسا کہ مدینہ والون نے اہل مدینہ کی پیروی مین
کیا اور تخریج کیا جیسا کہ اونہون نے تخریج کیا پس ملخص ہوگئی اونکی لیے مسائل فقہ کے ہر باب مین اور سعید بن
مسیب گویا فقہاء مدینہ کی زبان تھے اور اون لوگون مین سے قضایا حضرت عمر اور احادیث
ابی ہریرہ کے بڑے ہی حافظ تھے اور ابراہیم فقہاء کوفہ کی زبان تھے پس جب یہ دونون کسی
شی کے ساتھ کلام کرتے تھے اور اوسکی نسبت کسیکی طرف نکرتے تھے تو وہ اکثر سلف مین سے
کسیکی طرف صریحا یا ایماءً وغیرہ ضرور ہی منسوب ہوا کرتی تھی پس جمع ہوئے ان دونونکی طرف
اونکے شہر کے فقہاء اور اخذ کیا ان دونون سے اور یاد رکھا اور سمجھا اوسکو اور تخریج کی اوپر اوسکے واللہ اعلم

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء وعلم ان الله انشأ بعد التابعين نشأ من حملة العلم انجازا لما وعده صلى الله عليه وسلم حيث قال يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله فاخذوا عمن اجتمعوا معه منهم صفة الوضوء والغسل والصلوة والنكاح والبيوع وسائر ما يكثر وقوعه ورووا حديث النبي صلى الله عليه وسلم وسمعوا قضايا قضاة البلدان وفتاوى مفتيها وسألوا عن المسائل واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم ولم يألوا في تتبع الايماءات والاقتضاءات فقضوا وافتوا ورووا وعلموا وكان صنيع العلماء في هذه الطبقة متشابها وحاصل صنيعهم ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال الصحابة والتابعين

ترجمہ باب اسباب اختلاف مذاہب فقہا جان تو اسبات کو کہ اللہ تعالے نے بعد تابعین کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وعدہ پورا کرنے کے واسطے ایک جماعت حاملان علم کی پیدا کی جیسا کہ فرمایا تھا آپ نے کہ اوٹھاوینگے اس علم کو پچھلے لوگوں میں سے جو اونمیں سے عادل ہونگے پس اخذ کیا لوگوں نے پہلے لوگوں میں سے جو جسکو ملا صفت وضو و غسل اور نماز اور نکاح اور بیع اور اون سب امور کو جو اکثر واقع ہوا کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو روایت کیا اور اپنے شہر کے قاضیوں اور مفتیوں کے فتوونکو سنا اور مسئلونکو پوچھا اور اون سب میں اجتہاد کیا پھر وہ لوگ قوم کے سردار ہو گئے اور شریعت کے تمامی امر اون کے حوالے کیے گئے اور اونلوگوں نے اپنے شیخون کی پیروی کی اور اونہوں نے ایماؤں اور اقتضاؤں کی تتبع میں کوتاہی نکی اور حکم سے فیصل کیے اور فتوے دیے اور روایت و تعلیم کیا اور اس طبقے میں علما کا ڈہنگ آپس میں ملتا جلتا تھا اور حاصل و خلاصہ کلام اونکا احادیث مسندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرسل کے ساتھ تمسک کرنا تھا اور وہ لوگ اقوال صحابہ اور تابعین سے استدلال کیا کرتے تھے ۔

ومنها انها اما احاديث منقولة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اختصروها
فجعلوها موقوفة كما قال ابراهيم وقد روى حديث نهى رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن المحاقلة والمزابنة فقيل له اما تحفظ عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم حديثا غير هذا قال بلى ولكن اقول قال عبد الله قال علقمة احب الى
وكما قال الشعبى وقد سئل عن حديث وقيل انه يرفع الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال لا
على من دون النبى صلى الله عليه وسلم احب الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان على
من دون النبى صلى الله عليه وسلم او تكون استنباطا منهم من المنصوص او اجتهادا منهم برأيهم
وهم احسن صنيعا فى كل ذلك ممن يجيئ بعدهم واكثر اصابة واقدم زمانا واوعى
علما فتعين العمل بها الا اذا اختلفوا وكان حديث رسول صلعم يخالف قولهم مخالفة
ظاهرة وانه اذا اختلف احاديث رسول صلعم فى مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة

ترجمہ یہ جانکر یہ یا تو حدیثین ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہین
اور لوگون نے اسکی سند مین اختصار کرکے اسکو موقوف کر دیا ہو جیسا کہ ابراہیم نخعی نے
اس حال مین کہ روایت کیا اونھون نے اس حدیث کو کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے محاقلہ ومزابنہ سے پس کہا گیا کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے سوا
کوئی حدیث یاد نہین ہے کہا ہان ولیکن قال عبد اللہ قال علقمہ کہنا مجھکو جیسا معلوم ہوتا ہے
اور جیسا کہ کہا شعبی نے جبکہ پوچھی گئی ایک حدیث سے اور کہا گیا کہ مرفوع ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک تو کہا کہ ان لوگون سے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہین اونسے روایت
کرنا ہمارے نزدیک محبوب تر ہے کیونکہ اگر اوسمین کچھ زیادتی یا نقصان ہوگا تو اونہین لوگون
سے ہوگا جو نبی صلعم کے بعد ہین یا منصوص سے اونلوگونکا استنباط ہے یا اونہین کا اجتہاد کہ
جسکو اونھون نے اپنی ہی رائے سے کیا تھا اور وہ لوگ ان سب امور کے انجام دینے مین اون
لوگون سے بہت اچھے تھے جو اونکے بعد آتے گئے اور ٹھیک سمجھ رکھنے مین اکثر اور زمانہ مین
مقدم اور علم کی بڑے حافظ تھے بس متعین ہوا عمل ساتھ اونکے مگر جب اختلاف کرتے وہ لوگ اور حدیث
رسول صلعم کی اونکے قول کا ظاہر مخالف ہوتی اور جب احادیث رسول صلعم کی کسی مسئلہ مین مختلف ہوتی تو رجوع کرتے وہ طرف
قول صحابہ

فان قالوا بالنسخ بعضها او بصرفہ عن ظاهره او لم یفصحوا بذلک ولکن اتفقوا علی
ترکہ وعدم القول بموجبہ فانہ کابداء علۃ فیہ او الحکم بنسخہ او تاویلہ اتبعوهم فی کل ذلک
وهو قول مالک فی حدیث ولوغ الکلب جاء هذا الحدیث ولکن لا ادری ما حقیقتہ
حکاه ابن الحاجب یعنی لم ار الفقهاء یعملون بہ وانہ اذا اختلف مذاهب الصحابۃ
والتابعین فی مسئلۃ فالمختار عند کل عالم مذهب اهل بلده وشیوخہ لانہ اعرف
بالصحیح من اقاویلهم من السقیم واوعی للاصول المناسبۃ لها وقلبہ امیل الی فضلهم
وتبحرهم فمذهب عمرؓ وعثمانؓ وعایشۃؓ وابن عمرؓ وابن عباسؓ وزید بن ثابتؓ
واصحابهم مثل سعید بن المسیبؓ فانہ کان احفظهم لقضایا عمرؓ وحدیث ابی هریرةؓ
وعروةؓ وسالمؓ وعکرمۃؓ وعطاءؓ وعبید اللہ بن عبد اللہ وامثالهم احق بالاخذ
من غیره عند اهل المدینۃ کما بینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فضائل المدینۃ

ترجمہ پس اگر کہتے وہ لوگ ساتھ نسخ بعض اوسکے یا پھیرتے اسکو اوسکے ظاہری معنی سے
یا اوسکی کچھ تصریح نکرتے لیکن اسکے ترک اور اوسکے موجب کے نہ قبول کرنے پر اتفاق کرتے
تو یہ اوسمین کسی علت کے ظاہر کرنے کے مانند یا اوسکی منسوخیت کی حکم کرنے یا تاویل کرنے
کے مانند تھا تو وہ لوگ اونکی اسمین پیروی کرتے اور یہی معنی ہین امام مالک کے قول کے
حدیث ولوغ الکلب مین آئے یہ حدیث لیکن مین اسکی حقیقت نہین جانتا حکایت کیا ابن
حاجب نے یعنے مین نے فقہاؤن کو اس پر عمل کرتے نہ دیکھا اور جب مختلف ہوئے مذاہب صحابہ
اور تابعین کے کسی مسئلے مین تو مختار نزدیک ہر عالم کے مذہب اوسکے شہر والے اور شیوخ
کا ہی اسواسطے کہ وہ لوگ اوسکے صحیح قولون کو سقیم سے تمیز کرنے والے اور خوب ہی پہچاننے والے
اور جو اصول کہ اسکے مناسب تھے اوسکے بڑے ہی حافظ تھے اور انکا دل اونکے فضل اور
تبحر کی طرف بہت ہی مائل تھا پس مذہب عمرؓ وعثمانؓ وعائشہؓ وابن عمرؓ وابن عباسؓ
وزید بن ثابتؓ اور اونکے اصحاب کا مثل سعید بن مسیب کے کہ وہ قضایا عمرؓ اور احادیث
ابی ہریرہؓ کے بڑے حافظ تھے اور عروہ وسالم وعکرمہ وعطا وعبید اللہ بن عبد اللہ اور انکے
مانند لائق تر ہی اخذ مین سوا انکے کے نزدیک اہل مدینہ کے جیسا کہ بیان کیا ہی اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

لانها مأوى الفقهاء ومجمع العلماء في كل عصر ولذلك ترى مالكا يلازم محجتهم وقد
اشتهر عن مالك انه متمسك باجماع اهل المدينة وعقد البخاري بابا في الاخذ بما
اتفق عليه الحرمان ومذهب عبد الله بن مسعود واصحابه وقضايا علي وشريح
والشعبي وفتاوى ابراهيم احق بالاخذ عند اهل الكوفة من غيره وهو قول علقمة
حين مال مسروق الى قول زيد بن ثابت في التشريك قال هل احد منهم اثبت من عبد الله
فقال لا ولكن رأيت زيد بن ثابت واهل المدينة يشركون فان اتفق اهل البلد على شيء
اخذوا عليه بنواجذهم وهو الذي يقول في مثله مالك السنة التي لا اختلاف فيها
عندنا كذا وكذا وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها اما لكثرة القائلين به او لموافقته
لقياس قوي او تخريج من الكتاب والسنة وهو الذي يقول في مثله مالك هذا احسن ما سمعت فاذا
لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب المسألة خرجوا من كلامهم وتتبعوا الايماء والاقتضاء

ترجمہ اور سواسطے کہ وہ ہر زمانے میں فقہاؤں کا ٹھکانا اور علماؤں کا مجمع رہا ہے اسلیے تم دیکھتے ہو
امام مالک کو کہ لازم کر لیا ہے اونھوں نے اونکی روش کو اور مشہور ہے امام مالک سے کہ وہ تمسک کرتے
تھے ساتھ اجماع اہل مدینہ کے اور منعقد کیا ہے بخاری نے ایک باب اوسکے اخذ کرنے میں جسمیں
علماء حرمین متفق ہیں اور مذہب عبد اللہ ابن مسعود اور اونکے اصحاب کا اور فیصلہ جات حضرت علی اور
شریح اور شعبی اور فتاوے ابراہیم احق ہیں ساتھ اخذ کے نزدیک اہل کوفہ کے انکے غیر سے اور یہی
معنی ہیں علقمہ کے قول کا جبکہ مائل ہوئے مسروق طرف قول زید بن ثابت کے تشریک میں تو کہا
اونھوں نے کیا اون میں کوئی ثابت تر عبد اللہ ابن مسعود سے بھی ہے پس کہا نہیں ولیکن دیکھا میں نے
زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو تشریک کرتے ہوئے پس اگر متفق ہو گئے ایک شہر والے اوپر کسی شے کے
تو پکڑا اون لوگوں نے اسکو اپنے دانتوں سے اور وہ وہی ہے کہ امام مالک اسکے مثل میں کہتے
ہیں یہ وہ سنت ہے کہ جسمیں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے ایسا اور ایسا اور اگر مختلف ہوئے وہ لوگ
تو اخذ کیا اوسکے اقوی اور ارجح کو یا تو اوسکے بہت کہنے والوں کے سبب سے یا واسطے موافقت اوسکے
قیاس قوی کے یا بباعث تخریج اسکی کتاب اور سنت سے اور یہ وہی ہے جسکے مثل میں امام مالک کہتے ہیں
یہ سب سے بہت اچھا ہے اون میں سے جسکو میں نے سنا ہے اور جب نپایا اون لوگوں نے اوس میں جو حفظ

والہموا فی ھذہ الطبقۃ التدوین فدون مالک ومحمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب بالمدینۃ وابن جریج وابن عیینۃ بمکۃ والثوری بالکوفۃ وربیع بن صبیح بالبصرۃ وکلہم مشوا علی ھذا النہج الذی ذکرتہ ولما حج المنصور قال لمالک قد عزمت ان آمر بکتابک ھذہ التی وضعتہا فتنسخ ثم ابعث فی کل مصر من امصار المسلمین منہا نسخۃ وآمرھم بان یعملوا بما فیہا ولا یتعدوہ الی غیرہ فقال یا امیر المؤمنین لا تفعل ھذا فان الناس قد سبقت الیہم اقاویل وسمعوا احادیث ورووا روایات واخذ کل قوم بما سبق الیہم والوا بہ من اختلاف الناس فدع الناس وما اختار اہل کل بلد منہم لانفسہم ویحکی نسبۃ ھذہ القصۃ الی ھارون الرشید وانہ شاور مالکا فی ان یعلق الموطا فی الکعبۃ ویحمل الناس علی ما فیہ

ترجمہ اور اس طبقے مین علم شریعت کے تدوین کرنے کے ساتھ وہ لوگ الہام کیے گئے پس مدون کیا امام مالک اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب نے مدینہ مین اور ابن جریج اور ابن عیینہ نے مکہ مین اور ثوری نے کوفہ مین اور ربیع بن صبیح نے بصرہ مین اور یہ سب لوگ اوسی روش پر چلے جسکو مین نے ذکر کیا اور جب حج کیا منصور خلفاء عباسیہ نے تو امام مالک سے کہا کہ مین نے یہ قصد مصمم کیا ہی کہ تمہاری اس کتاب کو جسے تمنے بنایا ہی لکھوانے کا حکم دون اور پھر مسلمانون کے ہر شہرون مین اوسکا ایک ایک نسخہ بھیجون اور اونکو یہ امر کرون کہ جو اسمین ہی اوسی پر عمل کرین اور اسکے رہتے ہوئے اسکے غیر کی طرف نہ تجاوز کرین تب امام مالک نے کہا ای امیر المؤمنین ایسا نکر کیونکہ مجھسے پہلے بہت لوگون کے پاس صحابہ اور تابعین کے اقوال پہونچ چکے ہین اور وہ لوگ حدیثونکو سن چکے اور انکی روایت کرچکے ہین اور اخذ کیا ہی ہر قوم نے ساتھ اوسکے کہ اوسکے پاس پہلے پہونچا ہی اور لوگونکے اختلاف اونکے پاس آچکے ہین پس لوگون کو اوسیکے ساتھ چھوڑ دو کہ جسکو ہر شہر والے نے اپنے نفس کے لیے اختیار کر لیا ہی اور اس قصہ کی نسبت ہارون رشید کیطرف بھی کی گئی ہی اور اوسمین یہ ہی کہ اوسنے امام مالک سے یہ مشورت کی کہ موطا کعبے مین لٹکا دیجاوے اور اوسی پر عمل کرنے کی لوگون کو تکلیف دیجاوے +

بنایا یعنی موطا کو ۱۲ مترجم

فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم اختلفوا فی الفروع وتفرقوا
فی البلدان وکل سنة مضت قال وفقک الله یا ابا عبد الله حکاه السیوطی رحمة الله
علیه فکان مالک اثبتهم فی حدیث المدینیین عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
واوثقهم اسنادا واعلمهم بقضایا عمر رض واقاویل عبد الله بن عمر رض وعائشة رض واصحابهم
من الفقهاء السبعة وبه وبامثاله قام علم الروایة والفتوی فلما وسد الیه
الامر حدث وافتی وافاد واجاد وعلیه انطبق قول النبی صلی الله علیه وسلم
یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من
عالم المدینة علی ما قاله ابن عیینة وعبد الرزاق وناهیک بهما فجمع اصحابه
روایاته ومختاراته ولخصوها وحرروها وشرحوها وخرجوا علیها وتکلموا
فی اصولها ودلائلها وتفرقوا الی المغرب ونواحی الارض فنفع الله بهم کثیرا من خلقه

ترجمہ پس کہا امام مالک نے ایسا نکر کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فروع
مین مختلف ہین اور وہ لوگ شہرونمین متفرق ہو گئے اور ہر سنتین گذر گئین تب ابا ہارون
رشید نے توفیق دیوے تجھکو اللہ تعالی یا ابا عبد اللہ حکایت کیا اسکو سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے
اور امام مالک رحمہ اللہ اہل مدینہ کی اون احادیث مین جو رسول اللہ سے مروی ہین ثابت تر اور
اونکو اسناد مین مضبوط تر اور قضایا عمر رض اور اقاویل عبد اللہ بن عمر رض اور عائشہ رض اور فقہاء
سبعہ وغیرہ اسکے اصحاب کے بڑے جاننے والے تھے اور اسکے مانند سے روایت اور
فتوی کا علم قائم ہوا پس جبکہ امر شریعت کا اونکے حوالے کیا گیا تو اونہون نے حدیثین بیان کین
اور فتوی دیے اور لوگونکو فائدہ پہونچائے اور ٹھیک ٹھیک بیان کیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و
سلم کا یہ قول اونہین پر منطبق ہوا (کہ عنقریب لوگ طلب علم مین اپنی شترونکی جگرین گلا دینگے
پس کسیکو مدینے کے عالم سے بڑھکر نپاوینگے) بنابر اوسکی کہ کہا ہے ابن عیینہ اور عبد الرزاق نے
اور اسمین انہین دونونکی گواہی کافی ہے پس اونکے اصحاب نے اونکی روایتون اور اونکو
مختار انکو جمع کیا اور اوسکی تلخیص اور تحریر اور شرح اور تخریج کی اور اوسکو اصول اور دلائل مین
کلام کیے اور مغرب اور اطراف زمین متفرق ہو گئے پس اللہ تعالی نے اپنی بہت مخلوق

وان شئت ان تعرف حقیقتہ ما قلناہ من اصل مذہبہ فانظر فی کتاب الموطا تجدہ کما ذکرناہ وکان ابو حنیفۃ رحمہ اللہ الزمہم بمذہب ابراہیم واقرانہ لایجاوزہ الا ما شاء اللہ وکان عظیم الشان فی التخریج علی مذہبہ دقیق النظر فی وجوہ التخریجات مقبلا علی الفروع اتم اقبال وان شئت ان تعلم حقیقتہ ما قلناہ فلخص اقوال ابراہیم من کتاب الآثار لمحمد رحمہ اللہ وجامع عبد الرزاق ومصنف ابی بکر بن ابی شیبۃ ثم قایسہ بمذہبہ تجدہ لا یفارق تلک المحجۃ الا فی مواضع یسیرۃ وہو فی تلک الیسیرۃ ایضا لا یخرج عما ذہب الیہ فقہاء الکوفۃ وکان اشہر اصحابہ ذکرا ابو یوسف تولی قضاء القضاۃ ایام ہارون الرشید فکان سببا لظہور مذہبہ والقضاء بہ فی اقطار العراق وخراسان وما وراء النہر وکان احسنہم تصنیفا والزمہم درسا محمد بن الحسن فکان من خبرہ انہ تفقہ علی ابی حنیفۃ وابی یوسف

ترجمہ اور اگر تم یہ چاہو کہ جو ہمنے کہا ہے اسکی حقیقت کو اونکے اصل مذہب سے تمیز کرکے جانو تو کتاب موطا مین نظر کردیکھو ویسا ہی پاؤگے جیسا ہمنے ذکر کیا اور ابو حنیفہ ابراہیم اور اونکے اقران کے مذہب کے ساتھ ایسے ملازم تھے کہ اوس سے کبھی تجاوز کرتے تھے الا ماشاء اللہ اور اونکے مذہب پر تخریج کرنیمین بڑی عظیم الشان اور وجوہ تخریجات مین بڑے دقیق النظر اور فروع پر بڑی توجہ کرنے والے تھے اور اگر تم چاہو کہ جو مین نے کہا ہے اسکی حقیقت کو جانو تو اقوال ابراہیم کو کتاب آثار امام محمد رح اور جامع عبد الرزاق اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے تلخیص کر لو پھر حنفی مذہب سے اسکو موازنہ کرکے دیکھو تو تم یہی پاؤگے کہ امام ابی حنیفہ رح نے اس روش سے مفارقت نہین کی ہے مگر بعض ہی مقام مین اور اوس بعض مین بھی اوس سے نہین خارج ہین جسکی طرف فقہاء کوفہ گئے ہین اور اونکے مشہور اصحاب مین سے ابو یوسف رح ہین جو ہارون رشید کے زمانہ مین قاضی ہوئے پس حنفی مذہب کے مشہور ہونے اور تمامی اطراف عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین اسکے پھیل جانیکا یہ ایک بہت ہی بڑا سبب ہوا اور محمد بن حسن تصنیف کرنے مین بہت اچھے اور درس کے پڑھنے کے ملازم تھے اور یہ خبر مشہور ہے کہ اونہون نے پہلے ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے فقہ حاصل کی تھی

[illegible]

ثم خرج الى المدينة فقرأ الموطا على مالك ثم رجع الى نفسه فتتبع مذهب اصحابه على الموطا مسئلة مسئلة فان وافق فبها والا فان رأى طائفة من الصحابة والتابعين ذاهبين الى مذهب اصحابه فكذلك وان وجد قياسا ضعيفا او تخريجا لينا يخالفه حديث صحيح مما عمل به الفقهاء ويخالفه عمل اكثر العلماء تركه الى مذهب من مذاهب السلف مما يراه ارجح مما هناك وهما لا يزالان على محجة ابراهيم ما امكن لهما كما كان ابوحنيفة رحمه الله يفعل ذلك وانما كان اختلافهم في احد شيئين اما ان يكون لشيخهما تخريج على مذهب ابراهيم يزاحمانه فيه او يكون هناك لابراهيم ونظرائه اقوال مختلفة يخالفانه في ترجيح بعضها على بعض فصنف محمد رحمه الله وجمع رأي هؤلاء الثلاثة ونفع كثيرا من الناس فتوجه اصحاب ابي حنيفة رحمه الله الى تلك التصانيف تلخيصا وتقريبا وتخريجا وتأسيسا واستدلالا

ترجمہ اور اوسکے بعد مدینہ جاکر امام مالک سے موطا پڑھی پھر وہان سے لوٹکر خود تدبر کرکے اپنے اصحاب کے مذہب کی ہر ہر مسئلہ کو موطا پر تطبیق کیا پس اگر اوسکے موافق پایا تو اوسکو بہتر سمجھا اور اگر نہین تو صحابہ اور تابعین کی کسی جماعت نے اگر کوئی ایسی روایت کی ہو جو اونکے اصحاب کے مذہب کیطرف جاتی ہو تو اوسکو بھی بہتر سمجھا اور اگر کسی ضعیف قیاس یا ایسی نرم تخریج کو پایا جو ایسی حدیث صحیح کی جسپر بہت سے فقہا نے عمل کیا ہو مخالف ہو اور عمل اکثر علما کا بھی اوسکے خلاف ہے تو اوسکو سلف کے مذہبون مین سے کسی مذہب کیطرف جسکو وہان مرجح سمجھتے تھے چھوڑ دیا اور یہ دونون جہانتک ممکن ہو سکا برابر ابراہیم کی روش پر رہے جیسا کہ ابوحنیفہ رح اوسکو کرتے تھے اور سوا اسکے نہین ہے کہ اختلاف انکا ان دو چیزون مین سے ایک مین تھا یا تو یہ کہ انکے شیخ کی کوئی تخریج ابراہیم کے مذہب پر ہوتی تھی تو اوسمین یہ دونون مزاحمت کرتے تھے یا ابراہیم اور اونکے مانند لوگون کے اقوال اوسمین مختلف ہوتے تھے تو یہ دونون بعض کو بعض پر ترجیح دینے مین خلاف کرتے تھے پس امام محمد رح نے تصنیف کی اور ان تینون کی راے کو جمع کیا اور بہت لوگون کو نفع پہونچایا پس اصحاب ابوحنیفہ رح کی ان تصانیف کی تلخیص اور تقریب اور تخریج اور تاسیس اور استدلال

ثم تفرقوا الی خراسان وما وراء النهر فسمی ذلک مذهب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ علیہ وانما عد مذهب ابی حنیفۃ رح مع مذهب ابی یوسف رح ومحمد رح واحدا مع انهما مجتهدان مطلقان ومخالفتهما یسیرۃ قلیلۃ فی الاصول والفروع لتوافقهم فی هذا الاصل ولتدوین مذاهبهم جمیعا فی المبسوط والجامع الکبیر ونشأ الشافعی رحمہ اللہ علیہ فی اوائل ظهور المذهبین وترتیب اصولهما وفروعهما فنظر فی صنیع الاوائل فوجد فیہ امورا کبحت عنانہ عن الجریان فی طریقهم وقد ذکرها فی اوائل کتاب الام منها انہ وجدهم یاخذون بالمرسل والمنقطع فیدخل فیهما الخلل فانہ اذا جمع طرق الحدیث یظهر انہ کم من مرسل لا اصل لہ وکم من مرسل یخالف مسندا فقرر ان لا یاخذ بالمرسل الا عند وجود شروط وهی مذکورۃ فی کتب الاصول

ترجمہ اور یہ سب خراسان اور ماوراء النہر مین تمام پہیل پڑے ہین اور اسیکا نام حنفی مذہب رکہا گیا اور ابو حنیفہ رح کا مذہب ابی یوسف رح اور محمد رح کے ساتھ ایک ہی مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ یہ دونون مجتہد مطلق ہین اور ان دونون کے اصول و فروع مین مخالفت بہت ہی کم ہے اسلیے کہ اصل مین انکی موافقت ہی اور اسلیے کہ ان دونون نے اپنے مذاہب کو مبسوط اور جامع کبیر مین مدون کیا ہی اور اور ان دونون مذہبون کے اوائل ظہور اور اونکے اصول اور فروع کی ترتیب ہی کے زمانے مین امام شافعی ظاہر ہوئے پس اونہون نے پہلون کے افعال مین نظر کیا تو اوسمین اونہون نے چند امور ایسے پائے جس سے انکی با[illegible] اون لوگون کے طریقون مین جاری ہونے سے رک گئی اور اون سب امرون کو امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے اوائل کتاب الام مین ذکر کیا ہی [illegible] اوسمین سے یہ ہین کہ وہ لو[illegible] مرسل اور منقطع کے ساتھ اخذ کرتے ہین پس اوسمین خلل داخل ہوتا ہی کیونکہ جب تمامی طریقے حدیث کے جمع کیے جاتے ہین تو ظاہر ہوتا ہی کہ بہت سے مرسل ایسے ہین کہ جنکی کچھ اصل نہین اور [illegible] سے مرسل ایسے ہین جو مسند کے خلاف ہین پس یہ امر ثابت ہوا کہ مرسل سے نہ استدلال کیا جاوے مگر بوقت موجود ہونے اون شرطون کے جو [illegible] اصول مین مذکور ہین

ثم یحیی ... [illegible] ابو حنیفہ ... الاسلام ... نام کتاب امام شافعی ... [illegible]

ومنها انه وقع في قواعد الجمع من المختلفات مضبوطة عندهم فيطرق بذلك خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا ودونها في كتاب وهذا اول تدوين كان في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد مع اليمين ويقول هذا زيادة على كتاب الله فقال الشافعي اثبت عندك انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر الواحد قال نعم قال فلم قلت ان الوصية للوارث لا تجوز لقوله صلى الله عليه وسلم الا لا وصية لوارث وقد قال الله تعالى كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الآية واورد عليه اشياء من هذا القليل فانقطع كلام محمد بن الحسن ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة لم يبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا العمومات واقتدوا بمن مضى من الصحابة فافتوا حسب ذلك

ترجمہ اور بعض اونمین سے یہ ہے کہ اونکے نزدیک مختلفات کے جمع کے قاعدے منضبط نہ تھے اس سبب سے اونکے مجتہدات مین خلل عارض ہوا کرتا تھا پس اسکے لیے امام شافعی رح نے اصول وضع کیا اور اوسکو ایک کتاب مین مدون فرمایا اور یہ اصول فقہ مین پہلے تدوین یہی تھی مثال اسکی وہ ہے جسکی خبر ہمکو یون پہونچی ہے کہ امام شافعی رح امام محمد ابن حسن کے پاس اتفاقا ایسے وقت مین جا پڑے کہ وہ مدینے والون پر اس بات مین طعن کر رہے تھے کہ وہ لوگ ایک ہی گواہ سے قسم کہلا کر فیصلہ کر دیا کرتے ہین اور کہ رہے تھے کہ یہ زیادتی ہے کتاب اللہ پر پس کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کیا تمہارے نزدیک ثابت ہوا کہ کتاب اللہ پر زیادتی خبر واحد کے ساتھ جائز نہین ہے کہا ہان تب کہا شافعی نے پس کیون کہتے ہو تم کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہین ہے بدلیل قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے (خبردار ہو جاؤ اے لوگو کہ وارث کے لیے وصیت نہین) حالانکہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے جب حاضر ہو تم مین سے کسیکو موت آخر آیت تک اور وارد کیے اوسپر اسی قبیل کے بہت اعتراضات پس منقطع ہو گیا کلام محمد بن حسن کا اور اونمین سے یہ ہے کہ بعض احادیث صحیح اون علماء تابعین کو جو فتوا دیا کرتے تھے نہ پہنچین اسلیے اونہون نے اپنی راے سے اجتہاد کیا اور عمومات کی پیروی کی اور جو صحابہ گذر گئے تھے

ثم ظهرت بعد ذلك فی الطبقۃ الثالثۃ فلم یعملوا بہا ظنا منہم انہا تخالف عمل اہل مذہبہم وسنتہم التی لا اختلاف لہم فیہا و ذلک قادح فی الحدیث وعلۃ مسقطۃ لہا اولم یظہر فی الطبقۃ الثالثۃ وانما ظہر بعد ذلک عندما امعن اہل الحدیث فی جمیع طرق الحدیث ورحلوا الی اقطار الارض وبحثوا عن حملۃ العلم فکثیر من الاحادیث لا یرویہ من الصحابۃ الا رجل او رجلان ولا یرویہ عنہ او عنہما الا رجل او رجلان وہلم جرا فخفی علی اہل الفقہ وظہر فی عصر الحفاظ الجامعین بطرق الحدیث وکثیر من الاحادیث رواہ اہل البصرۃ مثلا وسائر الاقطار فی غفلۃ منہ فبین الشافعی ان العلماء من الصحابۃ والتابعین لم یزل شانہم انہم یطلبون الحدیث فی المسئلۃ فاذا لم یجدوا تمسکوا بنوع آخر من الاستدلال ثم اذا ظہر علیہم الحدیث بعدہ رجعوا من اجتہادہم الی الحدیث

ترجمہ اسکے بعد تیسرے طبقے مین وہ حدیثین ظاہر ہوئین تو اونہون نے یہ خیال کرکے کہ یہ اونکے اہل مذہب اور اونکے اون طریقون کے جنمین اونکو کچھ اختلاف نہین ہے خلاف ہین اون حدیثون پر عمل نکیا اور یہ درحقیقت حدیث مین قادح اور اوسکے لیے علت مسقط تھی یا کہ تیسرے طبقے مین بھی وہ حدیثین نہ ظاہر ہوئین مگر ہان اسکے بعد جب اہل حدیث نے اوسکے سب طریقون مین غور کیا اور اوسکی تحقیقات کے لیے تمامی اطراف زمین مین چلے اور علماء اون سے مباحثہ کیے تو بہت سی ایسی حدیثین ظاہر ہوئین جنکو صحابہ مین سے فقط ایک یا دو شخص نے روایت کیا تھا اور علی ہذا القیاس اونسے بھی ایک ہی یا دو نے روایت کی تھی اور علی ہذا القیاس اونسے بھی ایسی ہی مروی اور اونکے بعد بھی یون ہی منقول ہوتی چلی آئی تھی پس اہل فقہ پر وہ حدیثین چھپی رہین اور اون حافظون کے زمانے مین کہ حدیث کے تمامی طرق کی جمع کرنیوالے تھے ظاہر ہوگئین چنانچہ بہت سی ایسی حدیثین ہین کہ مثلاً اہل بصرہ نے اونکو روایت کیا ہے اور تمامی ملک کے لوگ اوس سے غافل ہین پس بیان کیا شافعی رحمہ اللہ نے کہ علماء صحابہ اور تابعین کے برابر یہ شان تھی کہ ہمیشہ وہ لوگ ہر مسئلہ مین حدیث طلب کیا کرتے تھے اور جب حدیث نپاتے تھے تو ایک دوسری طرح کی استدلال سے تمسک کرتے تھے مگر پھر جب اسکے بعد اونپر حدیث ظاہر ہوتی تھی تو اپنی اجتہاد سے

فاذا کان الامر علی ذلک لا یکون عدم تمسکهم بالحدیث قدحا فیہ اللهم الا
اذا بینوا العلۃ القادحۃ مثالہ حدیث القلتین فانہ حدیث صحیح روی بطرق کثیرۃ
معظمها یرجع الی الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر بن الزبیر او محمد بن عباد بن جعفر
عن عبد اللہ بن عبد اللہ عن ابن عمر ثم تشعبت الطرق بعد ذلک وهذان
وان کانا من الثقات لکنهما لیسا ممن وسد الیہ الفتوی وعول الناس علیهم فلم
یظهر الحدیث فی عصر سعید بن المسیب ولا فی عصر الزهری ولم یمش علیہ المالکیۃ ولا الحنفیۃ فلم یعملوا
وعمل بہ الشافعی وکحدیث خیار المجلس فانہ حدیث صحیح روی بطرق کثیرۃ وعمل بها
ابن عمر وابو هریرۃ من الصحابۃ ولم یظهر علی الفقهاء السبعۃ ومعاصریهم فلم یکونوا
یقولون بہ فرای مالک وابو حنیفۃ هذہ علۃ قادحۃ فی الحدیث وعمل بہ الشافعی

ترجمہ پس جبکہ یہ امر اسطرح پر تھا تو کسی حدیث کے ساتھ ہ اونکا تمسک کرنا اوسمین
قدح نہ تھا مگر ہان جب اونہون نے اوسکی علت قادحہ بیان کردیا ہو مثال اوسکی حدیث
قلتین ہے کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہے اور بہت ایسے طریقون سے روایت کی گئی ہے کہ معظم
اسکا پہونچتا ہے طرف ولید بن کثیر کے محمد بن جعفر بن زبیر یا پہونچتا ہے محمد بن عباد بن جعفر
کیطرف جو عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے پھر اوسکے بعد اوسکے بہت سی طریقے
ہوگئے اور یہ دونون اگرچہ ثقات ہین لیکن مفتیون مین نہین ہین اور لوگ انکے
پاس فتوا پوچھنے یا ایسی حاجت روائی کے لیے نہ جایا کرتے تھے پس چونکہ یہ حدیث
نہ سعید بن مسیب کے زمانے مین اور نہ زہری کے زمانے مین ظاہر ہوئے اور
نہ اسپر مالکیہ اور نہ حنفیہ چلے اسلیے لوگون نے اسپر عمل نہ کیا مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے
اسپر عمل کیا۔ اور جیسے حدیث خیار مجلس کی کہ بیشک وہ حدیث صحیح اور بہت سے
طریقون سے مروی ہے اور صحابیون مین سے ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ نے اسپر
عمل کیا ہے مگر فقہاء سبعہ اور اونکے زمانے کے لوگون پر نہ ظاہر ہوئے پس اسلیے
وہ لوگ اسکے مطابق نہ کہتے اور نہ کسیکو حکم کرتے تھے پس امام مالک رحہ اور ابو حنیفہ
نے سمجھا کہ اس حدیث مین یہ علت قادحہ ہے اور امام شافعی رحہ نے اسپر عمل کیا

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت فی عصر الشافعی فتکثرت واختلفت وتشعبت ورای کثیرا منها ما یخالف الحدیث الصحیح حیث لم یبلغهم ورای السلف لم یزالوا یرجعون فی مثل ذلک الی الحدیث فترک التمسک باقوالهم ما لم یتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال ومنها انه رای قوما من الفقهاء یخلطون الرای الذی لم یسوغه الشرع بالقیاس الذی اثبته فلا یمیزون واحدا منهما من الاخر ویسمونه تارة بالاستحسان واعنی بالرای ان ینصب مظنة حرج او مصلحة علة لحکم وانما القیاس ان یخرج العلة من الحکم المنصوص ویدار علیها الحکم فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان یکون شارعا حکاه العضد فی شرح مختصر الاصول مثاله رشد الیتیم امر خفی فاقاموا مظنة الرشد وهو بلوغ خمس وعشرین سنة مقامه قالوا اذا بلغ الیتیم هذا العمر یسلم الیه ماله قالوا هذا استحسان والقیاس ان لا یسلم الیه

ترجمہ اور اونہین امرون مین سے یہ ہے کہ جب امام شافعی کے زمانہ مین اقوال صحابہ جمع کیے گئے تو بہت اور مختلف اور شاخ شاخ پائے گئے اور اونہون نے بہتونکو ایسا معلوم کیا کہ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہین اس حیثیت سے کہ اونکو حدیثین نہین پہونچین اور سلف کے حالات اونکو ایسے معلوم ہوئے کہ ایسی حالتون مین وہ لوگ برابر حدیث کیطرف رجوع کرتے رہے پس ان لوگون کے اون اقوال کے ساتھ کہ جو متفق نہ تھے اونہون نے تمسک کرنا چھوڑ دیا اور کہا اس بارہ مین وہ بھی مرد ہین اور ہم بھی مرد ہین اور اونہین امرون مین سے یہ ہے کہ اونہون نے فقہا کی ایک ایسی قوم کو پایا جسنے اوس رائے کو جسکو شریعت نے نہ جائز رکھا تھا اوس قیاس کے ساتھ جسکو اونہون نے ثابت کیا تھا ایسے طور پر ملا دیا کہ ایک دوسرے سے تمیز ہو سکتی تھی اور اوسکا نام وہ لوگ استحسان رکھا کرتے تھے اور مراد لیتا ہون مین رائے سے یہ کہ قائم ہو مظنہ کسی حرج کا یا مصلحت علت کسی حکم کے اور قیاس یہ ہے کہ خارج ہو علت حکم منصوص سے اور دائر ہو اوس پر حکم پس امام شافعی نے اسکو خوب اچھی طرح سے باطل کیا اور کہا کہ جسنے استحسان قائم کیا اوسنے شارع ہونیکا ارادہ کیا حکایت کیا اسکو عضد نے شرح مختصر الاصول مین مثال اسکے عاقل ہونا یتیم کا ایک امر خفی ہے پس پندرہ برس کی عمر کو لوگون نے اوسکی جگہ قائم کیا اور کہا کہ جب یتیم اس عمر کو پہونچ جاوے

وبالجملة فلما رأى في صنيع الاوائل مثل ذلك اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول وفرع الفروع وصنف الكتب فاجاد وافاد واجتمع عليه الفقهاء وتصرفوا اختصارا وشرحا واستدلالا وتخريجا ثم تفرقوا في البلدان فكان هذا مذهب الشافعي رحمه الله تعالى والله اعلم باب اسباب الاختلاف بين اهل الحديث واصحاب الراي اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب والزهري وابراهيم وفي عصر مالك وسفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض بالراي ويهابون الفتيا والاستنباط الا لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر همهم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عبد الله بن مسعود عن شيء فقال اني لاكره ان احل لك شيئا حرمه الله عليك او احرم ما احله الله لك وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون ان يكون فيهم من اذا سئل سدد

الحاصل امام شافعی رح نے جب پہلوں کے عملدرآمد میں ایسے امور دیکھے تو فقہ کو سر سے اخذ کیا اور اصول قائم کیے اور فروع چھانٹے اور کتابیں تصنیف کیں اور خوب ٹھیک ٹھیک کام کیا اور خلق اللہ کو فائدہ پہونچایا اور فقہا نے ان امور پر اتفاق اور اجتماع کیا اور بطور اختصار و شرح و استدلال و تخریج کی اونہوں نے اسمیں تصرف کیا اور پھر وہ تمام ملکوں میں متفرق ہو گئے اور یہی سبب امام شافعی رح کا مذہب ہو گیا واللہ اعلم باب اسباب اختلاف درمیان اہل حدیث و اصحاب راے کا بیان تو کہ سعید بن مسیب اور زہری اور ابراہیم اور امام مالک اور سفیان کے زمانہ میں اور اونکے بعد بھی علماؤں میں سے ایک ایسی جماعت کے لوگ تھے کہ جو راے میں غوض کرنیکو مکروہ جانتے تھے اور بجز ضرورت اور نہایت لاچاری کے ایسی حالت کے فتوا اور استنباط میں بہت ہی خوف کرتے تھے اور بڑی ہمت اونکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی روایت کرنے میں مبذول تھی چنانچہ عبد اللہ بن مسعود جب ایک شی سے پوچھے گئے تو اونہوں نے کہا کہ میں اسکو بہت ہی مکروہ جانتا ہوں کہ حلال کردوں تمہارے لیے اوس چیز کو کہ اللہ نے تمپر اوسکو حرام کیا ہو یا حرام کردوں اوسکو کہ اللہ نے اوسکو تمہارے لیے حلال کیا ہو اور کہا معاذ بن جبل نے کہ اے لوگو بلا کی اوترنے کے پہلے ہی اوسکو مت اوتارو کیونکہ مسلمانوں میں برابر ایسے لوگ

وروی نحو ذلك عن عمرؓ وعلیؓ وابن عباسؓ وابن مسعودؓ فی کراهة التکلم فی ما لم ینزل وقال ابن عمرؓ لجابر بن زید انك من فقهاء البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة ماضية فانك ان فعلت غير ذلك هلكت واهلكت وقال ابو النضر لما قدم ابو سلمة البصرة اتيته انا والحسن فقال للحسن انت الحسن ما كان احد بالبصرة احب الی لقاء منك وذلك انه بلغنی انك تفتی برائك فلا تفت برائك الا ان يكون سنة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او كتاب منزل وقال ابن المنكدر ان العالم يدخل فيما بين الله وبين عباده فليطلب لنفسه المخرج وسئل الشعبی كيف كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعت كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول

ترجمہ اور ایسی ہی چیزوں میں کہ نص شرعی نہیں نازل ہوئی ہے اوس میں کلام کرنیکی کراہت میں حضرت عمر اور علی اور ابن عباسؓ اور ابن مسعود سے بھی مروی ہے اور فرمایا ابن عمرؓ نے جابر بن زید سے کہ تو فقہاء بصرہ سے ہے بس نہ فتوی دیا کر مگر قرآن ناطق یا سنت ماضیہ سے کیونکہ اگر تو اسکے خلاف کریگا تو خود بھی ہلاک ہوگا اور لوگوں کو بھی ہلاک کریگا اور کہا ابو نضر نے کہ جب ابو سلمہ بصرہ میں آئے تو میں اور حسن بصری اونکے پاس آیا تو اونہوں نے حسن بصری سے کہا کہ تو ہی حسن ہے بصرہ کے لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جسکے ملنے کو میرا دل تم سی بڑھکر چاہتا ہو اور یہ اس لیے کہ مجھے یہ خبر پہونچی کہ تو فتوا دیا کرتا ہے تو بس اپنی راے سے فتوا نہ دیا کر مگر اس طرح پر کہ وہ موافق ہو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یا اوس سے جو خدا کیطرف سے نازل کی گئی ہے اور کہا ابن المنکدر نے کہ عالم داخل ہوتا ہے اوس مقام میں کہ درمیان اللہ تعالی اور اوسکے بندوں کی ہے [illegible] اوسکو چاہیے کہ اپنی نکاسی کی صورت ٹھہرا لیوے اور پوچھے گئے شعبی کہ جب تم لوگ کسی مسئلے سے سوال کیے جاتے تھے تو کیا کرتے تھے تو اونہوں نے کہا کہ تو ایک واقف شخص [illegible] یہ واقع ہوا انہیں سے جب کوئی شخص کچھ پوچھا جاتا تھا تو وہ اپنے صاحب سے کہتا تھا کہ تو ہی فتوا دے یہانتک کہ ایسی اول تک [illegible] اوسکو انتہا کرتے تھے

وقال الشعبی ما حدثوک هؤلاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخذ بہ وما قالوہ برائیہم فالقہ فی الحش اخرج ہذہ الاثار عن اخرجہا الدارمی فوقع شیوع تدوین الحدیث والاثر فی بلدان الاسلام وکتابۃ الصحف والنسخ حتی قل من یکون اہل الروایۃ الا کان لہ تدوین الحدیث او صحیفۃ او نسخۃ من حاجتہم موقع عظیم فطاف من ادرک من عظمائہم ذلک الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق والمصر والیمن والخراسان وجمع الکتب وتتبعوا النسخ وامعنوا فی التفحص من غریب الحدیث ونوادر الاثر فاجتمع باہتمام اولئک من الحدیث والاثار ما لم یجتمع لاحد قبلہم وتیسر لہم ما لم یتیسر لاحد قبلہم وخلص الیہم من طرق الاحادیث شیء کثیر حتی کان لکثیر من الاحادیث عندہم مائۃ طریق فما فوقہا فکشف بعض الطرق ما استتر فی بعضہا الاخر وعرفوا محل کل حدیث من الغرابۃ والاستفاضۃ

ترجمہ اور کہا شعبی نے کہ یہ لوگ جو تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرین اوسکو لے لو اور جو اپنی راے سے کہین اوسکو پاے ضرور مین ڈالدو نکالا ان سب آثار کو دارمی نے پس واقع ہوا شیوع تدوین حدیث اور اثر کا اسلام کے شہرون مین اور کتابت صحیفون کی اور نسخ کی انکا یہانتک کہ ایسے اہل روایت بہت ہی کم تھے جنکے پاس تدوین حدیث یا کوئی صحیفہ یا نسخہ اونکی حاجتون سے جو موقع عظیم مین واقع ہوئی تھی نہون پس بڑے اوس زمانہ کے علما حجاز اور شام اور عراق اور مصر اور یمن اور خراسان کے شہرون مین اور بڑے بڑے علماؤن سے ملاقات کی اور اونسے علوم حاصل کرکے کتابین جمع کین اور نسخ کی تتبع کی اور احادیث غریب اور آثار نادرہ کے تفحص و تلاش مین خوب ہی باریک بینی کی پس انکے اہتمام سے وہ حدیثین و آثار جمع ہوگئے کہ جو انکے پہلے والون مین سے کسیکے پاس نہ جمع تھی اور انکے لیے وہ آسانیان ہوگئین کہ جو انکے پہلے کسیکو نہ حاصل تھین اور طرق احادیث سے انکے پاس بہت چیزین پہونچ گئین یہانتک کہ اونکے پاس بہت سی حدیثون کی سو سو یا اس سے بھی زیادہ طریقے تھے پس اس طریقے سے احادیث کے بعض طرق جو بعض روایتون مین پوشیدہ تھے سب کھل گئے اور ان لوگون نے حدیث کی غرابت و شہرت وغیرہ تمامی محل کو پہچان لیا

وامکنهم النظر فی المتابعات والشواهد فظهر علیهم احادیث صحیحة کثیرة لم تظهر علی اهل الفتوی من قبل قال الشافعی لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحیحة منا فاذا کان خبر صحیح فاعلمونی حتی اذهب الیه کوفیا کان او بصریا او شامیا حکاه ابن الهمام وذلک لانه کم من حدیث صحیح لا یرویه الا اهل بلد خاصة کافراد الشامیین والعراقیین او اهل بیت خاصة کنسخة برید عن ابی بردة عن ابی موسی ونسخة عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده او کان الصحابی مقلا خاملا لم یحمل عنه الا شرذمة قلیلون فمثل هذه الاحادیث یغفل عنها عامة اهل الفتوی واجتمعت عندهم اثار فقهاء کل بلد من [illegible]حابة والتابعین وکان الرجل فیما قبلهم لا یتمکن الا من جمع حدیث بلده واصحابه وکان من قبلهم یعتمدون فی معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم علی ما یخلص الیهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن

ترجمہ اور اس سبب سے متابعات اور شواہد پر نظر کرنے مین وہ قادر ہوگئے اور انپر بہت سے ایسی حدیثین ظاہر ہوگئین کہ جو انکے پہلے اہل فتوا پر نہ ظاہر ہوئی تھین چنانچہ امام شافعی رحمہ نے امام احمد رح سے کہا کہ اخبار صحیح کو تم ہملوگون سے زیادہ جاننے والے ہو لیکن جب کوئی خبر صحیح ہو تو اوسکی خبر مجھے کر دو تا کہ مین اوسپر چلون چاہے اوسکا راوی کوفی ہو یا بصری یا شامی حکایت کیا اسکو ابن الہمام نے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ بہت سی صحیح حدیثین ایسی ہین کہ جسکو فقط ایک ہی شہر والون نے روایت کیا ہو جیسے بہت سی حدیثون کی روایت کرنے مین شام والے اور علی ہذا القیاس عراق والے فرد ہین یا فقط ایک ہی خاندان کے لوگون نے روایت کی ہے جیسے نسخہ برید کہ وہ فقط ابی بردہ اور ابی موسے ہی سے مروی ہے اور نسخہ عمرو بن شعیب کہ وہ اونکے باپ و دادا ہی سے منقول ہے یا یہ کہ صحابی غیر معروف و قلیل الحدیث تھا اوس سے بہت ہی کم لوگون نے روایت کی ہے پس عامہ اہل فتوی ایسی حدیثون سے غافل رہے اور انکے نزدیک تمام شہر کے فقہاء صحابہ و تابعین کے آثار مجتمع ہوئے اور پہلے کے لوگ نہ قادر تھے مگر فقط اپنے شہر یا اصحاب کی حدیثون کے جمع کرنے مین اور انکے پہلے کے لوگ اعتماد کرتے تھے معرفت اسماء رجال اور مراتب عدالت مین جو اونکے پاس مشاہدہ حال اور تتبع قرائن سے پہونچے

له قلیل الحدیث ۱۲

وائمۃ ہذہ الطبقۃ فی ہذا الفن وجعلوہ شیئا مستقلا وبالتدوین
والبحث وناظروا فی الحکم بالصحۃ وغیرہا فانکشف علیہم بعد التدوین
والمناظرۃ ما کان خفیا من حال الاتصال والانقطاع وکان سفیان ووکیع
وامثالہما یجتہدون غایۃ الاجتہاد فلا یکونون من الحدیث المرفوع المتصل
الا من دون الف حدیث کما ذکرہ ابو داؤد السجستانی فی رسالتہ الی مکۃ
وکان اہل ہذہ الطبقۃ یروون اربعین الف حدیث فما یقرب منہ
بل صح عن البخاری رحمہ اللہ تعالی انہ اختصر صحیحہ من ستمائۃ الف
حدیث وعن ابی داؤد انہ اختصر سننہ من خمسمائۃ الف حدیث وجعل
احمد مسندہ میزانا یعرف بہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فما وجد فیہ ولو بطریق واحد من طرقہ فلہ اصل والا فلا اصل لہ

ترجمہ: اور اس طبقے والوں نے اس فن میں خوب غور و فکر کیا اور اس میں بہت تدوین
کر کے اسکو ایک مستقل شے قرار دیا اور حکم میں اوسکے صحت وغیرہ کے ساتھ اونہوں نے
مناظرہ کیا پس اس تدوین و مناظرہ میں جو جو امور حالات اتصال و انقطاع سے
پوشیدہ تھے ان پر سب منکشف ہو گئے اور سفیان اور وکیع اور انکے مانند لوگ اگرچہ
اسمین بڑی کوشش کرنے والے تھے مگر تو بھی ہزار سے کم ہی احادیث مرفوع متصل
کی روایت پاتے تھے جیسا کہ ابو داؤد سجستانی نے اپنے اوس رسالے میں جو مکہ والوں
کی طرف لکھا ہے ذکر کیا ہے اور اس طبقے کے لوگوں نے چالیس ہزار کے قریب تک روایت
کیا ہے بلکہ بخاری رحمہ اللہ تعالی سے بطریق صحیح منقول ہے کہ اونہوں نے اپنے صحیح کو چھ لاکھ
حدیثوں سے اختصار کیا ہے اور ابی داؤد سے منقول ہے کہ اونہوں نے اپنے سنن
کو پانچ لاکھ حدیث سے اختصار کیا ہے اور امام احمد نے اپنے مسند کو ایک میزان مقرر
کیا ہے جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں پہچانی جاتی ہیں پس جو اوس میں
ہے اگرچہ ایک ہی طریق سے پائی جائے تو یہ جاننا چاہیے کہ اسکے لیے کوئی اصل
ہے اور نہیں تو یہ محض بے اصل ہے۔

[illegible]

وكان رؤس هؤلاء عبد بن مهدى الرحمن ويحيى القطان ويزيد بن هارون و
عبد الرزاق وابو بكر بن شيبة ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق
ابن راهويه والفضل بن دكين وعلى المدينى واقرانهم وهذه الطبقة هى الطراز الاول
من طبقات المحدثين فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية ومعرفة مراتب
الاحاديث الى الفقه فلم يكن عندهم من الرأى ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى
مع مايرون من الاحاديث والآثار المناقضة لكل مذهب من تلك المذاهب
فاخذوا يتبعون احاديث النبى صلى الله عليه وسلم وآثار الصحابة والتابعين
والمجتهدين على قواعد احكموها فى نفوسهم وانا ابينها لك فى كلمات يسيرة كان
عندهما انه اذا وجد فى المسئلة قرآن ناطق فلا يجوز التحول
منه الى غيره واذا كان القرآن محتملا لوجوه فالسنة قاضية عليه

ترجمة اور سرداراس قافلہ کے عبد اللہ بن مهدی الرحمن اور یحیی القطان اور یزید بن
ہارون اور عبد الرزاق اور ابو بکر بن شیبہ اور مسدد اور ہناد اور احمد بن حنبل اور اسحق
بن راہویہ اور فضل بن دکین اور علی مدنی اور اقران انکے ہین اور یہی طبقہ
طبقات محدثین کا نقش اول ہے پس بعد مضبوط کرنے فن روایت و معرفت
مراتب احادیث کے اونکے محققین فقہ کی طرف رجوع لائے تو مقتضا سے رائے
وقیاس کے اونکے نزدیک یہ بات نہ تھی کہ ان لوگون مین سے کہ گذر چکی تھی کسی
ایک شخص کی تقلید پر مجتمع ہوجاوین باوجودیکہ ان مذاہب مین سے ہر ایک مذہب
کی احادیث اور آثار مناقضہ کو وہ لوگ روایت کرتے اور خوب سمجھتے بوجھتے تھے
پس وہ لوگ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور صحابہ اور تابعین کے آثار اور
مجتہدین کے ان قواعد کے جسکو اونھون نے خود محکم کیا تھا پیروی کرنے لگے
اور اسکو مین تیرے لیے چند کلمون مین بیان کردیتا ہون کہ انکا یہ داب تھا کہ جب وہ
لوگ کسی مسئلہ مین قرآن ناطق پاتے تو اوس سے اوسکے غیر کی طرف نقل نکرتے تھے
اور جب قرآن کو چند وجوہ سے محتمل پاتے تو سنت کو اوس پر قاضی ٹھہراتے تھے

[illegible]

فاذا لم یجدوا فی کتاب اللہ اخذوا بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء کان
مستفیضا دائرا بین الفقہاء او یکون مختصا باہل بلد او اہل بیت او
بطریق خاصۃ وسواء عمل بہ الصحابۃ والفقہاء او لم یعملوا بہ ومتی کان فی المسئلۃ
حدیث فلا یتبع فیہا خلافہ اثر من الآثار ولا اجتہاد احد من المجتہدین
واذا افرغوا جہدہم فی تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلۃ حدیثا اخذوا باقوال
جماعۃ من الصحابۃ والتابعین ولا یتقیدون بقوم دون قوم ولا ببلد دون
بلد کما کان یفعل من قبلہم فان اتفق جمہور الخلفاء والفقہاء علی شیء فہو
المتبع وان اختلفوا اخذوا بحدیث اعلمہم علما واورعہم ورعا و
اکثرہم اشتہر علیہم فان وجدوا شیئا یستوی فیہ قولان فہی مسئلۃ
ذات قولین فان عجزوا عن ذلک ایضا تاملوا فی عمومات الکتاب
والسنۃ وایماءاتہا واقتضاءاتہا وحملوا نظیر المسئلۃ علیہا فی الجواب

ترجمہ یعنے جب کتاب اللہ مین نہ پاتے تھے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخذ کرتے
تھے چاہے سنت مشہور اور فقہا مین دائر ہو یا کسی شہر یا خاندان یا طریقہ خاصہ کے ساتھ مختص ہو اور چاہے
صحابہ اور فقہا نے اسپر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جب کسی مسئلہ مین حدیث موجود ہوا کرتی تھی تو اوسکے
خلاف مین کسی آثار یا اجتہاد مجتہدین کے ساتھ پیروی نکرتے تھے اور جب وہ لوگ حدیث کی
تلاش مین کوشش کرکے تھک جاتے تھے اور اوس مسئلہ مین حدیث نہ پاتے تھے تو صحابہ و
تابعین کے کسی ایک جماعت کے اقوال کے ساتھ اخذ کرتے تھے اور کسی قوم یا شہر کے تقید
جیسا کہ ان سے پہلے کے لوگ کرتے تھے یہ نہین کرتے تھے پس اگر جمہور خلفاء اور فقہاء کسی شئے پر
متفق ہوتے تھے تو اسکو وہ لوگ امر متبع اور پیروی کے لائق سمجھتے تھے اور اگر مختلف ہوتے
تو اون مین سے جو زیادہ عالم اور پرہیزگار اور متدین و مشہور ہوا کرتا تھا اوسکی حدیث کا اخذ کرتے
تھے اور اگر اسمین ایسی شئے پاتے جسمین دونون قول مساوی ہوتے تو اوسکو دو قول والا
مسئلہ ٹھہراتے اور اگر اس سے بھی عاجز آجاتے تو عمومات کتاب و سنت اور اونکے ایماء و
اقتضاء مین تامل کرتے اور جواب نظیر مسئلہ کو اوس مسئلہ پر محمول کرتے

واذا کانتا متقاربتين بادی الرای لا يعتمدون فی ذلك علی قواعد من الاصول
ولكن علی ما يفضی الی الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان التواتر عدد الرواة
ولا حالهم ولكن اليقين الذی يعقبه فی قلوب الناس كما نبهنا علی ذلك فی بيان
حال الصحابة وكانت هذه الاصول مستخرجة من صنيع الاوائل وتصريحاتهم
وعن ميمون بن مهران قال كان ابوبكر اذا ورد عليه الخصم نظر فی كتاب الله
فان وجد فيه ما يقضی بينهم قضی به وان لم يكن فی الكتاب وعلم من رسول الله
صلی الله عليه وسلم فی ذلك الامر سنة قضی به فان اعياه خرج
فسال المسلمين وقال اتانی كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله صلی الله
عليه وسلم قضی فی ذلك بقضاء فربما اجتمع عليه النفر كلهم يذكر من
رسول الله صلعم فيه قضاء فيقول ابوبكر الحمد لله الذی جعل فينا من يحفظ علی نبينا

ترجمہ اور جب ظاہر مین وہ دونون متقارب ہوتے تو اسمین قواعد اصول کے مطابق وہ لوگ
نہ اعتماد کرتے لیکن جو اونکی فہم مین آجاتا اور جس سے اونکا سینہ ٹھنڈا ہو جاتا اوسیکو معتمد جانتے
جیسا کہ میزان تواتر مین عدد رواۃ اور اونکا حال معتبر نہین ہے بلکہ وہی یقین معتبر ہے جو
لوگون کے دلون مین بعد مشاہدہ کسی امر کے حاصل ہو جایا کرتا ہے جیسا کہ ہمکو مین نے اسپر
بیان حال صحابہ مین آگاہ کیا ہے اور یہ اصول پہلون کی عمل درآمد اور اونکی تصریحات سے مستخرج تھا
چنانچہ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر کو جب کوئی امر خصومت کا پیش آتا تو وہ
کتاب اللہ مین نظر کرتے پس اگر اوسمین وہ اوس امر کو پاتے جس سے خصمین کے درمیان
فیصلہ ہو جاتا تو اوس سے فیصلہ کر دیتے اور اگر کتاب اللہ مین ایسا نہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امر بارہ مین کوئی طریقہ مسنونہ جانتے ہوتے تو اوس سے حکم کر دیتے اور اگر ان دونون سے تھک جاتے
تو مجمع عام مین نکلتے اور مسلمانون سے پوچھتے اور یہ کہتے کہ میرے پاس ایسا ایسا امر خصومت کا آیا ہے آیا تم لوگ
جانتے ہو کہ رسول صلعم نے اسمین کوئی فیصلہ کیا ہے اور کوئی امر فرمایا ہے پس اکثر اوقات تمام لوگ اونکے پاس
مجتمع ہو کر رسول صلعم سے جو امر فیصلہ کا اسمین ثابت ہوا ہوتا ذکر کرتے تب وہ یہ سب دیکھکر فرماتے شکر ہے
ہمارا کا جسنے ہم مین ایسے لوگونکو موجود کیا جنہون نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احکام کو یاد کیا

ف یعنی اونکو یقین کامل ہو جاتا ہے محمد عفی عنہ

فان اعیاه ان یجد فیه سنة من رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع رؤس
الناس وخیارهم فاستشارهم فاذا اجتمع رأیهم علی امر قضی به وعن شریح ان
عمر بن الخطاب کتب الیه ان جاءک شیء فی کتاب الله فاقض به ولا یلفتک
عنه الرجال فان جاءک ما لیس فی کتاب الله فانظر سنة رسول الله صلعم
فاقض بها فان جاءک ما لیس فی کتاب الله ولم یکن فیه سنة رسول الله
صلی الله علیه وسلم فانظر ما اجتمع علیه الناس فخذ به فان جاءک ما لیس
فی کتاب الله ولم یکن فیه سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم ولم یتکلم
فیه احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان شئت ان تجتهد برأیک ثم تقدم
فتقدم وان شئت ان تتأخر فتأخر ولا اری التأخر الا خیرا لک

ترجمہ اور اگر اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پانے سے بھی تھک
جاتے تو سرداروں اور اچھے لوگوں کو جمع کرکے مشورت کرتے اور جسپر اونکی رائے مجتمع
ہوتی اوسکے مطابق حکم فرماتے اور شریح سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ نے اونکو لکھ بھیجا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب اللہ میں ہے تو مطابق
اسکے فیصلہ کیا کرو اور دیکھو لوگ تمکو اس سے ڈگا نہ دیں اور اگر کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب
اللہ میں نہو تو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اوسکو دیکھو اور مطابق اسکے فیصلہ
کرو اور اگر کوئی ایسا امر تمہارے پاس آوے کہ جو نہ کتاب اللہ میں اور نہ سنت رسول اللہ
میں ہو تو دیکھ کہ لوگ جسپر مجتمع ہوں اوسکو اخذ کر اور اگر کوئی ایسا امر آیا کہ نہ
کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اور نہ اسمیں
تیرے پہلے کسی نے کچھ کلام کیا ہے تو ان دونوں امروں میں سے جسکو چاہے
تو اختیار کرلے اگر چاہے تو اپنی رائے سے اجتہاد کرکے پیش قدمی کر اور بڑھ اور
اگر چاہے تو پیچھے ہٹ اور پیچھے ہٹنے کو مگر میں تیرے لیے پیچھے ہٹنا ہی بہتر دیکھتا
ہوں ۔

وعن عبد اللہ بن مسعود قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا ھنالک وان اللہ قد قدر من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ عز وجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی اری فان الحلال بین والحرام بین وبین ذلک امور مشتبہۃ فدع ما یریبک الی ما لا یریبک وکان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی القرآن اخبر بہ وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلعم اخبر بہ فان لم یکن فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیہ برایہ وعنہ الا تخافون ان تعذبوا او یخسف بکم ان تقولوا قال رسول اللہ صلعم وقال فلان

ترجمہ اور عبد اللہ ابن مسعود سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا کہ چلو گو کہ ایسا زمانہ آیا کہ ہم فیصلہ نہین کرتے اور نہ ہم اسکے لایق ہین اور بیشک اللہ تعالی نے ایسی مقدر کر دیا کہ اس حالت پر ہم پہونچے کہ جسکو تم دیکھتے ہو پس اسکے بعد جسکو منصب قضا عارض ہو تو اوسکو چاہیے کہ کتاب اللہ سے فیصلہ کرے اور اگر اوسکے پاس کوئی ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہو تو قضایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرے اور اگر اوسکے پاس ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی ایسے امر مین فیصلہ نہین کیا تو اوسکو چاہیے کہ مطابق اوسکے فیصلہ کرے کہ نیک لوگون نے جس سے فیصلہ کیا ہو اور یہ نہ کہے کہ مین ایسا خیال کرتا ہون اور مین ایسا تجویز کرتا ہون کیونکہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور اسکے درمیان مین بہت سے امور مشتبہ ہین پس چھوڑ دے جسمین شک ہو اور اختیار کرے اسکو جسمین شک نہو اور ابن عباسؓ جب کسی امر سے پوچھے جاتے اور وہ امر قرآن مین ہوتا تو مطابق اوسکے خبر دیتے اور اگر قرآن مین نہوتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو مطابق اوسکے خبر کر دیتے اور اگر آنحضرت سے بھی منقول نہوتا تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کر دیتے اور اگر یہ بھی نہوتا تو اپنی رائے سے کہتے اور اونھین سے منقول ہے کہ تم لوگ خوف نہین کرتے کہ عذاب کیے جاؤ یا دھنسائے جاؤ اس بات سے کہ کہو تم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کہا فلان نے

وعن قتادة قال حدث ابن سيرين رجلا بحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال
رجل قال فلان كذا وكذا فقال ابن سيرين احدثك عن النبي صلى الله عليه وسلم وتقول
قال فلان كذا وكذا وعن الاوزاعي قال كتب عمر بن عبد العزيز انه لا راى لاحد في كتاب الله
وانما راى الائمة فيما لم ينزل فيه كتاب ولم تمض فيه سنة عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم ولا راى لاحد في سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن الاعمش قال كان
ابراهيم يقول يقوم عن يساره فحدثته عن سميع الزيات عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم
اقامه عن يمينه فاخذ به وعن الشعبي جاءه رجل يسأله عن شيء فقال كان ابن
مسعود يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برايك فقال الا تعجبون من هذا اخبرته
عن ابن مسعود ويسألني عن رايي وديني آثر عندي من ذلك والله لان اتغنى
بتغنية احب الي من ان اخبرك برايي اخرج هذه الآثار كلها الدارمي

ترجمہ قتادہ سے منقول ہے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث
بیان کی تو اوسنے کہا کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے تب ابن سیرین نے کہا کہ میں تجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے اور اوزاعی سے منقول ہے کہ عمر ابن عبد العزیز نے کسیکو لکھ بھیجا
کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کسیکی رای کو دخل نہیں اور اماموں کی رای کا اوسی پر اقتصار ہے کہ جسمیں کتاب اللہ نازل
نہیں ہوئی اور اوسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہیں گذری اور اوس طریقہ میں کہ
رسول نے اوسکو مقرر کیا ہے کسیکی رای کا اوسمیں اعتبار نہیں ہے اور اعمش سے منقول ہے کہ ابراہیم امام کی
بائیں جانب سے کھڑے ہونیکو کہتے تھے پس حدیث روایت کی میں نے اونکو سمیع زیات سے کہ وہ روایت
کرتے تھے ابن عباس رضی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو داہنی جانب کھڑا کیا پس ابراہیم نے اوسکو قبول کیا
اور شعبی سے منقول ہے کہ اونکے پاس ایک شخص آیا اور اونسے کچھہ سوال کیا تو اونہوں نے کہا کہ ابن مسعود
ایسا ایسا کہتے تھے تب اوسنے کہا کہ تم اپنی عندیہ اور رای سے مجھے خبر دو تب اونہوں نے کہا کہ تم لوگ
اس شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ میں اسکو ابن مسعود سے خبر دیتا ہوں اور یہ میری رای سے پوچھتا ہے اور دین
میرا میرے نزدیک بہت ہی اختیار کرنیکے لائق ہے اس سے قسم ہے خدا کی کہ بالکل ہی بے پرواہ ہونا
میرے نزدیک محبوب تر ہے اس سے کہ خبر دوں میں تجھکو اپنی رای سے نکالا ان سب آثار کو دارمی نے

واخرج الترمذی عن ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال الرجل ممن ینظر فی الرای اشعر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقول ابوحنیفۃ ھو مثلۃ قال الرجل فانہ قد روی عن ابراھیم
النخعی انہ قال الاشعار مثلۃ قال رایت وکیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول لک
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقول قال ابراھیم ما احقک بان تحبس ثم لا تخرج
حتی تنزع عن قولک وعن عبد اللہ بن عباس وعطاء ومجاھد ومالک بن انس
کانوا یقولون ما من احد الا وھو ماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وبالجملۃ فلما مھدوا الفقہ علی ھذہ القواعد فلم یکن مسألۃ من المسائل التی تکلم فیہا من قبلھم والتی وقعت
فی زمانھم الا وجدوا فیہا حدیثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحیحا او حسنا او صالحا
للاعتبار او وجدوا اثرا من آثار الشیخین او سائر الخلفاء وقضاۃ الامصار وفقہاء البلدان
او استنباطا من عموم او ایماء او اقتضاء فیسر اللہ لھم العمل بالسنۃ علی ھذا الوجہ

ترجمہ اور نکالا ترمذی نے ابی السائب سے کہا کہ ہم لوگ وکیع کے پاس تھے کہ ایک شخص نے اہل رای کے
مین سے کہا کہ اشعار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ یہ مثلہ ہی اور کہا اوس شخص نے
کہ بیشک مروی ہی ابراہیم نخعی سے کہ اونہون نے بہی اشعار کو مثلہ کہا ہی کہا راوی نے کہ دیکہا مین نے وکیع کو کہ یہ
سُنکر بہت ہی غضبناک ہوئے اور کہا کہ مین تجہکو کہتا ہون کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اور تو کہتا ہی کہ ابراہیم نے کہا تو اسی لائق ہے کہ قید مین ڈالا جاوے اور جب تک اپنے اس قول
سے باز نہ آوے قید خانہ سے نہ نکالا جاوے اور عبد اللہ ابن عباس اور عطاء اور مجاہد اور مالک
ابن انس رضی اللہ عنہم کہتے تھے ایسا کوئی نہین ہے کہ جسکا قول اوس سے نکلے اور پہر اوسپر مردود
نہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اونکا کوئی قول مردود نہین ہی الحاصل جب فقہ کو لوگون نے
ان قواعد پر درست کیا تو کوئی مسئلہ جسمین انکے پہلے کے لوگون نے کلام کیا ہو یا انکے زمانہ مین
واقع ہوا ہو ایسا نہ تہا جسمین اونہون نے کوئی حدیث متصل و مرسل یا موقوف صحیح
یا حسن یا وہ کہ جو اعتبار کے لائق ہے یا کوئی اثر آثار شیخین یا تمامی خلیفون و ملکون کے قاضیون
اور شہرون کے فقیہون کی اونہون نے نہ پائی ہو یا کوئی استنباط جو عموم نصوص سے ہوا ہو
یا ایما یا اقتضا اونکو نہ ملا ہو پس اسطرح پر اللہ تعالے نے اونکے لیے سنت پر عمل کرنا آسان کردیا

ف الاشعار [illegible]

ل المثلۃ تقطیع الانف والاذن والذکر [illegible] ۱۲ مجمع البحار

وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل ثم اسحق بن راهويه وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على جمع شئ كثير من الاحاديث والآثار حتى سئل احمد يكفي الرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمسمائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل ثم انشأ الله تعالى قرنا آخر فرأوا اصحابهم قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على هذا الاصل فتفرغوا لفنون اخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق واضرابهم وكجمع احاديث الفقه التي بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة من الاحاديث التي لم يرووها او طرقها التي لم يخرج من جهتها الاوائل مما فيه اتصال او علو سند او رواية فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو ذلك من المطالب العلمية

ترجمہ اور ان لوگوں میں بڑے عظیم الشان اور روایت میں وسیع اور مراتب حدیث کے بڑے جاننے والے اور فقہ میں بڑے ہی باریک بین احمد بن محمد بن حنبل و انکے بعد اسحٰق بن راہویہ تھے اور اس طرح پر فقہ کا ترتیب کرنا بہت سی احادیث و آثار کے جمع کرنے پر موقوف تھا یہاں تک کہ امام احمد پوچھے گئے کہ لاکھ حدیث آدمی کو فتوا دینے کے لیے کافی ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں یہاں تک کہ کہا گیا پانچ لاکھ حدیثیں کافی ہیں تو کہا امید رکھتا ہوں میں کہ اونکے لیے کافی ہو ایسا ہی ہے غایۃ المنتہی میں اور مراد اونکی اس سے فتوی دینا اسی اصل پر تھا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے زمانہ کو پیدا کیا اور اوسکے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے پہلوں نے حدیثوں کی جمع کرنے کی محنت سے ہمکو سبکدوش کر دیا اور فقہ کی تمہید اس اصل پر قائم کر گئے تو انہوں نے دوسرے فنون میں مثل تمیز کرنے حدیث صحیح کے جو درمیان کبرائے اہل حدیث کے مجمع علیہ ہے تفریغ شروع کی جیسے یزید بن ہارون اور یحیٰی بن سعید القطان اور احمد اور اسحٰق اور مثل انکے اور مثل جمع کرنے اون احادیث فقہ کے جنپر ملکوں کے فقہا اور شہروں کے علما اون نے مذاہب کی بنا ڈالی تھی اور جیسے ہر حدیث پر جسکی وہ مستحق ہے حکم لگانا مثل شاذہ وفاذہ کے ان حدیثوں سے کہ ان لوگوں نے روایت نکیا تھا یا اونکے وہ طریقے جنکی تصریح اوائل نے نکی تھی وہ کہ جنمیں اتصال یا علو سند یا پایا جاوے یا ایک فقیہ نے دوسرے فقیہ سے یا ایک حافظ نے دوسرے حافظ سے روایت کیا ہو او مثل اسکے اور مطالب علمیہ کی تفریغ کر دیتے تھے

وهؤلاء الائمة البخاري ومسلم وابو داود وعبد بن حميد والدارمي وابن ماجه وابو يعلى
والترمذي والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي والخطيب والديلمي وابن عبد البر
وامثالهم وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال
اربعة متقاربون في العصر اولهم ابو عبد الله البخاري رحمه الله تعالى وكان
غرضه تجريد الاحاديث الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها واستنباط
الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح فوفى بما شرط وبلغنا ان
رجلا من الصالحين راى رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامه وهو يقول
مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما
كتابك قال صحيح البخاري ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا يرام فوقها

تھے یہہ اور یہہ لوگ بخاری اور مسلم اور ابو داود اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی
اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور خطیب اور دیلمی اور ابن عبد البر
رحمہم اللہ تعالی اور مثل انکی ہیں اور ان میں سے میرے نزدیک کشادہ ترین ازروی علم کے اور
نافع ترین ازروی تصنیف کے اور مشہور ترین ازروی ذکر کے چار شخص ہیں جو باہم نزدیک
قریب زمانہ میں تھے پہلے انکے ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ تعالے ہیں
اونکی یہہ غرض تھی کہ صحیح مشہور متصل حدیثوں کو اونکی غیر سے علیحدہ کر لیوین اور
فقہ و سیر و تفسیر کو اون سے استنباط کریں پس اسکے لئے اونھوں نے جامع صحیح
تصنیف کی او اپنی شرطوں کو اوس میں پورا کیا ہمکو یہہ تحقیق خبر پہونچی ہے
کہ صلحاؤں میں سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا کہ آپ اوس سے فرماتے ہیں کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ محمد بن ادریس کے فقہ میں
لگا ہے اور میری کتاب کو چھوڑ دیا ہے تو اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آپکی کون کتاب ہے تب آپ نے فرمایا کہ صحیح بخاری اور یہہ امر
شہرت اور قبولیت سے ایسے مرتبہ کو پہونچ گیا ہے [illegible]
ہو سکتا ہے

و ثانیہم مسلم النیسابوری توخی تجرید الصحاح المجمع علیہا بین المحدثین المتصلۃ
المرفوعۃ مما یستنبط منہ السنۃ واراد تقریبہا الی الاذہان وتسہیل الاستنباط منہا فرتب
ترتیبا جیدا وجمع طرق کل حدیث فی موضع واحد لیتضح اختلاف المتون وتشعب
الاسانید اصرح ما یکون وجمع بین المختلفات فلم یدع لمن لہ معرفۃ بلسان العرب عذرا
فی الاعراض عن السنۃ الی غیرہا وثالثہم ابو داؤد السجستانی وکان ہمہ جمع الاحادیث
التی استدل بہا الفقہاء ودارت فیہم وبنی علیہا الاحکام علماء الامصار فصنف سننہ
وجمع فیہا الصحیح والحسن واللین والصالح للعمل قال ابو داؤد وما ذکرت فی کتابی
حدیثا اجمع الناس علی ترکہ وما کان منہا ضعیفا صرح بضعفہ وما کان فیہ
علۃ بینہا بوجہ یعرفہ الخائض فی ہذا الشان وترجم علی کل حدیث بما قد
استنبط منہ عالم وذہب الیہ ذاہب ولذلک صرح الغزالی وغیرہ بان کتابہ کاف للمجتہد

ترجمہ اور دوسرے انکے مسلم نیساپوری ہیں اونہوں نے یہ قصد کیا کہ صحیح متصل مرفوع حدیثیں جو
درمیان محدثین کے مجمع علیہا ہیں اور اون سے سنت مستنبط ہوتی ہے انکو اکٹھا کر دیا ہے اور اونہوں نے یہ بھی ارادہ
کیا کہ ایسے طور پر ہو کہ لوگوں کے ذہن سے قریب ہو اور استنباط کرنا اون سے سہل ہو جاوے پس اونہوں نے
اسکو ایک اچھی ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کے سب طریقوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تاکہ متون کے اختلاف
واضح ہو جاویں اور اسانید کے افتراق وغیرہ جو کچھ ہیں سب کی تصریح ہو جاوے اور تمام مختلفات کو جمع کر دیا
ان سب کے اونہوں نے اون لوگوں کے لئے جو زبان عربی جانتے ہیں سنت سے اعراض کرنیکا کوئی عذر باقی نہ رکھا اور تیسرے
انکے ابو داؤد سجستانی ہیں اونکی ہمت اسپر مبذول تھی کہ اون حدیثوں کو جمع کریں جنسے فقہاء استدلال کئے ہیں اور وہ
انکے درمیان دائر ہوں اور شہروں کے علماء اون پر بناء احکام کی ہو پس اونہوں نے اسی غرض سے اپنی سنن تصنیف
کی اور صحیح اور حسن اور وہ لین حدیثیں جو عمل کے لائق ہیں انکو اوسمیں جمع کیا اور خود ابو داؤد نے کہا ہے کہ میں نے
اپنی کتاب میں کوئی ایسی حدیث نہیں ذکر کی ہے جسکے ترک پر لوگوں نے اجماع کیا ہو اور جو اونمیں ضعیف ہوا اسکے
ضعف کی تصریح کر دی ہے [illegible] اور جس حدیث میں کوئی علت تھی اسکو ایسی طرح بیان کر دیا ہے جسکو اس فن میں غور کرنیوالا
[illegible] پہچان سکے [illegible] اون مسئلہ کا جسکو کسی عالم نے استنباط کیا ہے
اور [illegible] غزالی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے

وثالثهم ابو عيسى الترمذي وكانه استحسن طريقة الشيخين حيث بينا وما ابهما
وطريقة ابي داود حيث جمع كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليها
بيان مذاهب الصحابة والتابعين وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر طرق
الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا واومأ الى ما عداه وبين امر كل حديث من انه صحيح او حسن
او ضعيف او منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمى
من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج الى الكنية فلم يدع خفاء لمن هو من رجال العلم
ولذلك يقال انه كاف للمجتهد مغن للمقلد وكان بازاء هؤلاء في عهد مالك
وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون على الفقه
بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون الرواية حديث النبي صلى الله عليه وسلم والرفع اليه

ترجمہ اور جو تھے انکے ابو عیسی ترمذی ہین اونہون نے طریقہ شیخین کو اس حیثیت سے کہ اون دونون نے
بیان کیا اور مبہم چھوڑا اور طریقہ ابی داود کو اس حیثیت سے کہ انہون نے تمامی مذاہب کو جمع کیا تہا پسند کیا
اور اپنی کتاب مین ان دونون طریقون کو جمع کردیا اور اسپر بیان مذاہب صحابہ اور تابعین اور فقہاء
امصار کو زیادہ کیا پس انہون نے اپنی کتاب کو ایک جامع کتاب بنایا اور طرق حدیث کو اختصار
لطیف کے ساتھ مختصر کیا اور اوسکی ایک یا اس سے زیادہ طریقہ کو ذکر کیا اور ہر حدیث کے امر کو کہ
صحیح ہی یا حسن یا ضعیف یا منکر ان سب امرونکو بہی بیان کیا اور وجہ ضعف کو بہی بیان کیا تاکہ اوسکے
طالب کو اس سے بہی بصیرت ہو جاوے اور اون چیزون سے جو اعتبار کے لائق ہی اوسکو اون چیزون سے جو اعتبار کے لائق
نہین ہی پہچان کر تمیز کرلی اور یہہ بہی ذکر کیا کہ یہہ حدیث مشہور ہی یا غریب اور صحابہ اور ملکون کے فقہاء کے
مذاہب کو بہی ذکر کیا اور جسکے نام لینے کی حاجت تہی اوسکا نام لیا اور جسکی کنیت بیان کرنیکی ضرورت
تہی اوسکی کنیت ذکر کی پس علماء کے لئے کوئی پوشیدگی نہ چہوڑی اسیواسطے کہا گیا ہی کہ جامع ترمذی مجتہد کے لئے کافی
اور مقلد کیواسطے مغنی ہی اور مقابلہ انکے مالک اور سفیان کے زمانہ مین اور انکے بعد بہی ایک ایسی قوم کے لوگ تہے کہ جو
مسائل کو مکروہ نہ کرتے اور فتوی دینے مین کچھ خوف نکرتے اور کہتے تہے کہ فقہ پر دین کی بناء ہی پس اوسکا شائع کرنا
ضرور ہے اور پیغمبر کی حدیثونکو روایت کرنے اور اوسکو آنحضرت تک پہنچانے مین وہ خوف کرتے تہے

حتی قال الشعبی عن من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا فان کان فیہ زیادۃ او
نقصان کان علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابراہیم اقول قال عبد اللہ
وقال علقمۃ احب الینا وکان ابن مسعود اذا حدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تربد وجہہ وقال ہکذا او نحوہ ہکذا او نحوہ وقال عمر حین بعث رہطا من الانصار الی الکوفۃ
انکم تاتون الکوفۃ فتاتون قوما لہم ازیز بالقران فیاتونکم فیقولون قدم اصحاب محمد قدم
اصحاب محمد فیاتونکم فیسالونکم عن الحدیث فاقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ابن عون کان الشعبی اذا جاءہ شیء اتقی وکان ابراہیم یقول ویقول ویقول اخرج ہذہ الآثار الدارمی
فوقع تدوین الحدیث والفقہ والمسائل من حاجتہم من وجہ آخر وذلک انہ لم یکن عندہم من
الاحادیث والآثار ما یقدرون بہ علی استنباط الفقہ علی الاصول التی اختارہا اہل الحدیث
ولم تنشرح صدورہم للنظر فی اقوال علماء البلدان وجمعہا والبحث عنہا واتہموا انفسہم
فی ذلک یہان تک کہ شعبی نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے لوگون تک سلسلہ روایت پہونچانا
میرے نزدیک اسسے زیادہ پسندیدہ ہے کہ آنحضرت تک پہونچایا جاوے کیونکہ اگر اسمین کچھ زیادتی و کمی ہوگی
تو اونہین لوگون پر ہوگی جو آنحضرت کے بعد ہین اور کہا ابراہیم نے کہا عبد اللہ نے اور کہا علقمہ نے کہنا میرے
نزدیک پسندیدہ تر اسسے ہے کہ کہا رسول اللہ نے کہا جاوے اور ابن مسعود جب رسول اللہ صلعم سے کوئی
روایت کرتے تھے تو مارے ہیبت کے اونکا چہرہ متغیر ہو جاتا اور وہ کہتے ایسا اور مانند اسکے اور ایسا اور مثل
اسکے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور عمر نے جب انصار کے ایک جماعت کو کوفہ کی طرف بھیجا تو اونسے یہ کہدیا کہ تم
تم لوگ کوفہ جاتے ہو وہان تم ایک ایسی قوم کے پاس آؤگے جو غنغناہٹ سے وہ قرآن پڑھتے ہونگے اور تمہارے
پاس آکر کہینگے کہ محمد کے صحابی آئے تمہارے پاس آوینگے اور تم سے آنحضرت کی حدیثین پوچھینگے تو تم اونسے آنحضرت
کی بہت ہی کم حدیثین بیان کیجیو اور کہا ابن عون نے کہ شعبی کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ اوسکے جواب سے
اپنے کو بچا لیتے اور ابراہیم کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ کہتے کہ فلانے یون کہتے ہین اور فلانے یون کہتے ہین
ان سب آثار کو دارمی نے ... پس واقع ہوئی تدوین حدیث اور فقہ اور اون مسائل کی جنکی انکو حاجت تھی
دوسری طرح ایک اور ہی طرح پر اور یہ یون ہوا کیونکہ اونکے پاس حدیثین اور آثار نہ تھے جس سے استنباط فقہ
اون اصول کے موافق جنکو اہل حدیث نے اختیار کیا تھا قادر ہوتے اور شہرون کے علما کے قول کو نہ

وكانوا اشتقد وا فى ائمتهم انهم فى الدرجة العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شيء
الى اصحابهم وكل ميسر لما خلق له كما قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله
وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من
ابن عمر وكان عندهم من الفطانة والحدس وسرعة انتقال الذهن من شيء الى شيء
ما يقدرون به على تخريج جواب المسائل على اقوال اصحابهم وكل ميسر لما خلق له وكل
حزب بما لديهم فرحون فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك ان يحفظ كل
احد كتاب من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظرا فى الترجيح
فيتأمل فى كل مسئلة وجه الحكم فكلما سئل عن شيء او احتاج الى شيء
رأى فيما يحفظه من تصريحات اصحابه فان وجد الجواب فيها والا نظر الى عموم
كلامهم فاجراه على هذه الصورة او اشارة ضمنية لكلام فاستنبط منها

ترجمہ اور اپنے اماموں کو وہ تحقیق کے بہت ہی بڑے درجہ میں پہونچا ہوا اعتقاد کرتے تھے اور اونکا دل
اپنے اصحاب کی جانب بہت ہی مائل تھا اور ہر شخص جسکے لیے وہ مخلوق ہوا ہے وہی اوسکے لیے آسان بھی کیا جاتا
کرتا ہے جیسا کہ علقمہ نے کہا کہ کیا کوئی عبد اللہ سے بھی بڑھکر ثابت تر ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ ابراہیم سالم سے زیادہ
فقہ جانتے ہیں اور اگر فضل صحبت کا نہوتا تو بیشک میں کہتا کہ علقمہ ابن عمر سے زیادہ فقہ جانتے ہیں اور
اُن لوگونکو ملکہ فطانۃ اور حدس اور ایک شے سے ایک شے کیطرف سرعت انتقال ذہن وغیرہ وہ سب امور
اونکو حاصل تھے جنسے وہ لوگ ہر مسئلوں کے جواب میں اپنے اصحاب کے اقوال کے موافق تخریج پر قادر ہو جاتے تھے اور
ہر شخص جسکے لیے مخلوق ہوا ہے وہ اوسکے لیے آسان کر دیا جاتا ہے اور ہر جماعت کے لوگ جو کچھ اونکے پاس ہے
اوسمین خوش ہیں پس سبب اسکے اونلوگونے فقہ کو تخریج کی قاعدون پر درست کیا اور یہ اسطور پر ہوا کہ
اونمین سے ہر شخص اسکی کتاب کو حفظ کرتا تھا جو اونکے اصحاب کی زبان اور اوس قوم کے اقوال کا خوب
جاننے والا اور ترجیح مین بڑا ہی صحیح النظر تھا پس شامل کرتا تھا ہر مسئلہ مین وجہ حکم کو اور جب جب کسی شے سے
سوال کیا جاتا یا کسی شے کا محتاج ہوتا تو جو کہ اوسنے اپنے اصحاب کی تصریحات سے حفظ کیا تھا اوسمین نظر کرتا پس اگر اوسکا جواب
اوسمین پاتا تو اسکو بہتر جانتا اور نہیں تو اونکے عموم کلام مین نظر کرتا اور اوسکو اوسی صورت پر جاری کرتا
اور اگر اوسمین کسی کلام کے لیے ضمنی اشارہ پاتا تو اوس سے اپنا جواب استنباط کر لیتا

ای بالدیہم فرحون فی التنزیل ۱۲ منہ

یعنی فمنہا بشنا ۱۲ منہ

وربما كان لبعض الكلام ايماء واقتضاء يفهم المقصود وربما كان للمسألة المصرح بها نظير يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم المصرح به بالتخريج او بالسبر والحذف فادا روا حكمه على غير المصرح به وربما كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس الاقتراني والشرطي انتجا جواب المسألة وربما كان في كلامهم ما هو معلوم بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون في تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط مبهمه وتمييز مشكله وربما كان كلامهم محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل للمسائل خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب فلان كذا او على اصل فلان او على قول فلان جواب المسألة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون في المذهب

ترجمہ اور کبھی بعض کلام کے لیے اگر ایما اور اقتضا ہوتا تو اوسی سے اپنا مقصود لوجہ لیتا اور کبھی اوس مسئلہ کی جسکی تصریح اوسکو منظور ہوتی نظیر ہوتی تو اوسکو اوسپر حمل کر دیتا اور کبھی نظر کرتے وہ لوگ علت اوس حکم مین جسکی تصریح اونکو منظور ہوتی تخریج یا سبر یا حذف کے ساتھ پس جب دیکھتے وہ لوگ اوسکو تو حکم کرتے اوسکو اوپر غیر مصرح بہ کے اور کبھی اونکو ایسے دو کلام ملتے کہ اگر وہ دونون بہیئت قیاس اقترانی اور شرطی کی جمع کیے جاتے تو اون دونون کا نتیجہ وہی جواب مسئلہ کا ہو جاتا اور کبھی اونکے کلام مین وہ امر ہوتا کہ مثال اور قسمت سے تو وہ معلوم ہو جاتا مگر حد جامع مانع سے غیر مفہوم رہتا تو اوسکے لیے وہ اہل لسان کی طرف رجوع لاتے اور اوسکی تحصیل ذاتیات اور ترتیب جامع یا مانع و ضبط مبہمات اور تمیز مشکلات مین تکلف کرتے اور کبھی اونکا کلام دو وجہ کو محتمل ہوتا تو وہ لوگ ان دونون محتملون مین سے ایک کی ترجیح مین نظر کرتے اور کبھی مسائل کی تقریب دلائل خفیہ ہوتین تو اونکو وہ لوگ بیان کرتے اور کبھی بعض مخرجین اپنے ائمہ کے فعل سکوت وغیرہ سے بھی استدلال کرتے اور یہی تخریج ہے اور اسکو القول المخرج لفلان کذا اور علی مذہب فلان کذا یا علی اصل فلان یا علی قول فلان جواب المسئلہ کذا و کذا بھی کہتے ہین اور یہ لوگ مجتہد فی المذہب کہے جاتے ہین۔

وعلى هذا الاجتهاد . على هذا ينزل قول من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا اى
وان لم يكن له علم بالرواية اصلا ولا بحديث واحد فوقع التخريج فى كل مذهب
وكثر فاى مذهب كان اصحابه مشهورين وسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر
تصانيفهم فى الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر فى الاقطار الارض ولم يزل
ينتشر كل حين واى مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والافتاء
ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين واعلم ان التخريج على كلام الفقهاء
وتتبع لفظ الحديث لكل منهما اصل اصيل فى الدين ولم يزل المحققون من العلماء
فى عصر ياخذون بهما فمنهم من يقل من ذا ويكثر من ذلك ومنهم من يكثر من ذا
ويقل من ذلك فلا ينبغى ان يهمل امر واحد منهما بالمرة كما يفعله عامة الفريقين
وانما الحق البحث ان يطابق احدهما بالآخر وان يجبر خلل كل بالآخر وذلك
قول الحسن البصرى سنتكم والله الذى لا اله الا هو بينهما بين الغالى والجافى

ترجمہ اور یہی اجتہاد اس قول پر مراد لیا ہے اوس شخص سے جسنے یہ کہا ہے کہ جو مبسوط کو حفظ کرلے
وہ مجتہد ہو جاتا ہے یعنے اگرچہ اوسکو علم روایت کا کچھ اور ایک حدیث کا بھی علم نہو پس کثرت
واقع ہوئی تخریج ہر مذہب میں کثرت سے جس مذہب کے لوگ مشہور اور قاضی و مفتی ہوئے اور انکی
تصانیف لوگوں میں مشہور ہوئیں اور لوگوں سے ظاہر ہوا اونکی درس تدریس جاری رہی وہ مذہب تمام
زمین میں پھیل گیا اور برابر بڑھتا ہی گیا اور جس مذہب کے لوگ غیر معروف تھے اور وہ قاضی و مفتی بھی
نہوئے اور لوگوں نے اونمیں رغبت بھی نکی وہ چند ہی روز کے بعد مٹ گیا - اور جان تو فقہا کے کلام پر
تخریج کرنا اور حدیث کے ہر لفظ کی تتبع کرنی دین میں اصل اصیل ہے اور برابر ہر زمانہ میں علما محققین
ان دونوں کے ساتھ اخذ کرتے رہے پس بعض نے اس سے کم کیا اور اوس سے زیادہ اور بعض نے
اس سے زیادہ کیا اور اوس سے کم پس مناسب نہیں کہ ان دونوں میں سے کوئی امر بالکل ہی چھوڑ دیا جاوے جیسا کہ
عامہ فریقین کرتے ہیں اور حق محض یہ ہے کہ ایک دوسرے سے مطابق کیا جاوے اور ایک کا جبر
نقصان دوسرے سے کیا جاوے اور اسی معنی میں حسن بصری رح کا یہ قول ہے کہ قسم ہے اوس خدا کی
جسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں کہ لوگوں کا طریقہ ان دونوں یعنے غالی اور جافی کے درمیان ہے

فمن كان من اهل الحديث ينبغي ان يعرض ما اختاره وذهب اليه على راى
المجتهدين من التابعين ومن نحا نحوهم ومن كان من اهل التخريج ينبغي له
ان يحصل من السنن ما يحترز به من مخالفة الصريح الصحيح ومن ان يقول
برأيه فيما فيه حديث او اثر بقدر الطاقة ولا ينبغي لمحدث ان يتعمق في القواعد
التي احكمها اصحابه وليست مما نص عليه الشارع فيرد به حديثا او قياسا صحيحا
كرد ما فيه ادنى شائبة الارسال والانقطاع كما فعله ابن حزم رد حديث تحريم
المعازف لشائبة الانقطاع في البخاري على انه في نفسه متصل صحيح فان مثله انما يصار
اليه عند التعارض وكقولهم فلان احفظ لحديث فلان من غيره فيرجحون حديثه
على حديث غيره لذلك وان كان في الآخر الف وجه من الرجحان وكان اهتمام جمهور
الرواة عند الرواية بالمعنى برؤس المعاني دون الاعتبارات التي يعرفها المتعمقون
من اهل العربية فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم كلمة وتاخيرها ونحوها من التعمق

ترجمہ پس جو شخص اہل حدیث سے ہے اوسکو مناسب ہے کہ اپنے مذہب مختار کو مجتہدین تابعین و
تبع تابعین وغیرہ کی راے پر پیش کرے اور جو اہل تخریج سے ہو اوسکو مناسب ہے کہ آثار و سنن کو تحصیل کرے
تاکہ اوسکے صریح مخالفت سے بچے اور جسمین حدیث و اثر وارد ہین حتے المقدور اوسمین راے زنی کرنے
سے بچا رہے اور محدث کو یہ مناسب نہین ہے کہ اون قواعد مین جسکو اوسکے اصحاب نے محکم کیا ہے
اور اوسمین شارع کی جانب سے کوئی نص نہین ہے تعمق کرکے کسی حدیث یا قیاس صحیح کو رد کر دیا کرے
مثلاً جس حدیث مین ادنی شائبہ ارسال اور انقطاع کا پایا جاوے اوسکو رد کرے جیسے ابن حزم
نے حدیث تحریم معازف کو بباعث ادنی شائبہ انقطاع کے جو بخاری مین ہے رد کر دیا باوجودیکہ وہ حدیث
فی نفسہ متصل صحیح ہے کیونکہ سواے اوسکے نہین کہ پھیری جاتی ہے حدیث طرف اوسکے بوقت تعارض کے
اور جیسے اون لوگون کا یہ کہنا کہ فلانا فلانے کی حدیث کا بڑا حافظ ہے پس اس سبب سے اوسکی حدیث کو
دوسرے کی حدیث پر وہ لوگ ترجیح دیتے ہین اگرچہ دوسرے مین ہزارون وجہ رجحان کی پائی جاتی ہین اور جمہور
راویونکا اہتمام روایت بالمعنی مین اصل معانی کے ساتھ ہوا کرتا تھا نہ اون اعتبارات کے ساتھ جسکو متعمقین
اہل عربیت اعتبار کرتے ہین پس انلوگونکا مثل فا اور واو اور تقدیم و تاخیر کلمہ وغیرہ سے استدلال کرنا یہ تعمق اور تکلف ہے

اہل حدیث کو مناسب ہے
اہل تخریج کو مناسب ہے
محدث کو مناسب نہین ہے

ترجیح [illegible]

وكثيرا ما يعبر الراوى للآخر عن تلك القصة فيأتى مكان ذلك الحرف بحرف آخر و
الحق ان كل ما يأتى به الراوى فظاهره انه كلام النبى صلى الله عليه وسلم فان
ظهر له حديث آخر او دليل آخر وجب المصير اليه ولا ينبغى للمخرج ان يخرج قولا لا يفيده
نفس كلام اصحابه ولا يفهمه منه اهل العرف والعلماء باللغة ويكون بناء على تخريج
مناط او حمل نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه اهل الوجوه تتعارض الآراء ولو
ان اصحابه سئلوا عن تلك ا... لة ربما لم يحملوا النظير على النظير لمانع
وربما ذكروا علة غير ما خرجه هو وانما جاز التخريج لانه فى الحقيقة من تقليد
المجتهد ولا يتم الا فيما يفهم من كلامه ولا ينبغى ان يرد حديثا او اثرا تطابق
عليه القوم لقاعدة استخرجها هو واصحابه كرد حديث المصراة وكاسقاط
سهم ذوى القربى فان رعاية الحديث اوجب من رعاية تلك القاعدة المخرجة

ترجمہ اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ راوی دوسرے کے لیے اس قصہ سے تعبیر کرتا ہے۔ اس
حرف کی جگہہ دوسرے حرف کو لاتا ہے اور حق یہ ہے کہ جو کچھ راوی لاتا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ کلام
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے پھر اوسکے لیے اگر کوئی دوسری حدیث یا کوئی دوسری
دلیل ظاہر ہو تو البتہ اودہر رجوع لاناہے اور مخرج کو یہ نہین لائق ہے کہ ایسے قول کو
تخریج کرے جو اوسکے اصحاب کے نفس کلام کو نہ مفید ہو اور نہ ایسے کہ اہل عرف اور
علمار باللغۃ اوسکو نہ سمجہین اور نہ ایسے کہ اوسکی بنار تخریج اور مناط یا حمل نظیر مسئلہ ایسے
وجوہ مختلفہ اور آراے متعارضہ پر ہو کہ اگر اصحاب اونکے ان مسئلون سے پوچہے جاتے
تو اکثر اوقات کسی مانع کے سبب سے نظیر کو نظیر پر نہ حمل کرتے اور کبہی اونکے اس تخریج کے
سوا دوسری ہی علت ذکر کرتے اور تخریج اسلیے جایز ہے کہ درحقیقت وہ تقلید مجتہد ہے اور یہ بات پوری
نہین ہوسکتی مگر اوسہین جسمین اونکا کلام سمجہا جاسے۔ اور یہ مناسب نہین کہ کسی حدیث
یا ایسے اثر کو جسپر تمامی قوم متفق ہو اپنے یا کسی اپنے اصحاب کے نکالے ہوئے قاعدہ
کے لیے رد کردیوے جیسے حدیث مصراۃ کا رد کرنا یا ذوی القربی کے حصہ کا ساقط کردینا
کیونکہ حدیث کی رعایت کرنا واجب تر ہے اپنے اس نکالے ہوئے قاعدے کی رعایت سے

والی ھذا المعنی اشار الشافعی رحمہ اللہ علیہ حیث قال مہما قلت من قول او اصلت من اصل فبلغ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ما قلت فالقول ما قال صلی اللہ علیہ وسلم ومن شواھد ما نحن فیہا ما صدر بہ الامام ابو سلیمان الخطابی کتابہ معالم السنن حیث قال رأیت اھل العلم فی زماننا قد حصلوا حزبین وانقسموا الی فرقتین اصحاب حدیث واثر واھل فقہ ونظر وکل واحدۃ منہما لا تتمیز عن اختہا فی الحاجۃ ولا یستغنی عنہا فی درک ما تنحوہ من البغیۃ والارادۃ لان الحدیث بمنزلۃ الاساس الذی ھو الاصل والفقہ بمنزلۃ البناء الذی ھو لہ کالفرع وکل بناء لم یوضع علی قاعدۃ اساس فہو منہدم وکل اساس خلا عن بناء وعمارۃ فہو قفر وخراب ووجدت ھذین الفریقین علی ما بینہم من التدانی فی المحلین والتقارب فی المنزلین وعموم الحاجۃ من بعضہم الی بعض وشمول الفاقۃ اللازمۃ لکل منہم الی صاحبہ اخوانا متہاجرین علی سبیل الحق بلا وم … اصر والتعاون غیر متظاہرین

ترجمہ اور اسی معانی کی طرف امام شافعی رحمہ نے اشارہ کیا ہے جہان یہ کہا ہے کہ مین جب مین کبھی کوئی قول کہون یا کوئی اصل بیان کرون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلاف میرے قول کے پہونچے تو وہی قول معتبر ہے جسکو رسول نے فرمایا ہے۔ اور جسکے ہم در پیے ہین اسکے شواہد سے وہ ہی جس سے امام ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب معالم السنن کو شروع کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ مین نے اپنے زمانہ کے لوگون کو دیکھا کہ وہ دو قسم پر ہوگئے ایک فرقہ اہل حدیث واثر اور دوسرا اہل فقہ ونظر اور ان دونون مین سے اپنے حاجات ومقاصد وارادات ومطالب مین کوئی دوسرے سے بے نیاز نہین ہے تاکیونکہ حدیث بمنزلہ اساس واصل کے ہے اور فقہ بمنزلہ اوس بنا کے ہے جو اوسی اصل پر بنائی گئی ہے اور جو بنا کہ اپنے قاعدہ اساس بنیاد پر نہین رکھی جاتی وہ منہدم ہے اور جو بنیاد کہ بنا وعمارت سے خالی ہے وہ اوجاڑ وخراب ہے اور ان دونون قسم قوم مین باوجودیکہ اسقدر قربت ولگاؤ ہے کہ گویا دونون باخود یا ہمسائی ہین مگر تو بھی ان دونون کو ایک دوسرے سے پھرا ہوا اور عداوت ودشمنی کرنے پر تلا ہوا دیکھا

فاما هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر فان الاكثرين منهم انما كدهم الروايات وجمع الطرق وطلب الغريب والشاذ من الحديث الذي اكثره موضوع او مقلوب لا يراعون المتون ولا يتفهمون المعاني ولا يستنبطون سرها ولا يستخرجون ركازها وفقهها وربما عابوا الفقهاء وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن ولا يعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون وبسوء القول فيهم آثمون واما الطبقة الاخرى وهم اهل الفقه والنظر فان اكثرهم لا يعرجون من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من سقيمه ولا يعرفون جيده من رديه ولا يعبؤن بما بلغهم منه ان يحتجوا به على خصومهم اذا وافق مذاهبهم التي ينتحلونها ووافق آرائهم التي يعتقدونها وقد اصطلحوا على مواضعة بينهم في قبول الخبر الضعيف والحديث المنقطع اذا كان ذلك قد اشتهر عندهم وتعاورته الالسن فيما بينهم من غير ثبت فيه او يقين علم به فكان ذلك ضلة من الرأي وغبنا فيه

ترجمہ پس یہ طبقہ اہل حدیث و اثر کا انکی اکثر کوشش و ہمت روایات و طرق کے جمع کرنے اور ادن غریب اور شاذ حدیثون کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہے جنمین اکثر موضوع یا مقلوب ہین نہ تو یہ لوگ متون کی رعایت کرتے ہین اور نہ معانی سمجھتے ہین اور نہ اسکے سر کو استنباط کرتے ہین اور نہ اوسکے چھپے ہوئے بھیدون اور فقہ کے نکالنے کی فکر کرتے ہین اور کبھی فقہاؤن پر عیب لگاتے اور اونپر طعن کرتے ہین اور یہ دعوی کرتے ہین کہ وہ لوگ سنت کے خلاف کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ جسقدر وہ لوگ علم دیے گئے اوس سے یہ قاصر ہین اور اونکو برا کہکر یہ خود گنہگار ہوتے ہین اور دوسرا طبقہ جو اہل فقہ و نظر کا ہے پس اکثر اوسکی حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم اور اوسکے صحیح کو سقیم سے اور جید کو ردی سے پہچان کر تمیز نہین کر سکتے اور جو انکو اونکے مذہب کے مطابق پہونچا ہے یا اسکے مطابق جسکو اونہون نے اختیار کیا ہے یا جن آرا کو وہ معتقد ہین اوس سے اپنے خصم پر حجت قائم کرنے مین کچھ پروا نہین کرتے اور جب اون لوگون مین کوئی خبر ضعیف یا حدیث منقطع مشہور ہو جاتی ہے تو اوسکے قبول کرنیکے لیے بہت مقامات مین ان لوگون نے اصطلاح مقرر کر لی ہے اور بدون ثبوت اور اوسکے علم یقینی کے اوسکو مونہا مونہہ کرکے آپسمین مشہور کر دیتے ہین یہ بمنزلہ گمراہی رائے اور غبن فیہ کے ہے ؛

وهؤلاء وفقنا الله وإياهم لو حكي لهم عن واحد من رؤساء مذاهبهم وزعماء نحلهم
قول يقوله باجتهاد من قبل نفسه طلبوا فيه الثقة واستبرؤا له العهدة فتجد أصحاب
مالك لا يعتمدون في مذهبه إلا ما كان من رواية ابن القاسم والأشهب وضربائهما
من نبلاء أصحابه فإذا جاءت رواية عبد الله بن عبد الحكم وأضرابه لم يكن عندهم
طائلا وترى أصحاب أبي حنيفة لا يقبلون من الرواية عنه إلا ما حكاه أبو يوسف
ومحمد بن الحسن والعلية من أصحابه والأجلة من تلامذته فإن جاءهم عن الحسن
ابن زياد اللؤلؤي وذويه رواية قول بخلافه لم يقبلوه ولم يعتمدوه وكذلك تجد أصحاب
الشافعي إنما يعولون في مذهبه على رواية المزني والربيع بن سليمان المرادي فإذا جاءت
رواية حرملة والجيزي وأمثالهما لم يلتفتوا إليها ولم يعتدوا بها في أقاويله وعلى
هذا عادة كل فرقة من العلماء في أحكام مذاهب أئمتهم وأستاذيهم

ترجمہ اور یہ لوگ اللہ تعالے انکو اور ہمکو توفیق دے اگر انکے لیے انکے رؤسا مذہب و مقتدیان
کے جانب سے کوئی اونکا قول جو اونھون نے خود اپنے اجتہاد سے نکالا ہو حکایت کیا جاے تو
اوسکے لیے یہ لوگ ثقہ کو طلب کرتے اور اوسکے اعتماد و ثبوت کی جانچ کرتے ہین چنانچہ ہم اصحاب
مالک کو پاتے ہین کہ وہ اپنے مذہب مین اعتماد نہین کرتے مگر اونھین روایتون کو جو ابن القاسم
اور اشہب وغیرہما اونکے عقلاء اصحاب سے منقول ہو اسلیے جب کوئی روایت عبد اللہ بن الحکم وغیرہ
آتی ہو تو وہ اونکے نزدیک معتمد نہین ٹھہرتے اور اصحاب ابی حنیفہ کو تم دیکھتے ہو کہ اونسے کسی روایت
کو قبول نہین کرتے مگر اوسیکو جسکو ابو یوسف و محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اونکے اصحاب اور بزرگ
شاگردون نے روایت کیا ہو اور اگر انکے پاس کوئی روایت حسن بن زیاد لؤلؤی اور ایسے کم رتبہ کے
راویون کا کوئی قول بخلاف اسکے منقول ہوتا ہے تو اوسکو یہ لوگ نہ قبول کرتے ہین اور نہ معتمد
جانتے ہین اور اسیطرح ہم اصحاب شافعی کو دیکھتے ہین کہ اپنے مذہب مین مزنی اور ربیع بن سلیمان مرادی
روایت کی حریص ہین اسلیے جب اونکے پاس حرملہ اور بجتری اور انکی مثل لوگون کی روایت آتی ہو تو اوسکے طرف
کچھ التفات نہین کرتے اور اسکے ساتھ اونکی قولون کو بھی معتبر نہین سمجھتے اور اسیطور پر عادت ہر فرقہ کے علما کی
اونکی ائمہ اور اوستادون کے احکام مذاہب مین جاری ہے۔

فاذا كان هذا دابهم وكانوا لا يقنعون فى امر هذا الفروع وروايتها عن هؤلاء الشيوخ الا بالوثقة والثبت فكيف يجوز لهم ان يتساهلوا فى الامر الاهم والخطب الاعظم وان يتواكلوا الرواية والنقل عن امام الائمة ورسول رب العزة الواجب حكمه اللازمة طاعته الذى يجب علينا التسليم لحكمه والانقياد لامره من حيث لا نجد فى انفسنا حرجا مما قضاه ولا فى صدورنا غلا من شئ ابرمه وامضاه ارأيتم اذا كان للرجل ان يتساهل فى امر نفسه ويسامح غرمائه فى حقه فياخذ منهم الزيف ويقضى لهم من العيب هل يجوز لهم ان يفعل ذلك فى حق غيره اذا كان نائبا عنه كولى الضعيف ووصى اليتيم ووكيل الغائب هل يكون له ذلك منه اذا فعله الا خيانة للعهد واخفاء للذمة فهذا هو ذلك اما عيان حسن واما عيار مثل ولكن اقواما عساهم استوعروا طريق الحق واستطالوا المدة فى درك العلم واحبوا عجالة النيل فاختصروا طريق العلم واقتصروا على نتف وحروف منتزعة من معانى اصول الفقه

ترجمہ پس جبکہ اونکا یہ حال ہے کہ ان فروع مین ایسے ایسے شیوخ کی روایت کا بلا اعتبار اعتماد وتثبیت کے نہین کرتے تو امر اہم ومعاملہ ہاے عظیمہ مین تساہل کرنے کو کیونکر جائز رکھینگے اور روایت ونقل کو امام الائمہ ورسول رب العزۃ کے کیونکر حوالہ کرینگے جنکا حکم لازم اور اونکے حکم وطاعت کی تسلیم اور اونکی امر کی فرمانبرداری اسطور پر ہم پر واجب ہے کہ جو اونہون نے فیصلہ کردیا اور ہم اپنے دلونمین کچھ تنگی اور جو امر اونہون نے مستحکم وجاری کردیا اوس سے اپنے سینونمین کچھ میل نہ پاوین تبلاؤ تو بھلا کوئی شخص اگر اپنے بارہ مین تساہل اور اپنے قرضدارون کے حق مین تسامح کرکے اون سے کھوٹا روپیہ لیکر اونکا معاملہ چکا دے تو کیا جب یہ کسی غیر کا نائب مثلا کسی ضعیف کا ولی اور یتیم کا وصی اور غائب کا وکیل ہو تو اوس غیر کے حق مین بھی اوسے یہ کرنا جائز ہوگا ہرگز نہین بلکہ اسوقت اوسکا یہ کرنا بجز اپنے عہدہ مین خیانت کرنے اور ذمہ کے چھپانے کے اور کچھ نہوگا پس اسیطرح سے یہ بھی ہے یا اعیان ... یا اعیان مثل لیکن بہت سی قومون نے طریق حق کو دشوار سمجھا اور درک خط کی مدت کو بہت طول جانا اور اپنے حصول مراد مین جلدی کو دوست رکھا پس طریق علم کو مختصر کرڈالا اور چند بال اوکھیڑ لینے اور معانی اصول فقہ سے چند حروف نکال لینے پر اقتصار کیا ۔

وسموها علماً وجعلوها شعاراً لانفسهم في الرقم برسم العلم واتخذوها جنة
عند لقاء خصومهم ونصبوها ادرئة للخوض والجدال يتناظرون بها و
يتلاطمون عليها وعند التصادر عنها قد حكم بالغلب بالحذق والتبريز
فهو الفقيه المذكور في عصره والرئيس المعظم في بلده ومصره هذا وقد دس
لهم الشيطان حيلة لطيفة وبلغ منهم مكيدة بليغة فقال لهم هذا الذي في ايديكم
علم قصير وبضاعة مزجاة لا تفي بمبلغ الحاجة والكفاية فاستعينوا عليه بالكلام و
صلوه بمقطعات منه واستظهروا باصول المتكلمين يتسع لكم مذهب الخوض
ومجال النظر فصدق عليهم ابليس ظنه واطاعه كثير منهم واتبعوه الا فريقا
من المؤمنين فيا للرجال والعقول اين يذهب بهم وانى يخدعهم الشيطان
عن حظهم وموضع رشدهم والله المستعان انتهى كلام الخطابي رحمه الله

ترجمہ اور اوسکا نام علم رکھا اور اپنا اوپر رسم و نشان علم کے ٹھہرانے کے لیے لوگوں کو شعار اور
علامت مقرر کیا اور اپنے دشمنوں سے لڑنے میں اوسکو ڈھال بنایا اور خوض و جدال کی آڑ
اوسکو درہ مقرر کیا اوسی سے وہ باخود با مناظرہ کرتے تھے اوسی پر ایک دوسرے کو طمانچے مارتے
اور اسکے صادر ہونے کے وقت جو اسمین غالب ہوتا اوسکو ماہر اور عزیز الوجود خیال کرتے اور
وہی اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور اور اونکے شہر و ملک مین بڑا رئیس ہوا کرتا وہ ای حالت مین تھے کہ
چپکے سے شیطان نے انمین ایک حکمت عملی گھسیڑ دی اور اونسے ایک بڑا داؤ کھیلا پس اونسے یہ کہا
کہ یہ علم جو تمہارے پاس ہے ایسا چھوٹا اور یہ پونجی ایسی کھوٹی ہے کہ حاجت روائی کے لیے کافی
وکافی نہین ہے تب علم کلام سے اونھون نے مدد چاہی اور اوسکے ٹکڑون سے پیوند لگایا
اور اصول متکلمین سے پشتناہی چاہنے لگے تاکہ لوگون کے لیے خوض کی راہ اور جولانی
نظر کی کشادہ ہو جائین پس اسطرح سے ابلیس نے اپنے خیالات کو اونپر ٹھیک بٹھا
دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت اور پیروی کی مگر مسلمانون کا ایک فرقہ اس بلا سے
بچ گیا ہائے افسوس یہ لوگ اپنی عقل لیے ہوئے کہان چلے جاتے ہین اور شیطان انکو اونکے
اچھے حصے اور مقام ارشاد سے کہان بہکا لیے پھرتا ہے اب تو اللہ ہی پر بھروسا اور سہارا ہے تمام ہوا کلام

حکایة حال الناس قبل المائة الرابعة وبیان سبب الاختلاف بین
الاوائل والاواخر فی الانتساب الی مذهب من المذاهب وعدمه وبیان
سبب الاختلاف بین العلماء فی کونهم من اهل الاجتهاد المطلق او اهل
الاجتهاد فی المذهب والفرق بین هاتین المنزلتین واعلم ان الناس کانوا
فی المائة الاولی والثانیة غیر مجمعین علی التقلید لمذهب احد بعینه قال ابو طالب
المکی فی قوت القلوب ان الکتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس
والفتیا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله والحکایة له فی کل شیء والتفقه
علی مذهبه لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتهی بل
کان الناس علی درجتین العلماء والعامة وکان من خبر العامة انهم کانوا فی
المسائل الاجماعیة التی لا اختلاف فیه بین المسلمین او بین جمهور المجتهدین
لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا یتعلمون صفة الوضوء والغسل واحکام
الصلوة والزکوة ونحو ذلک من آبائهم او معلمی بلادهم فیمشون علی ذ

ای الصحابة والتابعین ۱۲

ترجمہ حکایت حال اون لوگونکا جو چوتھی صدی سے پہلے تھے اور بیان سبب
اختلاف درمیان اوائل اور اواخر کے انتساب اور عدم انتساب مین کسی ایک
مذہب کے ان مذاہب مین سے اور بیان سبب اختلاف درمیان علماء کے بیچ ہونے اونکے
اہل اجتہاد مطلق اور اہل اجتہاد فی المذہب ہونے کے اور ان دونون کے فرق
کے بیان مین جاننا چاہیے کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ کسی ایک مذہب معین کے
تقلید پر متفق نہ تھے ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین کہا ہے کہ کتابین اور مجموعات سب نو پیدا ہین اور
لوگونکے قول کے مطابق کہنا اور کسی ایک شخص معین کے مذہب کے موافق فتوا دینا اور اسکے قول کو
ہر شی مین اختیار کرنا اور حکایت کرنا اور اوسکے مذہب پر اعتماد کرنا پہلے اور دوسرے قرن کے لوگون مین کبھی
نہ تھا بلکہ لوگ دو طرح پر تھے ایک علماء اور ایک عامہ عوام کے تو یہ حالت تھی کہ وہ ان مسائل اجماعیہ مین جسمین
درمیان مسلمانون کے یا درمیان جمہور مجتہدین کے اختلاف نہین ہے بجز صاحب شرع کے کسیکی تقلید نکرتے تھے اور
صفت وضو اور غسل اور احکام صلاۃ و زکوۃ وغیرہ کو اپنے باپ دادون اور شہر کے معلمون سے سیکھ کر اونہین کی چال پر

واذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فيها اى مفتى وجدوا من غير تعيين
مذهب قال ابن الهمام فى اخر التحرير كانوا يستفتون مرة واحدا ومرة غيره غير
ملتزمين مفتيا واحدا انتهى واما العلماء فكانوا على مرتبتين منهم من امعن فى
تتبع الكتاب والسنة والاثار حتى حصل له بالقوة القريبة من الفعل ملكة ان
يفتى الناس ويجيبهم فى الوقائع غالبا بحيث يكون جوابه اكثر مما يتوقف
فيه وخص باسم المجتهد وهذا الاستعداد يحصل تارة باستفراغ الجهد فى جمع
الروايات فانه ورد كثير من الاحكام فى الاحاديث وكثير منها فى اثار الصحابة والتابعين
وتبع التابعين مع ما لا ينفك عنه العاقل العارف باللغة من معرفة مواقع الكلام
وصاحب العلم بالاثار من معرفة طرق الجمع بين المختلفين وترتيب الدلائل ونحو
ذلك كحال الامامين القدوتين احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهويه

ترجمہ اور جب اونکو کوئی واقعہ نادرہ پیش آتا تو جس مفتی کو پاتے تھے بدون تعیین کسی مذہب کے اوسی سے
فتوا پوچھ لیتے تھے ابن ہمام نے اپنی کتاب تحریر کے آخر میں لکھا ہے کہ وہ لوگ کبھی ایک سے
اور کبھی اوسکے غیر سے استفتا کیا کرتے اور بدون التزام اور تعیین کسی خاص مفتی کے
فتوا پوچھا کرتے تھے اور لیکن علما پس وہ دو طرح پر تھے ایک وہ جنہوں نے تتبع کتاب
اور سنت اور آثار میں اسقدر غور کیا جس سے اونکو ساتھ قوت قریبہ کے فعل سے ایسا
ملکہ ہو گیا جس سے وہ لوگوں میں مفتی قائم ہونے کے لائق ہو گئے اور اکثر وقائع میں اونکو
جواب دینے لگے اور جواب باصواب دینے میں وہ ایسے مشاق ہو گئے کہ اونکا جواب اونکے
توقف سے زیادہ تھا اور وہی لوگ مجتہد کے نام سے مشہور و مختص ہو گئے اور یہ استعداد
کبھی حاصل ہوتی بوجہ روایات کے جمع کرنے میں بہت کوشش کرنے سے کیونکہ بہت
سے احکام احادیث اور آثار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین میں وارد ہیں باوجودیکہ عاقل
عارف باللغہ جسکو اسکی معرفت مواقع کلام سے حاصل ہے اور صاحب علم جو آثار کے معرفت
طرق جمع بین المختلفین و ترتیب دلائل وغیرہ کے ساتھ مثل دونوں امام پیشوا احمد
بن محمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ کے جانتا ہے اس سے غافل و جدا نہیں ہے

وتارة باحكام طرق التخريج وضبط الاصول المروية فى كل باب باب عن مشايخ الفقه من الضوابط والقواعد مع جملة صالحة من السنن والآثار كحال الامامين القدوتين ابى يوسف ومحمد بن الحسن ومنهم من حصل له من معرفة القرآن والسنة ما يتمكن به من معرفة رؤس الفقه وامهات مسائله بادلتها التفصيلية وحصل له غالب الرأى ببعض المسائل الاخرى من ادلتها وتوقف فى بعضها واحتاج فى ذلك الى مشاورة العلماء لانه لم يتكامل له الادوات كما يتكامل للمجتهد المطلق فهو مجتهد فى البعض غير مجتهد فى البعض وقد تواتر عن الصحابة والتابعين انهم كانوا اذا بلغهم الحديث يعملون به من غير ان يلاحظوا شرطا وبعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم وقل ما كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب فى ذلك الزمان

ترجمہ اور کبھی یہ استعداد حاصل ہوتی ہے طرق تخریج کے محکم کرنے سے اور اون اصول وضوابط وقواعد کے ضبط کرنے سے جو ہر ہر باب مین مشائخ فقہ سے مروی ہین ساتھ جملہ صالحہ کے سنن اور آثار سے جیسے کہ دونون امام وپیشوا ابی یوسف ومحمد بن الحسن تھے اور اونمین سے بعض کو معرفت قرآن اور سنت مین اسقدر قوت حاصل تھی کہ جسکے ذریعہ سے اونکو روش فقہ اور اوسکے اصل مسائل کے ادلہ تفصیلیہ کے ساتھ معرفت حاصل ہوگئی اور اوسکی دلیلون سے دوسرے مسئلون مین اونکو ملکہ غالب راے کا حاصل ہوگیا تھا اور بعض مین توقف عارض ہوا اسلیے وہ اور علماء کے مشاورت کرنے کے محتاج ہوئے کیونکہ اونکے لیے تمامی اسباب اجتہاد کے فراہم نہوئے جیساکہ مجتہد مطلق کے لیے کامل ہوگئی پس اسلیے وہ بعض مین مجتہد اور بعض مین غیر مجتہد ہے اور صحابہ اور تابعین سے بطور تواتر ثابت ہے کہ اونکو جب کوئی حدیث پہونچتی تھی تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اوسپر عمل کرتے تھے اور دو سو برس کے بعد لوگون مین مذہب معین اختیار کرنے کا دستور نکلا اور اوسوقت مین بہت کم لوگ ایسے تھے جو مذہب معین پر اعتماد نکرتے ہون اور اوس زمانہ مین گویا یہ واجب ہوگیا +

وسبب ذلك ان المشتغل بالفقہ لا یخلو من حالتین احدهما ان یکون
اکبر همه معرفة المسائل التی قد اجاب فیها المجتهدون من قبل من ادلتها
التفصیلیة ونقدها وتنقیح مأخذها وترجیح بعضها علی بعض وهذا امر جلیل
لا یتم له الا بامام یأتم به قد کفی مؤنة فرش المسائل وایراد الدلائل فی کل
باب باب فیستعین بذلک ثم یشتغل بالنقد والترجیح ولولا هذا الامام
صعب علیه ولا معنی لارتکاب امر صعب مع امکان الامر السهل ولا بد لهذا المقتدی
ان یستحسن شیئا مما سبق الیه امامه ویستدرک علیه شیئا فان کان استدراکه
اقل من موافقته عد من اصحاب الوجوه فی المذهب وان کان اکثر
لم یعد تفرده وجها فی المذهب وکان مع ذلک منتسبا الی صاحب المذهب
فی الجملة ممتازا عمن یأتم بامام آخر فی کثیر من اصول مذهبه وفروعه

ترجمہ اور اسکا یہ سبب ہے کہ مشتغل بالفقہ دو حال سے خالی نہیں ایک یہ کہ اوسکی
بڑی ہمت اون مسائل کا پہچاننا ہے جنمیں مجتہدین سابقین اُنکے ادلۂ تفصیلیہ
سے اوسکا جواب دے چکے اور اوسکی تنقید اور اوسکے ماخذ کی تنقیح اور بعض پر بعض
کی ترجیح وغیرہ سب کچھ کر چکے ہیں اور یہ ایسا جلیل الشان امر ہے کہ بدون کسی امام
کے پیروی کے پورا نہیں ہوسکتا اور چونکہ درستگی مسائل اور ہر ہر باب میں ایراد دلائل
کی مشقت کو وہ لوگ برداشت کر چکے تھے اسلیے یہ اونسے اسمیں مدد لینے لگے اور پھر
تنقید و ترجیح میں مشتغل ہوے اور اگر اونکا یہ امام نہوتا تو اوسپر بڑی مشکل پڑتی اور پھر
ارتکاب امر صعب کے ساتھ امکان امر سہل کے کیا معنی ہوتے اور اس مقتدی کے لیے یہ ضرور
ہوا کہ اپنے اماموں کی طرز و روش کو اچھی طرح جانے اور اوسپر اور کچھ بڑھا دے اور اوسکو
سنبھالے پس اوسکا استدراک اوسکی موافقت سے اگر اقل ہوتا ہے تو اصحاب الوجوہ فی المذہب
میں شمار کیا جاتا ہے اور اگر اکثر ہے تو اوسکا تفرد وجہ فی المذہب میں نہیں گنا جاتا اور باوجود
اسکے بھی کسی صاحب المذہب کیطرف فی الجملہ ایسے طور پر اوسکی نسبت کی جاتی ہے کہ جنکی وہ
پیروی کرتا ہے جیسے دوسرے اماموں سے بہت سے اصول مذہب اور فروع میں ممتاز رہتا ہے

وقد يوجد لمثل هذا بعض مجتهدات لم يسبق بالجواب فيها اذ الوقائع متتابعة
والباب مفتوح فيأخذها من الكتاب والسنة وآثار السلف من غير اعتماد
على امامه ولكنها قليلة بالنسبة الى ما سبق بالجواب فيه وهذا هو المجتهد
المطلق المنتسب وثانيهما ان يكون اكبر همته معرفة المسائل التي يستفتيه المستفتون
مما لم يتكلم فيه المتقدمون وحاجته الى امام يأتي به في الاصول الممهدة في كل
باب باب اشد من حاجة الاول لان مسائل الفقه متعانقة متشابكة فروعها
يتعلق بامهاتها فلو ابتدأ هذا بتنقيد مذاهبهم وتنقيح اقوالهم لكان ملتزما لما
لا يطيقه ولا يتفرغ منه طول عمره فلا سبيل له الى ما يهمه الا ان يحمل النظير فيما سبق فيه
ويتصرف بتفاريعه وقد يوجد لمثل هذا استدراكات على امامه بالكتاب والسنة
وآثار السلف والقياس لكنها قليلة بالنسبة الى موافقاته وهذا هو المجتهد في المذهب

ترجمہ اور ایسوں میں بعض مجتہدات ایسے بھی پائے جاتے ہیں جنکا جواب پہلوں نے بھی
نہیں دیا ہے کیونکہ وقائع یکے بعد دیگرے واقع ہوا کرتے ہیں اور اسکے دروازے کھلے ہیں پس وہ اخذ
کرتا ہے کتاب اور سنت اور آثار سلف سے بغیر اعتماد کے اپنے امام پر لیکن یہ پہلو جواب کی
بہ نسبت کم ہے اور یہ مجتہد مطلق منتسب ہے اور دوسرا وہ ہے کہ جسکی بڑی ہمت اون مسائل کا پہچاننا ہے
جنکو لوگوں نے اس سے پوچھا اور متقدمین نے اسمیں کچھ کلام نہیں کیا اور اسکی حاجت ایسے
امام مقتدی کیطرف جسکے اصول ممہدہ کے ہر ہر باب میں یہ پیروی کرتا ہے پہلے سے زیادہ ہے کیونکہ
مسائل فقیہ ایک دوسرے میں ملے ہوئے اور باخود باہم چمٹے ہوئے اور اوسکے تمامی فروع اپنی اصول
میں لگے ہوئے ہیں پس اگر یہ اونکے مذاہب کی تنقید اور اونکے اقوال کی تنقیح کرنے لگے
تو اپنے اوپر ایسے امر کا لازم کرنے والا ہوگا جسکی وہ طاقت نہیں رکھتا ہے اور عمر بھر اس سے
فارغ نہو سکیگا پس اوسکے ان مشکلات کے دفع کی کوئی صورت نہیں ہے مگر یہی کہ جو اسکے
پہلے ہو گیا ہے اونھیں امور پر نظیروں کو حمل کرتا اور تفریعوں کو متفرع کرتا جاوے اور کبھی
اسکو بہت سے استدراکات اپنے امام پر کتاب اور سنت اور آثار سلف اور قیاس سے ملتے ہیں
لیکن وہ بہ نسبت اسکی موافقات کے کم ہوتے ہیں اور یہ مجتہد فی المذہب ہے ✠

له اسے محو ہوا تکرار ہو ۱۲ سه یعنی مسائل مجتہدہ ۱۲ محمود

واما الحالة الثالثة وهي ان يستفرغ جهده اولا في معرفة ادلة ما سبق اليه ثم
يستفرغ جهده ثانيا في التفريع على ما اختاره واستحسنه فهي حالة بعيدة غير
واقعة لبعد العهد عن زمان الوحي واحتياج كل عالم في كثير مما لا بد له في علمه
الى من مضى من رواية الاحاديث على تشعب متونها وطرقها ومعرفة مراتب
الرجال ومراتب صحة الحديث وضعفه وجمع ما اختلف من الاحاديث والآثار
والتنبه لماخذ الفقه منها ومن معرفة غريب اللغة واصول الفقه ومن
رواية المسائل التي سبق التكلم فيها من المتقدمين مع كثرتها جدا او
تباينها واختلافها ومن توجيه افكاره في تمييز تلك الروايات وعرضها
على الكلالة فاذا انفد عمره فكيف يوفي حق التفاريع بعد ذلك والنفس
الانسانية وان كانت زكية لها حد معلوم تعجز عما وراءها

ترجمہ اور تیسری حالت یہ ہے کہ پہلے اپنی کوششون کو معرفت ادلہ ماسبقہ
مین صرف کرے اور پھر اوسکے بعد تفریعات مین جس طور پر اونکو اختیار کیا ہی یا مستحسن
سمجہا ہے لگاوے اور یہ حالت بعیدہ غیر واقعہ ہے بباعث دور ہوجانے اوس وقت کے
زمانہ وحی سے اور بباعث احتیاج ہر عالم کے اپنے بہت سے ضروری علمون مین
متقدمین کی طرف مختلف المتون اور مختلف الطرق حدیثون کی روایت مین اور
معرفت مراتب رجال اور مراتب صحت حدیث اور اوسکے ضعف مین اور احادیث
وآثار مختلفہ کے جمع کرنے مین اور اونسے ماخذ فقہ کے خبردار ہونے مین اور لغات
غریبہ اور اصول فقہ کے پہچاننے مین اور روایت کرنے سے اون مسائل کے
جنمین متقدمین کلام کرچکے ہین باوجود کثرت اور تباین اور اختلاف اوسکے اور
توجیہ سے اپنی فکر کی ان روایات کے تمیز کرنے مین اور دلالت پر اسکے کرنے
سے پس جب اپنی عمر کو اسمین تمام کرڈالیگا تو حق تفاریع کو اسکے بعد کیونکر
ادا کریگا اور نفس انسانی کتنا ہی پاک ومقدس ہو توبھی اوسکے لیے ایک
حد معین ہے کہ اوسکے آگے وہ عاجز ہوجاتا ہے

وانما كان هذا متيسر للطراز الاول من المجتهدين حين كان العهد قريبا
والعلوم غير متشعبة على انه لم يتيسر ذلك ايضا الا لنفوس قليلة وهم مع ذلك
كانوا مقيدين بمشائخهم معتمدين عليهم ولكن لكثرة تصرفاتهم في العلم صاروا مستقلين
وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث يشعرون
او لا يشعرون ومن شواهد ما ذكرناه كلام الفقيه ابن زياد الشافعي اليمني في فتواه
حيث سئل عن مسئلتين اجاب فيهما البلقيني بخلاف مذهب الشافعي فقال
في الجواب انك لا تعرف توجيه كلام البلقيني ما لم تعرف درجته في العلم فانه امام مجتهد
مطلق منتسب غير مستقل من اهل التخريج والترجيح واعني بالمطلق المنتسب من له الترجيح
وترجيح بخلاف الراجح في المذهب للامام الذي ينتسب اليه وهذا حال كثير من جهابذة
الاكابر اصحاب الشافعي من المتقدمين والمتاخرين وسياتي ذكرهم وترتيبهم في طبقاتهم

ترجمہ اور پہلے طرز کے مجتہدین کے لیے جب زمانہ وحی کا قریب اور علوم بھی بہت شاخ
بشاخ نہوئے تھے البتہ یہ آسان تھا مگر تو بھی یہ بہت ہی کم لوگون کو میسر ہوا اور پھر وہ بھی
اپنے مشائخ کے مقتدی اور اونپر اعتماد کرنے والے تھے لیکن علوم مین بہت گھسے رہنے
سے وہ خود مستقل ہو گئے الحاصل ان مجتہدین کا مذہب بمذہب ہونا اور لوگون کا اسکو
اختیار کرنا ایک بھید ہے جسکو اللہ تعالے نے علما کو الہام کیا اور انکو اسپر جمع
کر دیا چاہین وہ اسکو جانین یا نجانین اور اسکی خبر رکھین یا نہ رکھین اور جو ہم نے
ذکر کیا ہے اسکے شواہد سے کلام فقیہ ابن زیاد شافعی الیمنی کا اونکے فتوا مین ہے
جبکہ وہ سوال کیے گئے ان دو مسئلون سے کہ جنمین بلقینی نے بخلاف مذہب شافعی
کے جواب دیا تھا اونہون نے کہا کہ تو بلقینی کے توجیہ کلام کو نہین جان سکتا جبتک کہ علم
مین تو اونکے درجہ کو نجانے کیونکہ وہ امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل اہل تخریج اور ترجیح
سے ہے اور منتسب مطلق سے مین اوسکو مراد لیتا ہون جسکو ایسی ترجیح کا اختیار ہو جو اپنے امام مذہب
کے راجح کی خلاف کر سکتا ہو اور یہ حال بہت سے متقدمین و متاخرین اکابر علماء شافعی کا ہے
اور قریب ہے اونکا ذکر اور اونکے درجات کی ترتیب کا بیان آتا ہے ٭

ترجمہ ابن زیاد ۱۲ محمد

ومن نظر البلقيني في سن المجتهدين المطلقين المنتسبين تلميذه الولي
ابو زرعة فقال قلت مرة لشيخنا الامام البلقيني ما يقصر بالشيخ تقي الدين
السبكي عن الاجتهاد وقد استكمل آلته وكيف يقلد قال ولم اذكره هو اي
تحرزا بشيخي استحياء منه لما اردت ان ارتب على ذلك فسكت فقلت فما عندي
ان الامتناع من ذلك الا للوظائف التي قدرت للفقهاء على المذاهب الاربعة
وان من خرج عن ذلك واجتهد لم ينله شيء من ذلك وحرم ولاية القضاء وامتنع
الناس من استفتائه ونسب للبدعة فتبسم ووافقني على ذلك انتهى قلت اما
انا فلا اعتقاد ان المانع لهم من الاجتهاد ما اشار اليه حاشا منصبهم العلي
عن ذلك وان يتركوا الاجتهاد مع قدرتهم عليه لغرض القضاء والاسباب هذا
مما لا يجوز لاحد ان يعتقده فيهم وقد تقدم ان الراجح عند الجمهور وجوب الاجتهاد
في مثل ذلك وكيف ساغ للولي نسبتهم الى ذلك ونسبة البلقيني الى موافقته على ذلك

ترجمہ اور انلوگوں میں سے کہ جنکو بلقینی نے سلک مجتہدین مطلقین منتسبین میں نظم کیا ہو اونکا
شاگرد رشید ابو زرعہ ہی اونہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے شیخ امام بلقینی سے کہا کہ کس چیز نے شیخ تقی الدین
سبکی کو اجتہاد سے روک رکھا ہے حالانکہ اونکے پاس اسکا سب سامان کامل مہیا ہے پھر وہ کیونکر
تقلید کرتا ہے کہا ابو زرعہ نے کہ چونکہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اوسکو اسپر ترتیب دونگا اسلیے شرم کے مارے
میں نے شیخ بلقینی سے اوسکو ذکر نکیا اور چپ رہگیا تب میں نے کہا کہ میرے نزدیک اس امتناع کی کوئی
اور وجہ نہیں مگر وہی وظیفے جو فقہاء مذاہب اربعہ کے لیے مقرر ہیں اور اگر ایک بار بھی اس سے نکلیں اور
اجتہاد کریں تو ان میں سے انکو کچھ نملے اور ولایت قضا سے محروم رہیں اور لوگ انسے فتوی پوچھنا چھوڑ دیں اور
بدعتی کہنے لگیں پس اسکو سنکر وہ ہنس پڑے اور اسپر میری موافقت کی لیکن میں کہتا ہوں کہ میرے
نزدیک اونکے لیے اجتہاد سے مانع وہی امر نہ تھا جسکو ابو زرعہ نے اشارہ بیان کیا ہے کیونکہ اونکا منصب
ان سببوں سے اور خصوص اس امر سے کہ باوجودیکہ وہ اجتہاد پر قادر ہوں اور اسکو انہیں منصب
قضا وغیرہ کے سبب سے چھوڑ دیں بہت ہی دور تھا اور کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اونکی شان میں یہ اعتقاد
رکھے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجح نزدیک جمہور کے ایسی حالت میں وجوب اجتہاد ہے پھر کیونکر ایک

وقد قال الجلال السيوطي في شرح التنبيه في باب الطلاق ما لفظه وما وقع من الائمة
من الاختلاف من تغير الاجتهاد فيصحح في كل موضع ما ادى اليه اجتهادهم في ذلك
الوقت وقد كان المصنف يعني صاحب التنبيه من الاجتهاد بالمحل الذي لا ينكر فقد صرح
غيره من الائمة بانه وابن الصباغ وامام الحرمين والغزالي بلغوا رتبة الاجتهاد
المطلق وما وقع في فتاوى ابن الصلاح من انهم بلغوا رتبة الاجتهاد في المذهب دون
المطلق فمراده انهم كانت لهم درجة الاجتهاد المنتسب دون المستقلة وان المطلق
كما قرره هو في كتاب اداب الفتيا والنووي في شرح المهذب نوعان مستقل وقد
فقد من راس الاربعمائة فلم يمكن وجوده ومنتسب هو باق الى ان ياتي اشراط
الساعة الكبرى ولا يجوز انقطاعه شرعا لانه فرض كفاية ومتى قصر اهل عصر
حتى تركوه اثموا كلهم وعصوا باسرهم كما صرح به الاصحاب
منهم الماوردي في الحاوي والروياني في البحر والبغوي في التهذيب وغيرهم

ترجمہ اور جلال الدین سیوطی نے شرح التنبیہ کے باب الطلاق مین جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اماموں سے
جو اختلاف واقع ہوا وہ تغیر اجتہاد سے ہے پس جن مقامو نمین اونکا اجتہاد اوسوقت پہونچا اوسکی طرف
تصحیح کرتے گئے اور مصنف یعنی صاحب تنبیہ اجتہاد کے ایسے محل مین تھا جسکا انکار نہین کیا جا سکتا
اور بہت سے اماموں نے تصریح کی ہے کہ وہ اور ابن الصباغ اور امام الحرمین اور غزالی اجتہاد مطلق کے
رتبہ کو پہونچ گئے تھے اور جو فتاوے ابن الصباغ مین واقع ہوا ہے کہ یہ لوگ رتبہ اجتہاد فی المذہب کو
پہونچے تھے نہ مطلق کو تو مراد اوسکی یہ ہے کہ اونکو درجہ اجتہاد منتسب حاصل تھا نہ مستقل اور اجتہاد مطلق
جیسا کہ خود اُسنے اپنی کتاب آداب الفتیا مین اور نووی نے شرح المہذب مین ثابت کیا ہے دو طرح پر ہے ایک
مستقل اور چونکہ یہ چوتھی صدی سے مفقود ہو گیا اسلیے اسکا وجود ممکن نہین اور دوسرا منتسب
اور وہ قیامت کی بڑی نشانیونکے آنے تک باقی رہیگا اور شرعاً اوسکا منقطع ہونا جائز نہین
کیونکہ وہ فرض کفایہ ہے اور جب کسی زمانہ والے اوس سے یہانتک قاصر ہونگے کہ اوسکو بالکل ہی چھوڑ دینگے
تو سبکے سب گناہگار اور بالکل نافرمان ہو جاوینگے جیسا کہ ہمارے اصحاب نے اسکی تصریح کی ہے بعض انمین
سے ماوردی ہین جنہون نے حاوی مین اور رویانی نے بحر مین اور بغوی نے تہذیب مین اور انکے غیر نے

ولا يتأدى هذا الفرض بالاجتهاد المقيد كما صرح به ابن الصلاح والنووي
في شرح المهذب والمسئلة مبسوطة في كتابنا المسمى بالرد على من اخلد الى الارض
وجهل ان الاجتهاد في كل عصر فرض ولا يخرج هؤلاء عن الاجتهاد المطلق
المنتسب من كونهم شافعية كما صرح به النووي وابن الصلاح في الطبقات
وتبعه ابن السبكي ولهذا صنفوا في كتب المذهب وافتوا وولوا وظائف
الشافعية كما ولي المصنف وابن الصباغ تدريس النظامية ببغداد وولي
امام الحرمين والغزالي تدريس النظامية بنيسابور وولي ابن عبد السلام
الجابية والظاهرية بالقاهرة وولي ابن دقيق العيد الصلاحية المجاورة
لمشهد امامنا الشافعي رضي الله عنه والفاضلية والكاملية
نعم من بلغ رتبة الاجتهاد المستقل فانه يخرج بذلك عن كونه شافعيا ولا ينقل اقواله

ترجمہ اور یہ فرض اجتہاد مقید سے ادا نہیں ہو سکتا جیسا ابن الصلاح نے اسکی
تصریح کی ہے اور نووی نے شرح مہذب میں مفصل بیان کیا ہے اور یہ مسئلہ ہماری اور
کتابوں میں جسکا نام رد علی من اخلد الی الارض وجہل ہے نہایت بسط و تفصیل سے بیان کیا
گیا ہے کہ اجتہاد ہر زمانہ میں فرض ہے اور یہ لوگ اجتہاد مطلق منتسب سے اپنے شافعی ہونے
سے خارج نہیں ہو سکتے جیسا کہ نووی اور ابن الصلاح نے طبقات میں اسکی
تصریح کی ہے اور ابن سبکی نے بھی اسکی تبعیت کی ہے اور اسلیے اونہوں نے اس مذہب
میں کتابیں تصنیف کیں اور فتوا دیا اور وظائف شافعیہ کے متولی ہوئے جیسا کہ
مصنف اور ابن الصباغ بغداد کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور
امام الحرمین اور غزالی نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور
ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ اور ظاہریہ کا متولی ہوا اور ابن دقیق العید
صلاحیہ کا جو ہمارے امام شافعی رح کے مشہد مقدس کے قریب ہے اور فاضلیہ اور کاملیہ
کا متولی ہوا لیکن وہ شخص کہ رتبہ اجتہاد مستقل کو پہونچ گیا ہے تو وہ اس سبب سے شافعی
ہونے سے خارج ہو گیا اور اُسکے اقوال کتب مذہب میں نقل نہیں کیے جا سکتے

ولا اعلم احدا بلغ هذه الرتبة من الاصحاب الا ابا جعفر بن جرير الطبري فانه
كان شافعيا ثم استقل بمذهب ولهذا قال الرافعي وغيره ولا يعد تفرده وجها
في المذهب انتهى وهو عندي حسن مما سلك الولي ابو ذرعة الا ان كلامه
يقتضي ان ابن جرير لا يعد شافعيا وهو مردود فقد قال الرافعي في اول كتاب الزكوة
من الشرح تفرد ابن جرير لا يعد وجها في مذهبنا وان كان معدودا في طبقات اصحاب
الشافعي قال النووي في التهذيب ذكره ابو عاصم العبادي في الفقهاء الشافعية
وقال هو من افراد علمائنا واخذ فقه الشافعي عن الربيع المرادي والحسن الزعفراني
انتهى ومعنى انتسابه الى الشافعي انه جرى على طريقته في الاجتهاد واستقراء الادلة وترتيب
بعضها على بعض ووافق اجتهاده اجتهاده واذا خالف احيانا لم يبال بالمخالفة
ولم يخرج عن طريقه الا في مسائل وذلك لا يقدح في دخوله في مذهب الشافعي

ترجمہ اور میں کسی کو نہیں جانتا کہ اصحاب میں سے اس رتبہ کو پہونچا ہو مگر ابو جعفر
ابن جریر الطبری کہ پہلے وہ شافعی تھا پھر اسکا ایک مستقل مذہب ہو گیا اسیلیے رافعی
وغیرہ نے کہا کہ اوسکا تفرد مذہب میں کوئی وجہ مثل وجوہ مذہب شمار کیا جائیگا انتہی اور میرے
نزدیک ولی ابو زرعہ کا یہ خیال بہت ہی پسندیدہ ہے مگر کلام اوسکا اس امر کو مقتضی ہے
کہ ابن جریر شافعیوں میں نہ معدود ہو تو یہ مردود ہے کیونکہ رافعی نے اسی شرح میں
کتاب الزکوۃ کی شروع ہی میں کہا ہے کہ ابن جریر کا تفرد ہمارے مذہب میں بطور وجہ
کے نہ معدود ہوگا اگرچہ وہ طبقات شافعیہ میں معدود ہے اور نووی نے شرح
تہذیب میں کہا ہے کہ ابو عاصم عبادی نے اوسکو فقہاء شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ
ہمارے علما سے ہے اور اوسنے فقہ شافعی کو ربیع مرادی اور حسن زعفرانی سے اخذ کیا ہے اور اوسکے
امام شافعی کیطرف منتسب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوسنے اپنے اجتہاد و استقراء ادلہ اور ادلہ کی باہم
ترتیب کو اونہیں کے طریقہ پر جاری کیا ہے اور اوسکا اجتہاد اونکے اجتہاد کے موافق ہوا ہے
اور جب کبھی اوسنے کچھ مخالفت کی تو اس مخالفت میں کچھ پروا نہ کی اور اونکے طریقہ سے
خارج ہوا مگر چند مسئلوں میں اور یہ انکے امام شافعی کے مذہب میں داخل ہونیکے لیے کوئی قادح نہیں

یعنی وہ وجوہ فی المذہب میں نہ معدود ہوگا ۱۲ لکھنوی

ومن هذا القبيل محمد بن اسمعيل البخاري فانه معدود في طبقات الشافعية
وممن ذكره في طبقات الشافعية الشيخ تاج الدين السبكي وقال انه تفقه
بالحميدي والحميدي تفقه بالشافعي واستدل شيخنا العلامة على ادخال البخاري
في الشافعية بذكرهم في طبقاتهم وكلام النووي الذي ذكرناه شاهد له وذكر
الشيخ تاج الدين السبكي في طبقاته ما تلخيصه ان المخرج اطلاقا فينظر ان
ذلك المخرج اذا كان ممن يغلب عليه المذهب والتقليد كالشيخ ابي حامد والقفال
عد من المذهب وان كان ممن يكثر خروجه كالمحمدين الاربعة يعني محمد بن جرير ومحمد بن خزيمة
ومحمد بن نصر المروزي ومحمد بن المنذر فلا يعد واما المزني وبعده ابن سريج فبين
الدرجتين لم يخرجوا خروج المحمدين ولم يتقيدوا تقيد العراقيين والخراسانيين انتهى
وذكر السبكي في طبقاته الشيخ ابا الحسن الاشعري امام اهل السنة والجماعة وقال انه
معدود من الشافعية فانه تفقه بالشيخ ابي اسحاق المروزي انتهى قول ابن زياد

ترجمہ اور اسی قبیل سے محمد بن اسمعیل بخاری ہیں کہ لوگوں نے انکو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے
اور جن لوگوں نے انکو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے اونمیں سے شیخ تاج الدین سبکی ہیں اور انہوں نے
کہا کہ بخاری نے حمیدی سے فقہ حاصل کی اور حمیدی نے امام شافعی سے فقہ کو سیکھا شیخ تاج الدین سبکی کے
بخاری کو طبقات شافعیہ میں ذکر کرنے سے ہمارے شیخ علامہ نے بخاری کو شافعیہ میں داخل کرنے پر
استدلال کیا ہے اور نووی کا وہ کلام جسکو ہمنے ذکر کیا ہے اوسکا شاہد ہے اور شیخ تاج الدین سبکی نے طبقات میں
جو ذکر کیا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس تخریج کو مخرج مطلق چھوڑدے تو دیکھا جائیگا کہ وہ مخرج اگر اون لوگوں میں
ہے کہ جنپر مذہب اور تقلید غالب ہے مانند شیخ ابی حامد اور قفال کے تو وہ اوس مذہب کے لوگوں میں شمار کیا جاویگا
اور اگر وہ اون لوگوں میں ہے کہ جو اکثر مذہب سے خارج ہو جایا کرتا ہے مانند محمدین اربعہ یعنی محمد بن جریر اور
محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر المروزی اور محمد بن المنذر کے تو وہ نہیں معدود ہوگا اور لیکن مزنی اور بعد اوسکے ابن
سریج تو یہ لوگ دونوں درجوں کے درمیان میں ہیں نہ تو محمدین کے مانند خارج ہیں اور نہ عراقیین و خراسانیین کے تقلید کے
مانند مقید انتہی اور ذکر کیا سبکی نے اپنے طبقات میں کہ شیخ ابو الحسن اشعری اہل سنت وجماعت کے امام ہیں اور
یہی کہا کہ یہ شافعیوں میں معدود ہیں کیونکہ اونہوں نے شیخ ابی اسحق مروزی سے فقہ حاصل کی ہے تمام ہوا قول ابن زیاد کا

محمدین اربعہ

ومن شواهد ما ذکرنا ایضا ما فی کتاب الانوار حیث قال والذین ینسبون الی مذهب الشافعی وابی حنیفة ومالک واحمد اصناف احدها العوام وتقلیدهم للشافعی متفرع علی تقلید المنتسب ثانی البالغون الی مرتبة الاجتهاد والمجتهد لا یقلد مجتهدا وانما ینسبون الیه لجریهم علی طریقه فی الاجتهاد واستعمال الادلة وترتیب بعضها علی بعض الثالث المتوسطون وهم الذین لم یبلغوا رتبة الاجتهاد ولکنهم وقفوا علی اصول الامام وتمکنوا من قیاس ما لم یجدوه منصوصا علی ما نص علیه وهؤلاء مقلدون له وکذا من یاخذ بقولهم من العوام والمشهور انهم لا یقلدون فی انفسهم لانهم مقلدون انتهی کلام الانوار فان قلت کیف یکون شیء واحد غیر واجب فی زمان وواجبا فی زمان اخر مع ان الشرع واحد فلیس قولک لم یکن الاقتداء بالمجتهد المستقل واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافیا

ترجمہ اور جو ہمنے کہا اسکے شواہد سے وہ بھی ہے جو کتاب الانوار مین ہے چنانچہ اوسمین کہا ہے کہ شافعی اور ابیحنیفہ و مالک واحمد کے مذہب کیطرف جو لوگ منسوب ہین وہ چند طرح پر ہین ایک اونمین سے عوام ہین اور اونکا امام شافعی کی تقلید کرنا منتسب کی تقلید پر متفرع ہے اور دوسرے وہ لوگ ہین جو اجتہاد کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے ہون حالانکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہین کرتا مگر باوجود اسکے بہی جو یہ لوگ اپنے کو اونکی طرف منسوب کرتے ہین تو اس سبب سے کہ انکا اجتہاد و استعمال ادلہ اور اوسکی ترتیب بایکدیگر اونہین کے طریقہ پر جاری ہے اور تیسرے درمیانی لوگ اور وہ وے ہین کہ مرتبہ اجتہاد کو نہین پہونچے ولیکن اپنے امام کے اصول سے واقفیت رکھتے ہین اور امور غیر منصوصہ کے قیاس پر بنا بر نصوص اپنے ائمہ کے قادر ہین اور یہ لوگ درحقیقت اونکے مقلد ہین اور ایسہی جو لوگ عوام مین سے اونکے اقوال کو اخذ کرتے ہین اور مشہور یہ ہے کہ فی نفسہ وہ مقلد نہین کیونکہ وہ مقلد ہین تمام ہوا کلام کتاب الانوار کا پس اگر کہے تو کہ کیونکر ایک چیز ایک زمانہ مین غیر واجب اور وہی چیز دوسرے زمانہ مین واجب ہو گئی باوجودیکہ شرع ایک ہی ہے پس تمہارا یہ کہنا کہ ایک مجتہد مستقل کی اقتدا واجب نہ تھی پھر واجب ہو گئی نہین ہے مگر قول متناقض اور متنافی

قلت الواجب الاصلي هو ان يكون في الامة من يعرف الاحكام الفرعية من ادلتها التفصيلية اجمع على ذلك اهل الحق ومقدمة الواجب واجبة ولما كان الواجب طرق متعددة وجب تحصيل طريق من تلك الطرق من غير تعيين واذا تعين لطريق واحد وجب ذلك الطريق بخصوصه كما اذا كان الرجل في مخمصة شديدة يخاف منها الهلاك وكان لدفع مخمصة طرق من شراء الطعام والتقاط الفواكه من الصحراء واصطياد ما يتقوت به وجب تحصيل شيء من هذه الطرق لا على التعيين فاذا وقع في مكان ليس هناك صيد ولا فواكه وجب عليه بذل المال في شراء الطعام وكذلك كان للسلف في تحصيل هذا الواجب كان الواجب تحصيل طريق من تلك الطرق لا على تعيين ثم انسدت تلك الطرق الا طريق واحد فوجب ذلك الطريق بخصوصه

ترجمہ تو اسکے جواب میں میں یہ کہتا ہون کہ واجب اصلی تو یہی ہے کہ امت میں ایسا شخص ہو جو احکام فرعیہ کو اونکے ادلہ تفصیلیہ سے جانتا ہو اسپر تمامی اہل حق کا اجماع ہے اور مقدمہ واجب کا واجب ہوا کرتا ہے اور جب کسی واجب کے طرق متعدد ہون تو تحصیل کسی ایک طریقے کے اون طریقون میں سے بغیر تعیین کے واجب ہے اور جب اوسکے لیے کوئی ایک طریقہ متعین ہو جاوے تو وہی طریقہ مخصوص واجب ہوگا مثلاً جب کوئی ایسے مخمصہ شدیدہ میں مبتلا ہو جاوے کہ جس سے اپنی ہلاکت کا خوف کرتا ہو اور دفع مخمصہ کے بہت سے طریقے ہیں مثل کھانا مول لینے اور صحرا سے میوہ چن لینے اور بمقدار اپنی قوت کے شکار کر لینے وغیرہ سے تو کسی شے کا ان طریقون میں سے لا علی التعیین حاصل کرنا واجب ہے پس اگر کوئی شخص ایسے مکان میں محصور ہو جہان نہ کوئی شکار ہو اور نہ کوئی میوہ تو اوسپر کھانا مول لینے کے لیے مال ہی خرچ کرنا واجب ہوگا ایسی سلف کے لیے اس واجب کے حاصل کرنے میں بہت سے طریقے تھے اور ان طریقون میں سے بغیر تعیین کے ایک ہی طریقہ حاصل کرنا واجب تھا اور پھر بعد وہ سب طریقے مسدود ہو گئے مگر ایک ہی طریقہ باقی رہ گیا پس اب مخصوص وہی طریقہ واجب ہوا

وكان السلف لا يكتبون الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث واجبة لان
رواية الحديث لا سبيل لها اليوم الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون
بالنحو واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا
معرفة اللغة العربية واجبة لبعد العهد عن العرب الاول وشواهد ما نحن فيه
كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان يقاس وجوب التقليد لامام بعينه فانه قد يكون
واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان الانسان جاهل في بلاد الهند او بلاد
ما وراء النهر وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من
كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم عليه ان
يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى
مهملا بخلاف ما اذا كان في الحرمين فانه متيسر له هناك معرفة جميع المذاهب
ولا يكفيه ان يأخذ بالظن من غير ثقة ولا ان يأخذ من السنة العوام ولا ان
يأخذ من كتاب غير مشهور كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق

ترجمہ اور سلف حدیثوں کو نہ لکھتے تھے پھر اب آجکل ہمارے زمانہ میں کتابت حدیث واجب ہو گئی کیونکہ
آجکل بجز معرفت ان کتابوں کے روایت حدیث کی کوئی سبیل نہیں اور سلف نحو و لغت سے نہ مشتغل تھے
اور چونکہ اونکی زبان عربی تھی اسلیے وہ ان فنون کے محتاج بھی نہ تھے پھر آجکل ہمارے زمانہ میں عرب
اول کے زمانہ سے بہت دور ہو جانے سے عربی زبان کا سیکھنا واجب ہو گیا او علی ہذا القیاس اسکے اور بھی
بہت سے شواہد و نظیریں ہیں پس مناسب ہے کہ اسی پر وجوب تقلید امام معین کو قیاس کیجاے کہ کبھی تو وہ واجب ہوتی ہے
اور کبھی نہیں مثلاً جب کوئی جاہل آدمی ہند یا ماوراء النہر کے شہر میں ہو اور وہاں کوئی عالم
شافعی و مالکی و حنبلی نہیں پایا جاتا اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہیں ملتی تو اوسپر واجب
ہے کہ ابو حنیفہ کی تقلید کرے اور حرام ہے کہ اونکے مذہب سے خارج ہو کیونکہ اسحالت میں اگر اونکے
مذہب سے نکلیگا تو ربقۂ شریعت کو اپنی گردن سے نکالیگا اور محض سدی و مہمل باقی رہجائیگا بخلاف
اس حالت کہ جب وہ حرمین شریفین میں ہو کیونکہ اوسکو وہاں تمامی مذاہب کی معرفت میسر ہے
ورنہ اسکو یہی کافی نہیں ہے کہ بحسب ظن و گمان کے غیر ثقہ لوگوں سے اخذ کرے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ عوام

واعلم ان المجتهد المطلق من جمع خمسة من العلوم قال النووی فی المنهاج وشرط القاضی مسلم مکلف حر ذکر عدل سمیع بصیر ناطق کاف مجتهد وهو ان یعرف من القرآن والسنة ما یتعلق بالاحکام وخاصه وعامه ومجمله ومبینه وناسخه ومنسوخه ومتواتر السنة وغیره والمتصل والمرسل وحال الرواة قوة وضعفا ولسان العرب لغة ونحوا واقوال العلماء من الصحابة ومن بعدهم اجماعا واختلافا والقیاس بانواعه ثم اعلم ان هذا المجتهد قد یکون مستقلا وقد یکون منتسبا الی المستقل والمستقل من امتاز من سائر المجتهدین بثلاث خصال کما تری ذلک فی الشافعی ظاهرا احدها ان یتصرف فی الاصول والقواعد التی یستنبط منها الفقه کما ذکر ذلک فی اوائل الام حیث عد صنیع الاوائل فی استنباطهم واستدرک علیهم

ترجمہ اور جان تو کہ مجتہد مطلق وہ ہی کہ جسمین پانچ طرح کا علم جمع ہوئے چنانچہ نووی نے منہاج مین کہا ہی اور شرط قاضی ہونے کے مسلم مکلف حر ذکر عدل سمیع بصیر ناطق کافی مجتہد ہی اور مجتہد وہ ہی کہ جو قرآن اور سنت مین سے اون امور کو جو احکام سے متعلق ہین پہچانتا ہو اور اسکے خاص اور عام اور مجمل اور مبین اور ناسخ و منسوخ اور سنن متواترہ اور غیر متواترہ اور متصل و مرسل کو جانتا ہو اور راویون کے حال کو از روے قوت و ضعف کے اور زبان عرب کو از روے لغت و نحو کے اور اقوال علماء کو صحابہ و تابعین و تبع تابعین مین سے از روے اجماع و اختلاف کے اور قیاس کو اسکے انواع کے ساتھ پہچانتا ہو پھر یہ بھی جان رکھو کہ یہ مجتہد کبھی مستقل ہوتا ہی اور کبھی کسی مستقل کیطرف منتسب ہوتا ہی اور مستقل وہ ہی کہ تمامی مجتہدین سے تین خصلتون مین ممتاز ہو جیسا کہ تم امام شافعی مین یہ باتین ظاہر ظاہر دیکھتے ہو ایک یہ کہ اصول اور اون قواعد مین تصرف کرے جن سے فقہ مستنبط ہو جیسا کہ اس کو امام شافعی رحمہ اللہ نے اوائل ام مین ذکر کیا ہے جہان کہین صنیع اوائل کو اونکے استنباط مین شمار کرکے استدراک کیا ہے

وکما اخبرنا شیخنا ابو طاہر محمد بن ابراہیم المدنی عن شیخہ المکیین الشیخ حسن بن علی العجمی والشیخ احمد النخلی عن الشیخ محمد بن العلاء البابلی عن ابراہیم بن ابراہیم اللقانی وعبد الرؤف البطلاوی وعن الجلال ابی الفضل السیوطی عن ابی الفضل المرجانی اجازۃ عن الحافظ الحجۃ عن ابی الفرج الغزی عن یونس بن ابراہیم الدبوسی وعن ابی الحسن المقیری عن ا[illegible]ل بن سہل الاسفرای ابی بکر احمد بن علی الخطیب اخبرنا ابو نعیم الحافظ حدثنا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حدثنا حاتم یعنی الرازی حدثنی یو[illegible] بن عبد الاعلی قال قال محمد بن ادریس الشافعی الاصل قرآن وسنۃ فان لم یکن فقیاس علیہما واذا ا[illegible]ل الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصح الاسناد منہ فہو سنۃ والاجماع ا[illegible] من [illegible] والحدیث علی ظاہرہ واذا احتمل المعانی فما اشبہ منہا ظاہرہ[illegible]

ترجمہ اور جیسا کہ خبر دی ہمکو ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم المدنی نے اپنے شیخ [illegible] شیخ حسن بن العجمی اور شیخ احمد نخلی سے اونہوں نے شیخ محمد بن العلاء البابلی [illegible] اونہوں نے ابراہیم بن ابراہیم اللقانی اور عبد الروف بطلاوی اور جلال ابی الفضل سیوطی سے وہ ابی الف[illegible] المرجانی سے از روے اجازت کے حافظ الحجۃ ابی الفرج الغزی سے وہ یونس بن ابراہیم الدبوسی سے وہ ابی الحسن بن المقیری سے وہ الفضل بن سہل الاسفراینی ابی بکر احمد بن علی الخطیب سے اونہوں نے کہا کہ خبر دی مجھکو ابو نعیم حافظ نے اونہوں نے کہا کہ حدیث کیا مجھکو ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب نے اونہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھسے حاتم یعنے رازی نے اونہوں نے کہا کہ حدیث کی مجھے یونس بن عبد الاعلی نے اونہوں نے کہا کہ فرمایا محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ تعالی نے کہ اصل قرآن اور سنت ہی ہیں اگر کسی مسئلہ کا جواب ا[illegible] نہو تو وہ ہی جو انپر قیاس کیا گیا ہو اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باسناد صحیح کوئی حدیث پہونچی تو وہی سنت ہو اور اجماع اکبر ہو خبر مفرد سے اور اعتبار حدیث کا اوسکے ظاہر پر ہو اور جب اسکے معانی محتمل ہوں تو اوسمیں سے جو ظاہر معانی کو تشابہ ہو اوسیکی طرف رجوع کرنا چاہیے

[illegible]

واذا اتکافات الاحادیث فاصحہا اسنادا اولہا ولیس المنقطع بشیئ ما عدا منقطع ابن المسیب ولا یقاس اصل علی اصل ولا یقال الاصل لم وکیف وانما یقال للفرع لم فاذا صح قیاسہ علی الاصل صح فقامت بہ الحجۃ انتہی وثانیہا ان یجمع الاحادیث والآثار فیحصل احکامہا ویتنبہ لماخذ الفقہ منہا ویجمع مختلفہا ویرجح بعضہا علی بعض ویعین بعض محتملہا وذلک قریب من ثلثی علم الشافعی فیما نری واللہ اعلم وثالثہا ان یفرع التفاریع التی ترد علیہ مما لم یسبق بالجواب فیہ من القرون المشہود لہا بالخیر وبالجملۃ لیکون کثیرا لتصرفات فی ہذہ الخصال فائقا علی اقرانہ سابقا فی حلبۃ رہانہ مبرزا فی میدانہ

ت اور جب مختلف حدیثون کا ہجوم ہو تو ان مین سے جسکی سند اصح ہو وہی اولے ہو اور کوئی منقطع سوا منقطع ابن المسیب کے کچھ نہین اور کوئی اصل کسی اصل پر نہ قیاس کیجاسے اور یہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ اصل کیون ہوا اور کیونکر ہے ہان فرع کے لیے البتہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کیون ہے اور جب قیاس اوسکا اصل پر صحیح ہوا تو اوسکے ساتھ حجت قائم ہو سکتی ہے انتہے اور دوسری خصلت یہ ہو کہ احادیث وآثار کو جمع کرسکے اوسکے احکام کو حاصل کرے اور اوس سے ماخذ فقہ پر خبردار ہو جاے اور اوسکے مختلف کو جمع کرے اور اور بعض کو بعض پر ترجیح دے اور بعض محتمل کو معین کرے اور یہ قریب دو تہائی علم شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہے جو تو دیکھتا ہے اور تیسری خصلت یہ ہے کہ جتنی تفریعین اس پر ایسی وارد ہو تی جاتی ہین جنکا جواب قرون مشہود لہا بالخیر مین نہین ہے ان سبکی بہی تفریع کرنا چاہیے اور بالجملہ وہ ان صفتون مین کثیر التصرف اور اپنے اقران مین فائق اور اس گھوڑ دوڑ مین سابق اور اوسکے میدان مین آگے نکلنے والا ہو

خصلت تیسری

وخصلة رابعة تتلوها وهي ان ينزل لها قبول من السماء فيقبل الى علمه جماعات من العلماء من المفسرين والمحدثين والاصوليين وحفاظ كتب الفقه ويمضي على ذلك القبول والاقبال قرون متطاولة حتى يدخل ذلك في صميم القلوب والمجتهد المطلق المنتسب هو الذي المسلم له في خصلة الاولى الجاري مجراه في الخصلة الثانية والمجتهد في المذهب هو الذي سلم منه الاولى الثانية وجرى مجراه في التفريع على منهاج تفاريعه ولنضرب لذلك مثلا فنقول كل من تطبب في هذه الازمنة المتاخرة اما ان يكون يقتدي باطباء اليونان او باطباء الهند فهم بمنزلة المجتهد المستقل ثم ان كان هذا الطبيب يعرف خواص الادوية وانواع الامراض وكيفية ترتيب الاشربة والمعاجين بعقله بان تنبيه لذلك من تنبيههم حتى صار على يقين من امره من غير تقليد واقتدر على ان يفعل كما فعلوا فيعرف خواص العقاقير التي لم ... بالتكلم فيها

ترجمہ اور اسکے پیچھے چوتھی خصلت یہ ہے کہ اوسکی قبولیت آسمان سے نازل ہوئیں اور اوسکے علم کیطرف علماء مفسرین اور محدثین اور اصولیین اور حفاظ کتب فقہ کے جماعت متوجہ ہو جاوے اور یہ قبول اور توجہ زمانہاے دراز تک جاری رہے اور یہ باتین لوگون کے دلمین گھس جائین اور مجتہد مطلق منتسب وہ پیشوا ہے جسمین خصلت اولی مسلم اور دوسری قائم مقام ہو اور مجتہد فی المذہب وہ ہے کہ جسکی خصلت اولی اور ثانیہ مسلم ہون اور قائم مقام اوسکے ہو تفریع مین اوپر روش تفاریع اوسکے اور اسکے لیے ہم ایک مثال بیان کرتے ہین پس کہتے ہین کہ اس اخیر زمانے مین جو شخص طبابت کرتا ہے تو وہ طباء یونانکی اقتدا کرتا ہے یا اطباء ہند کی پس وہ لوگ بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اس طبیب نے خواص ادویہ اور انواع امراض اور کیفیت ترتیب اشربہ اور معاجین کو اپنی عقل سے پہچان لیا ہے اونکے خبردار کرنے سے ایسا خبردار ہو گیا ہے کہ اونکے امر پر بدون تقلید کے اوسکو ایسا مرتبہ یقین کا حاصل ہو گیا ہے کہ جو کچھ وہ علاج کرتے تھے ویسا ہی اونکے کرنے پر قادر ہو گیا ہے اس سبب سے اون عقاقیر کے خواص کو بھی پہچانتا ہے جسمین وہ لوگ کچھ نہ بولے تھے

خصلت چوتھی

اسکے اطباء الیونان واطباء الهند ۱۲ محمد عبد ...

سکے یعنی اطباء یونان یا ہند ۱۲ بہ

وبیان اسباب الامراض وعلاماتها ومعالجاتها مما لم یصل السابقون وزاحم الاوائل فی بعض ما تکلموا قبل ذلک منہ فھو بمنزلۃ المجتہد المطلق المنتسب وان سلم ذلک منہم من غیر تعیین کامل وکان اکثر ھمتہ ترتیب الاشربۃ والمعاجین من تلک القواعد الممہدۃ کاکثر متطببۃ ھذہ الازمنۃ المتاخرۃ فھو بمنزلۃ المجتہد فی المذھب کذلک کل من نظم الشعر فی ھذہ الازمنۃ ان یقتدی فی ذلک باشعار العرب ویختار اوزانہم وقوافیہم واسالیب قصائدھم او باشعار العجم فہم بمنزلۃ المجتہد المستقل ثم ان کان ھذا الشاعر مخترعا الانواع من الغزل والتشبیب والمدح والھجو والوعظ واتی بالعجب العجاب فی الاستعارات والبدائع ونحوھا مالم یسبق الی مثلہ بل تنبہ لذلک من بعض صنائعہم واخذ النظیر بالنظیر وقاس الشیئ بالشیئ واقتدر علی ان یخترع بحرا لم یتکلم فیہ من قبلہ

ترجمہ اور بیان اسباب امراض اور اونکی اون علامات اور معالجات کو بھی جانتا ہے جسکی اسکے پہلون نے کچھ خبرداری نکی تھی اور اگلو ہنے ان بعض گفتگو مین مزاحمت کی ہو ایسا اون لوگون سے بہت ہی کم ہوا پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہے اور اگر یہ اون لوگون سے بدون تعیین کامل کے مسلم ہو اور اکثر ہمت اوسکے بنانے مین اشربہ اور معاجین کے اونہین قواعد ممہدہ پر ہے جیسے اکثر اس اخیر زمانہ کے طبیب ہین تو وہ بمنزلہ مجتہد فی المذہب کے ہے اور اسیطرح سے جو لوگ اس زمانہ مین شعر کہتے ہین وہ اسمین اشعار عرب کے اقتدا کرتی ہین اور اونکے اوزان اور قوافی اور اسالیب قصاید کو اختیار کرتے ہین یا اشعار عجم کی پیروی کرتے ہین پس وہ لوگ اسمین بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اگر یہ شاعر اختراع کرنیوالا ہے انواع غزل اور تشبیب اور مدح اور ہجو اور وعظ کو اور اپنے استعارات اور بدائع وغیرہا مین ایسے عجیب العجاب لایا کرتا ہے کہ جسکی نظیر سابقین مین نہین پائی جاتی بلکہ اسکو اسنے اونکے بعض صنائع سے اڑا لیا ہو اور نظیر کو نظیر کے ساتھ اخذ کیا ہو اور ایک شے کو دوسری شی پر قیاس کر کے ایسے بحر کی اختراع کرنے پر قادر ہو گیا جسمین متقدمین نے کچھ کلام نکیا تھا

او اسلوبًا جدیدًا کنظم المثنوی والرباعیۃ ورباعۃ الردیف اعنی کلمۃ تامۃ یعیدھا فی کل بیت بعد القافیۃ یفعل کل ذلک فی الشعر العربی فھو بمنزلۃ المجتھد المطلق وان لم یکن مخترعًا وانما یتبع طرقھم فقط فھو بمنزلۃ المجتھد فی المذھب وھکذا الحال فی العلم التفسیر والتصوف وغیرھا من العلوم فان قلت ما السبب فی ان الاوائل لم یتکلموا فی اصول الفقہ کثیر کلامھم فلما نشا الشافعی رحمہ اللہ تعالی تکلم فیھا کلامًا شافیا وافاد واجاد قلت سببہ ان الاوائل کان یجمع عند کل واحد منھم احادیث بلدہ واثارہ ولا یجمع احادیث البلاد فاذا تعارضت علیہ الادلۃ فی احادیث بلدہ حکم فی ذلک التعارض بنوع من الفراسۃ بحسب ماتیسر لہ ثم اجتمع فی زمن الشافعی احادیث البلاد جمیعا فوقع التعارض فی احادیث البلاد ومختارات فقہاء مرتین

ترجمہ یا ایک ایسے اسلوب جدید کی اختراع کرنے پر قادر ہوا کہ جسکو وہ نہ جانتے تھے جیسے نظم مثنوی اور رباعی اور رباعۃ الردیف یعنے کلمہ تامہ ہر بیت مین بعد قافیہ کہ اوسکا اعادہ کرتا جاوے اور ایسا ہی شعر عربی مین کرے پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق کے ہی اور اگر نئے اسلوب وغیرہ کا اختراع کرنے والا نہین ہے اور فقط اونکے طرق ہی کی پیروی کرتا ہو تو وہ بمنزلہ مجتہد فے المذہب کے ہے اور یہی حال علم تفسیر وتصوف وغیرہ تمامی علوم کا ہے۔ اگر تم کہو کیا سبب ہے کہ اوائل نے اصول فقہ مین بہت کلام نکیا اور جب امام شافعی رحمہ اللہ تعالے پیدا ہوئے تو اونہون نے اسمین کلام شافی اور مفید اور جید کیا تو کہتا ہون مین کہ پہلے لوگون مین سے ہر شخص کے پاس اسکے شہر کی حدیثین اور آثار مجتمع تھے اور تمامی شہرون کی حدیثین اونکے پاس نہین پس جب اونکے شہر کی حدیثون مین دلیلین متعارض ہوتین تو اوس تعارض مین اپنی ایک طرح کی فراست سے جو اونکے لیے خدا کی طرف سے میسر تھی حکم کرتے تھے پھر امام شافعی رحمہ کے زمانے مین تمام شہرون کی حدیثین جب مجتمع ہوگئین تو تمامی شہر کی حدیثون اور مختارات فقہاء مین دوبارہ تعارض واقع ہوا

مرة فيما بين احاديث بلد واحاديث بلد آخر ومرة في احاديث بلد واحد فيما بينها واختار كل رجل لنفسه ما اداه اليه فراسته فانشق الخرق وكثر الشغب وهجم على الناس من كل جانب من الاختلاف ما لم يكن بحسب فتحيروا متحيرين مدهوشين لا يستطيعون سبيلاً حتى جاءهم تائيد من ربهم فالهم الشافعي قواعد جمع بها بين المختلفات وفتح لمن بعده باباً اي باب والمجتهد المطلق المنتسب في مذهب الامام ابي حنيفة رح بعد المائة الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثاً جهبذاً واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديماً وحديثاً وانما كان فيهم المجتهدون في المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى الشروط للمجتهد حفظ المبسوط وقل المجتهد المنتسب في مذهب مالك وكل من كان منهم بهذه المنزلة فانه لا يعد تفرده وجهاً في المذهب كابي عمر المعروف بابن عبد البر وكالقاضي ابي بكر بن العربي

ترجمہ ایک مرتبہ دو شہر کی حدیثوں مین اور ایک مرتبہ ایک ہی شہر کی حدیثوں مین اور ہر شخص نے اپنی اپنی فراست سے جو مناسب جانا اوسی سے اپنے شیخ کی پیروی کی پس رخنہ کشادہ ہوتا گیا اور اسکی بہت سی شاخین ہوگئین اور ہر طرف سے لوگون نے اختلاف مین بحساب ہجوم کیا اور لوگ حیران و مدہوش ہوگئے اور راہ نہ پاسکے یہانتک کہ خدا کی طرف سے اونکی تائید آئی اور امام شافعی رح ان قواعد کے ساتھ الہام کیے گئے پس اونھون نے اس سے درمیان مختلفات کے جمع کیا اور اپنے پیچھلون کے لیے دروازہ اور عجیب طرح کا دروازہ کھولدیا۔ اور مجتہد مطلق منتسب امام ابی حنیفہ کے مذہب مین تیسری صدی کے بعد منقود ہوگئی اور اسکی یہ وجہ ہے کہ مجتہد مطلق منتسب وہی شخص ہوتا ہے جو بہت بڑا محدث ہوا کرتا ہے اور ان لوگو نکا اشتغال علم حدیث کے ساتھہ ہمیشہ کم رہا اسلیے ان لوگون مین مجتہد فی المذہب ہوا کیے اور یہی اجتہاد مراد لیا ہے جس شخص نے یہ کہا کہ ادنے شرط مجتہد کی مبسوط کا حفظ کرنا ہے اور امام مالک کے مذہب مین مجتہد منتسب بہت کم ہوئے اور وہ بھی جو لوگ اس مرتبہ کے تھے اونکے تفردات مذہب مین کوئی وجہ نہ شمار کیے گئے جیسے کہ ابی عمر المعروف بابن عبد البر اور قاضی ابی بکر ابن العربی

واما مذهب احمد فكان قليلا قديما وحديثا وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة الى ان انقرض فى المائة التاسعة واضمحل المذهب فى اكثر البلاد الا اناس قليلون بمصر وبغداد ومنزلة مذهب احمد من مذهب الشافعى كمنزلة مذهب ابى يوسف ومحمد من مذهب ابى حنيفة الا ان مذهبه لم يجمع فى التدوين مع مذهب الشافعى كما دون مذهبهما مع مذهب ابى حنيفة فلذلك لم يعدا مذهبا واحدا فيما نرى والله اعلم وليس تدوينهم مذهبه غيرا على من تلقاها على وجهها واما مذهب الشافعى فاكثر المذاهب مجتهدا مطلقا ومجتهدا فى المذهب واكثر المذاهب اصوليا ومتكلما واوفرها مفسرا للقرآن وشارحا للحديث واشدها اسنادا ورواية واقواها ضبطا لنصوص الامام واشدها تمييزا بين اقوال الامام ووجوه الاصحاب واكثرها اعتناء بترجيح بعض الاقوال والوجوه على بعض وكل ذلك لا يخفى على من مارس المذهبين واشتغل بهما

ترجمہ اور لیکن امام احمد کا مذہب پس یہ ہمیشہ سے کم رہا اور اوس میں طبقہ طبقہ مجتہد ہوا کیے یہانتک کہ نوین صدی تک سب ختم ہوگئے اور اونکا مذہب اکثر شہروں میں مضمحل ہوگیا اور بہت تھوڑے آدمی مصر اور بغداد میں رہگئے اور منزلت مذہب احمد کے مذہب شافعی سے ایسے ہی جیسے کہ مذہب ابی یوسف اور محمد کے مذہب ابی حنیفہ رحمہ سے ہے لیکن مذہب اونکا تدوین مین شافعی کے مذہب کے ساتھ جمع نہوا جیسا کہ اون دونون کا مذہب ابی حنیفہ کے مذہب کے ساتھ مجتمع ہوا اور اسلیے ہماری سمجھ میں وہ دو مذہب شمار کیے گئے واللہ اعلم اور جو انکی مذہب کو بخوبی جانتا ہے اوسکے نزدیک اونکی تدوین سے اونکا مذہب غیر نہیں معلوم ہوتا اور امام شافعی کے مذہب مین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور متکلم اور قرآن کے مفسر اور حدیث کے شارح بہت ہیں اور انکا مذہب اپنے اسانید میں بہت سہی ہے اور روایت میں قوی اور اپنے امام کے نصوص کے یاد رکھنے میں بڑا منضبط اور اقوال امام اور وجوہ اصحاب میں بڑا تمیز کرنیوالا اور بعض اقوال اور بعض وجوہ کی ترجیح میں بڑا کوشان ہے چنانچہ یہ سب اوس شخص پر کہ جو مذہب میں ممارست رکھتا ہے اور اونکے ساتھ مشتغل ہے پوشیدہ نہیں ہے

وكان اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلده في جميع
مجتهداته حتى نشأ ابن شريح فاسس قواعد التقليد والتخريج ثم جاء اصحابه
يمشون في سبيله وينسجون على منواله ولذلك يعد من المجددين على رأس
المئتين والله اعلم ولا يخفى عليك ايضا ان مادة مذهب الشافعي من الاحاديث
والآثار مدونة مشهورة مخدومة ولم يتفق مثل ذلك في مذهب غيره فمن مادة
مذهبه كتاب الموطا وذلك وان كان متقدما على الشافعي فان الشافعي بنى عليه
مذهبه وصحيح البخاري وصحيح مسلم وكتب ابي داود والترمذي وابن ماجه والدارمي
ثم مسند الشافعي وسنن النسائي وسنن الدارقطني وسنن البيهقي وشرح السنة
للبغوي اما البخاري فانه وان كان منتسبا الى الشافعي موافقا له في كثير من الفقه
فقد خالفه ايضا في كثير ولذلك لا يعد ما تفرد به من مذهب الشافعي

ترجمہ اور امام شافعی کے اوائل اصحاب اجتہاد مطلق کے مجتہد تھے اونمین کوئی ایسا
نتھا جو اونکے جمیع مجتہدات مین اونکی تقلید کرتا یہانتک کہ ابن شریح ظاہر ہوئے پس اونہون
نے تقلید اور تخریج کے قواعد کی بنا ڈالی پھر اونکے اصحاب آئے اور اوسی راہ مین چلے
اور وہی کاروبار کرنے لگے اسلیے وہ دوسری صدی کے مجددونمین شمار کیے گئے واللہ
اعلم اور او یہ بھی پوشیدہ نہین ہر کہ شافعی رح کے مذہب کا مادہ احادیث اور آثار
مدونہ مشہورہ مخدومہ سے ہے اور ایسا اتفاق انکے غیر کے مذہب مین نہوا
پس مادہ مذہب امام شافعی سے کتاب موطا ہے اور چونکہ وہ امام شافعی سے مقدم
ہے اسلیے امام شافعی نے اپنے مذہب کی بنا اوسپر رکھی اور صحیح بخاری اور
صحیح مسلم اور کتاب ابی داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی پھر مسند شافعی
اور سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور شرح السنہ بغوی کبھی
اونکے مواد مذہب سے ہین لیکن بخاری اگرچہ وہ امام شافعی کیطرف
منتسب اور فقہ مین اونکے بہت موافق ہین تو بھی بہت باتون مین اونکی مخالفت
کی ہے اسلیے جن باتون مین وہ منفرد ہین وہ امام شافعی کے مذہب سے نہین شمار کیا جاتا ہے

واما ابو داؤد والترمذی فهما [illegible]تهدان منتسبان الی احمد واسحٰق وكذلك ابن ماجة
والدارمی فيما نرى والله اعلم واما مسلم وابو العباس الاصم جامع مسند الشافعی
والذين ذكرناهم بعده فهم منفردون لمذهب الشافعی يناضلون دونه واذا احطت
بما ذكرنا اتضح عندك ان من عاد بمذهب الشافعی يكون محروما عن منصب
الاجتهاد المطلق وان علم ال[illegible]يث قد ابى الدينا صحه لمن [illegible] على الشافعی
واصحابه وكن طفيلهم على ادب فلا ارى شافعيا سوء الادب باب
حكاية ما حدث فی الناس بعد مائة الرابعة [illegible] بعد هذه القرون كان
ناس آخرون ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم امور منها الجدل
والخلاف فی ع[illegible] [illegible] على ما ذكره الغزالی انه لما انقرض
عهد ا[illegible]لفاء الراشدين المهديين افضت الخلافة الى قوم
تولوها بغير استحقاق ولا استقلال بعلم الفتاوی والاحكام

ترجمہ اور لیکن ابوداؤد اور ترمذی تو وہ دونوں مجتہد احمد اور اسحٰق کیطرف منتسب ہیں
اور ایسا ہی ابن ماجہ اور دارمی کو بھی ہم سمجھتے ہیں لیکن مسلم اور ابوالعباس الاصم جامع
مسند شافعی رح اور وہ لوگ جنکا ذکر ہمنے اونکے بعد کیا ہے وہ لوگ مذہب شافعی میں منفرد
اور کم درجے کے ہین اور جو ہمنے ذکر کیا ہے اوسپر جب تو خبردار ہوگا تو تجھپر واضح ہوجائیگا کہ
بیشک جو شخص امام شافعی کے مذہب سے عداوت رکھیگا وہ منصب اجتہاد [illegible] سے محروم
رہیگا اور جو [illegible] شافعی اور اونکے اصحاب کا طفیلی [illegible] ہے علم حدیث کو اونکی ثنا صحت
سے انکار ہے پس ادب سے اونکا طفیلی ہو کیونکہ ہم کسی شافعی کو بے ادب نہیں دیکھتے
باب حکایت او[illegible] امور کے جو لوگو[illegible] چوتھی صدی کے بعد حادث ہوئین
اس زمانے کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو داہنے بائین جانے لگے اور او[illegible] بہت سی امر
حادث ہوئے بعض اونمین سے علم فقہ مین جدل اور خلاف ہے او[illegible] اوسکی حسب بیان
امام غزالی کے یہ ہے کہ جب خلفاء راشدین مہدیین [illegible] کا زمانہ گذر گیا تو خلافت ایسے لوگونکی
طرف پہنچی جو اسکا استحقاق اور علم اور احکام کے ساتھہ استقلال نہ رکھتے تھے

[illegible] ما حدث بعد المائة الرابعة

[illegible] امور کی جو لوگوں [illegible] چوتھی صدی کے بعد حادث ہوئیں

فاضطروا الى الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم فى جميع احوالهم وقد كان بقى
من العلماء من هو مستمر على الطراز الاول وملازم صفاء الدين فكانوا اذا
طلبوا هربوا واعرضوا فرأى اهل تلك الاعصار عز العلماء واقبال الائمة عليهم
مع اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا الى نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء
بعد ان كانوا مطلوبين طالبين وبعد ان كانوا اعزة بالاعراض عن السلاطين
واذلة بالاقبال عليهم الا من وفقه الله تعالى وقد كان من قبلهم قد صنف ناس
فى علم الكلام واكثروا القال والقيل والايراد والجواب فى تمهيد طريق الجدال
ووقع ذلك منهم موقعا من قبل ان كان من الصدور والملوك من مالت نفسه
الى المناظرة فى الفقه وبيان الاولى من مذهب الشافعى وابى حنيفة فترك الناس
الكلام وفنون العلم واقبلوا على المسائل الخلافية بين الشافعى وابى حنيفة رح
على الخصوص وتساهلوا فى الخلاف مع مالك وسفيان واحمد بن حنبل وغيرهم

ترجمہ پس وہ لوگ فقہاء سے مدد لینے اور اونکو ہر حال میں ساتھ لیے رہنے میں لاچار ہوے
اور اس وقت میں بعض بعض ایسے علما بھی باقی رہگئے تھے جو طرز اول پر برابر چلے جاتے تھے اور
دین صفا کے ملازم تھے پس وہ لوگ جب طلب کیے گئے تو بھاگے اور اعراض کیا پس اوس
زمانہ کے لوگوں نے علما اونکا یہ اعراض اور بادشاہونکی اونپر یہ توجہ دیکھکر علم کو عزت اور جاہ کا
سبب سمجھکر اوسکو ڈھونڈھنے لگے پس فقہاء بعد اسکے کہ مطلوب تھے طالب ہوگئے اور بعد اسکے
کہ سلاطین سے اعراض کرنے کے سبب عزیز تھے اونکی طرف متوجہ ہونے سے ذلیل ہوگئے
مگر جنلوگونکو اللہ تعالے نے توفیق دی بچگئے اور انکے پہلے چند لوگوں نے علم کلام میں کتابیں تصنیف
کی تہیں اور اوسمیں بہت قال وقیل اور ایراد اور جواب اور طریق جدل کی تمہید کی تہی اور رکھا
اونمیں سے یہ لوگ موقع میں صدور اور ملوک میں کوئی ایسا نہ تہا جسکا نفس فقہ میں مناظرہ کرنے
اور مذہب شافعی اور ابو حنیفہ کی اولیت کے بیان کی طرف مائل نہو پس لوگوں نے کلام اور
فنون علم کو چہوڑ دیا اور علی الخصوص اون مسائل خلافیہ میں جو درمیان شافعی اور ابو حنیفہ
کے ہیں متوجہ ہوگئے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل وغیرہم میں جو خلاف ہے اوسکی تحقیق

وزعموا ان غرضهم استنباط دقائق الشرع وتقرير علل المذهب وتمهيد اصول الفتاوى واكثروا فيها التصانيف في الاستنباطات وتبحروا فيها انواع المجادلات والتصنيفات وهم مستمرون عليه الى الآن لسنا ندري ما الذي قدر الله تعالى فيما بعدها من الاعصار انتهى حاصله واعلم اني وجدت اكثرهم يزعمون ان بناء الخلاف بين ابي حنيفة والشافعي على هذه الاصول المذكورة في كتاب البزدوي ونحوه وانما الحق ان اكثرها اصول مخرجة على قولهم وعندي ان المسئلة القائلة بان الخاص مبين ولا يلحقه البيان وان الزيادة نسخ وان العام قطعي كالخاص وان لا ترجيح بكثرة الرواة وانه لا يجب العمل بحديث غير الفقيه اذا انسد باب الرای ولا عبرة بمفهوم الشرط والوصف اصلا وان موجب الامر هو الوجوب البتة وامثال ذلك اصول مخرجة على كلام الائمة وانها لا تصح بها رواية عن ابي حنيفة وصاحبيه وانه ليست المحافظة عليها

ترجمہ اور اونہون نے یہ خیال کیا کہ غرض اونکی استنباط دقایق شرع اور تقریر علل مذہب اور تمہید اصول فتاوی ہے اور بہت اور استنباطات مین اونلوگون نے بہت تصنیفین کین اور بہت انواع مجادلات اور تصنیفات کی ترتیب کے اور وہ لوگ اب تک برابر اسی حالت پر ہین اور ہم نہین جانتے کہ ہمارے پیچھے کے زمانون مین اللہ تعالے نے اونکے لیے کیا مقدر کیا ہے تمام ہوا حاصل کلام غزالی کا اور جانو مین نے اکثرون کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ بناء خلاف ابی حنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ کے انہین اصول پر ہے جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور ہین حالانکہ حق یہ ہے کہ اکثر انہین کے اونکے قول پر اصول مخرجہ ہین اور ہمارے نزدیک مسئلے جو کہے جاتے ہین کہ خاص مبین ہے اور اوسکو بیان لاحق نہین ہوتا اور زیادت نسخ ہے اور عام خاص کے مانند قطعی ہے اور کثرت رواۃ سے ترجیح نہین ہوتی اور جب رائے کا دروازہ بند ہو جائے تو غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہین اور مفہوم شرط اور وصف کا کچھ اعتبار نہین اور موجب امر کا یقینا وجوب ہے اور اسکے مانند سب اصول اماموں کے کلام سے نکالے گئے ہین انکی روایت ابی حنیفہ اور صاحبین سے بطور صحیح نہین ثابت ہو سکتی اور اسپر محافظت بھی نہین کی گئی

والتكلف في جواب ما يرد عليها من صنائع الاوائل المتقدمين في استنباطهم
كما فعله البزدوي وغيره واحق من المحافظة على خلافها والجواب عما يرد عليه مثاله
انهم اصلوا ان الخاص مبين ولا يلحقه البيان وخرجوه من صنيع الاوائل في قوله تعالى
واسجدوا واركعوا وقوله صلى الله عليه وسلم لا تجزئ صلوة الرجل حتى يقيم ظهره
في الركوع والسجود حيث لم يقولوا بفرضية الاطمينان ولم يجعلوا الحديث
بيانا للاية فورد عليهم صنيعهم في قوله تعالى وامسحوا برؤسكم ومسحه صلى الله
عليه وسلم على ناصيته حيث جعلوه بيانا وقوله تعالى الزانية والزاني فاجلدوا
الاية وقوله تعالى السارق والسارقة فاقطعوا الاية وقوله تعالى حتى تنكح زوجا
غيره وما لحقه من البيان بعد ذلك فتكلفوا الجواب كما هو مذكور في كتبهم وانهم
اصلوا ان العام قطعي كالخاص وخرجوه من صنيع الاوائل في قوله تعالى فاقرؤا ما تيسر
من القرآن وقوله صلى الله عليه وسلم لا صلوة الا بفاتحة الكتاب حيث لم يجعلوه مخصصا
له اور تکلف کرنا اوسکے جواب مین کہ وارد ہوا ہے اوسپر صنائع اوائل متقدمین سے اونکے استنباط
مین جیسا کہ بزدوی وغیرہ نے کیا ہے احق ہے اوسکے خلاف پر محافظت کرنی اور اوسکے اعتراضات کے
جواب دینے سے مثال اوسکے یہ ہے کہ ان لوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ خاص مبین ہے اور اوسکو بیان
لاحق نہین ہوتا اور اسکو ان لوگون نے صنیع اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول (واسجدوا
وارکعوا) مین اور پیغمبر صلعم کے قول لا تجزی صلوٰۃ الرجل الخ مین ہے چنانچہ وہ لوگ فرضیت
اطمینان کے نہ قائل ہوئے اور آیت کو حدیث کا بیان نہ قرار دیا پس وارد ہوا اونکے عمل سے جو وارد ہوا
خداوند تعالی کے اس قول مین وامسحوا برؤسکم اور پیغمبر صلعم کے اپنی پیشانی پر مسح کرنے کو اونلوگون نے
اسکا بیان قرار دیا ہے اور قول خداوند تعالی کا الزانیۃ والزانی فاجلدوا الآیۃ اور السارق والسارقۃ
فاقطعوا الآیۃ اور حتی تنکح زوجا غیرہ اور وہ جنکو بعد اسکے بیان لاحق ہوا پس لوگون نے اسکے جواب مین
تکلف کیا جیسا کہ یہ سب انکی کتابون مین مذکور ہے اور ان لوگون نے یہ اصل قائم کی کہ عام خاص کی
مانند قطعی ہے اور اسکو عمل اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول فاقرؤا ما تیسر من القرآن اور
پیغمبر صلعم کے قول لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب مین ہے چنانچہ اونلوگون نے اسکو اسکا مخصص نہ ٹھہرایا

وفی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما سقت العیون العشر الحدیث وقولہ صلی اللہ علیہ
وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ حیث لم یخصصوہ ونحو ذلک من المراد ثم ورد
علیہم قولہ تعالی فما استیسر من الہدی وانما ہو الشاۃ فما فوقہ ببیان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فتکلفوا فی الجواب وکذلک اصلوا ان لا عبرۃ بمفہوم الشرط والوصف
وخرجوہ من صنیعہم فی قولہ تعالی ومن لم یستطع منکم طولا الآیۃ ثم ورد علیہم کثیر
من صنائعہم کقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الابل السائمۃ زکوۃ فتکلفوا فی
الجواب واصلوا انہ لا یجب العمل بحدیث غیر الفقیہ اذا انسد بہ باب الرای
وخرجوہ من صنیعہم فی ترک حدیث المصراۃ ثم ورد علیہم
حدیث القہقہۃ وحدیث عدم فساد الصوم بالاکل
ناسیا فتکلفوا فی الجواب وامثال ما ذکرنا کثیر لا یخفی علی المتتبع

متتبع پر اور قول مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے فیما سقت العیون العشر الحدیث اور قول
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فی ما دون خمسۃ اوسق صدقۃ مین ہی چنانچہ اونلوگون نے
اوسکو اوسکا مخصص نہ قرار دیا اور مانند اسکے اور بہت سی مرادین ہین پھر اونلوگون
پر وارد ہوا قول اللہ تعالی کا فما استیسر من الہدی اور سواے اسکے نہین ہی کہ وہ ایک
بکری ہی یا اس سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے پس لوگون نے اسکے
جواب مین تکلف کیا اور ایسا ہی اونلوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ مفہوم شرط کا کچھ اعتبار
نہین اور اسکو اون لوگون نے اونکے عمل سے نکالا جو اللہ تعالے کے قول فمن لم
یستطع منکم طولا الآیۃ مین ہی پھر وارد ہوئے اونپر بہت سے اعتراضات اونکی صنائع
سے مانند قول پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ابل سائمہ مین زکوۃ ہی پس لوگون نے اسکو جواب
مین تکلف کیا اور اسی طرح سے اونلوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ جب رای کا دروازہ بند ہو جاے
تب غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہین اور اسکو اونلوگون نے حدیث مصراۃ کے
ترک کرنیکے تعامل سے نکالا پھر اونپر حدیث قہقہہ اور بھولکر کہانے سے روزہ کے نہ فاسد ہونیکی
وارد ہوئی تب اون لوگون نے جواب مین تکلف کیا اور مثل اسکے کہ ذکر کیا ہی بہت ہین اور [illegible]

ومن لم يتيسر له تكفيه الإطالة فضلاً عن الإشارة ويكفيه دليلاً على هذا قول المحققين في مسألة لا يجب العمل بحديث من اشتهر بالضبط والعدالة دون الفقه إذا انسد باب الرأي كحديث المصراة أن هذا مذهب عيسى بن أبان واختاره كثير من المتأخرين وذهب الكرخي وتبعه كثير من العلماء إلى عدم اشتراط فقه الراوي لتقدم الخبر على القياس وقالوا لم ينقل هذا القول عن أصحابنا بل المنقول عنهم أن خبر الواحد مقدم على القياس ألا ترى أنهم عملوا بخبر أبي هريرة في الصائم إذا أكل أو شرب ناسياً وإن كان مخالفاً للقياس حتى قال أبو حنيفة لولا الرواية لقلت بالقياس ويرشدك أيضاً اختلافهم في كثير من التخريجات أخذاً من صنيعهم ورد بعضهم على بعض وتجد بعضهم يزعم أن جميع ما يوجد في هذه الشروح الطويلة وكتب الفتاوى الضخمة فهو قول أبي حنيفة وصاحبيه ولا يفرق بين القول المخرج وبين ما هو قول في الحقيقة

ترجمہ اور جو شخص نہیں تلاش کرتا ہے اوسکے لیے طول دینا بھی کافی نہیں ہے چہ جائیکہ اشارہ کافی ہو اور اسکی دلیل کے لیے محققین کا یہ قول اس مسئلے میں کافی ہے کہ واجب نہیں ہے عمل اوس شخص کی حدیث پر جو ضبط اور عدالت کی بنا پر مشہور ہے سوا فقیہ کے جب دروازہ رای کا بند ہو جیسا کہ حدیث مصرات کہ یہ مذہب عیسیٰ بن ابان کا ہے اور اسکو بہت سے متاخرین نے اختیار کیا ہے اور کرخی بھی اسیطرف گئے ہیں اور بہت سے علما نے انکی پیروی کی ہے یعنے عدم اشتراط فقہ راوی کے واسطے مقدم ہونے خبر کے اوپر قیاس کے اور کہا اونلوگوں نے کہ نہ نقل کیا گیا ہے یہ قول ہمارے اصحاب سے بلکہ اونسے یہ منقول ہے کہ خبر واحد مقدم ہے قیاس پر کیا تم نہیں دیکھتے کہ اونلوگوں نے ابی ہریرہ کی خبر پر اوس روزہ دار کے بیان میں جسنے بھولے سے کھا پی لیا عمل کیا ہے اگرچہ قیاس کے مخالف ہے یہانتک کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر روایت نہوتی تو میں قیاس سے کہتا اور تیری رہنمائی اونکے اس اختلاف سے بھی ہو سکتی ہے جو بہت سے تخریجات میں اونکے تعامل سے لیکر اور اونکی باہم ایک کی تردید سے واقع ہوا ہے اور اونمیں سے بعض کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ لمبی لمبی شرحیں اور بڑے بڑے فتاویٰ کی کتابیں جو پائی جاتی ہیں یہ سب ابو حنیفہ اور اونکے دونوں صاحبوں کے قول ہیں حالانکہ یہ لوگ اوس قول کو جدا نہیں کرتے جو اماموں کے قول سے نکالے گئے ہیں اور جو حقیقت میں اونکا قول ہے

ولا يحصل معنى قولهم على تخريج الكرخي كذا وعلى تخريج الطحاوي كذا ولا تميز
بين قولهم قال ابو حنيفة كذا وبين قولهم جواب المسئلة على قول ابي حنيفة كذا
ولا ينبغي الى ما قال المحققون من الحنفيين كابن الهمام وابن النجيم في
مسئلة العشر في العشر ومسئلة اشتراط البعد من الماء ميلا في التيمم وامثالها ان ذلك
من تخريجات الاصحاب وليس مذهبا في الحقيقة ووجدت بعضهم يزعم
ان مبناء المذهب على هذه المحاورة الجدلية المذكورة في مبسوط السرخسي
والهداية والتبيين ونحو ذلك ولا يعلم ان اول من اظهر ذلك فيهم المعتزلة وليس
عليها بناء مذهبهم ثم استطاب ذلك المتأخرون توسعا وتشحيذا لاذهان الطالبين او لغير
ذلك والله اعلم وهذه الشبهات والشكوك يحل كثيرا منها مما مهدناه في هذا الكتاب

ترجمہ اور اونکے قول على تخريج الكرخي كذا وعلى تخريج الطحاوي كذا کے کچھ
معنی نہین بوجھتے اور درمیان اونکے قول قال ابو حنيفة كذا اور درمیان اونکے
قول جواب المسئلة على قول ابي حنيفة كذا مین کچھ تمیز نہین کرتے اور چاہیے کہ نہ کان
لگایا جاوے اوسکی طرف جسکو محققین حنفیین مثل ابن الہمام اور ابن النجیم نے مسئلہ
دہ در دہ مین اور تیمم مین ایک میل پانی دور ہونے کی شرط مین اور انکے مانند
اور مسئلون مین کہا ہے کہ یہ سب تخریجات اصحاب سے ہے اور حقیقت مین کوئی
مذہب کی بات نہین اور ہمنے بعضون کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ بنای مذہب
کی انہین محاورات جدلیہ پر ہے جو مبسوط سرخسی اور ہدایہ اور تبیین وغیرہ مین مذکور
ہے اور یہ نہین جانتے کہ سب سے پہلے اسکو ان لوگون مین معتزلہ نے ظاہر کیا
اور اسپر اونکے مذہب کی بنا نہین ہے اسکے بعد متاخرین نے ازراہ کشادگی
کے اور طالبین کے ذہن تیز کرنے کے لیے یا ایسی اور مصلحتون کی غرض سے
اسکو پسند کیا واللہ اعلم اور یہ شبہات اور شکوک بہت سے اون مضامین کو
جنکو ہمنے اس کتاب مین تمہیدا بیان کیا ہے حل کرتے ہین ۰

ووجدت بعضهم يزعم ان هنا فرقتين لا ثالث لهما الظاهرية واهل الراي
وان كل من قاس واستنبط فهو من اهل الراي كلا والله بل ليس المراد بالراي
نفس الفهم والعقل بان ذالك لا ينفك من احد من العلماء ولا الراي الذي
لا يعتمد على سنة اصلا فانه لا ينتحله مسلم البتة ولا القدرة على الاستنباط
والقياس فان احمد واسحق بل الشافعي ايضا ليسوا من اهل الراي بالاتفاق و
هم يستنبطون ويقيسون بل المراد من اهل الراي قوم توجهوا بعد المسائل المجمع
عليها بين المسلمين او بين جمهورهم الى التخريج على اصل رجل من المتقدمين
وكان اكثر امرهم حمل النظير على النظير والرد الى اصل من الاصول دون تتبع
الاحاديث والآثار والظاهري من لا يقول بالقياس ولا بآثار الصحابة
والتابعين كداود وابن حزم وبينهما المحققون من اهل السنة كاحمد واسحق

ترجمہ اور بعضون کو مین نے پایا کہ وہ خیال کرتے ہین کہ یہان دو ہی فرقے ہین
انکے سوا کوئی تیسرا نہین ظاہریہ اور اہل رای اور جو قیاس اور استنباط کرے
وہ اہل رائے سے ہے خدا کی قسم ایسا ہرگز نہین بلکہ رائے سے نفس فہم اور عقل مراد نہین
ہے کیونکہ یہ کسی عالم سے جدا نہین اور نہ وہ رائے کہ جسکا کسی سنت پر اصلا اعتماد نہو کیونکہ
اسکو کوئی مسلمان اختیار نہین کرسکتا اور نہ قدرت اوپر قیاس اور استنباط کے
مراد ہے کیونکہ احمد اور اسحق رحمہما اللہ تعالے بلکہ شافعی رح بھی بالاتفاق اہل رائے
سے نہین ہین حالانکہ یہ لوگ بھی استنباط اور قیاس کرتے تھے بلکہ مراد اہل رائے
سے وہ قوم ہے جنہے مسلمانون یا انکے جمہور کے درمیان مسائل کے مجتمع ہوجانے
اور ان سب لوگون کے اوپر اجماع کرنے کے بعد متقدمین سے ایک شخص کی اصل
پر تخریج کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور اکثر شان انکی نظیر کو نظیر پر حمل کرنا اور اصلون
مین سے کسی اصل کیطرف رد کرنا تھا نہ احادیث اور آثار کا تلاش کرنا اور ظاہری
وہی جو قیاس کا قائل ہے اور نہ آثار صحابہ اور تابعین کا مثل داود و ابن حزم
کے اور درمیان انکے محققین اہل سنت ہین مثل احمد اور اسحق کے بیننا

فی بیان تنقیح

ظاہریہ و اہل الرای

تحقیق اہل الرای

ظاہری محققین

ومنها انهم اطمأنوا بالتقليد ودب التقليد في صدورهم دبيب النمل وهم
لا يشعرون وكان سبب ذلك تزاحم الفقهاء وتجادلهم فيما بينهم فانهم لما
وقعت فيهم المزاحمة في الفتوى كان كل من افتى بشيء نوقض في فتواه ورد
عليه فلم ينقطع الكلام الا بالمصير الى تصريح رجل من المتقدمين في المسئلة
وايضا جور القضاة فان القضاة لما جار اكثرهم ولم يكونوا امناء لم يقبل
منهم الا ما لا يريب العامة فيه ويكون شيئا قد قيل من قبل وايضا
جهل روس الناس واستفتاء من لا علم له بالحديث ولا بطريق التخريج
كما ترى ذلك ظاهرا في اكثر المتاخرين وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره وفي
ذلك الوقت يسمى غير المجتهد فقيها وفي ذلك الوقت يلبسوا على التعصب

ترجمہ ٨٨ اور بعض انمین سے یہ ہے کہ اونمین سے بعض تقلید کر کے مطمئن ہوگئی اور تقلید
اونکے دلون مین چیونٹی کی طرح ایسے طور سے لگی کہ اونکو کچھ خبر نہوئی اور اسکی وجہ فقہا کی
ایک دوسرے کی مزاحمت اور آپس کی لڑائی تھی کیونکہ اون لوگون کے فتوون مین جب
مزاحمت ہوتی تو ہر شخص جو فتوای دہی ہوتا اوسکے فتوون مین نقص کیا جاتا اور اوسکی تردید
کی جاتی پس یہ کلام نہ منقطع ہوتا مگر اوس مسئلے مین متقدمین مین سے کسی شخص کی تصریح
کی طرف رجوع ہونے سے اور اسکا ایک سبب قاضیون کا ظلم ہے کیونکہ جب اکثر
قاضیون نے ظلم کیا اور لوگ مامون نہ رہے تو اونسے نہ قبول کیا جاتا مگر وہی امر جسمین
عام لوگ شک نکرتے اور اوسکے پہلے بہی اوسمین کچھ کہا گیا ہوتا اور ایک سبب اسکا
سردارون کا جہل اور اون لوگون کا فتوے دینا بہی ہے جنکو علم حدیث اور طریق
تخریج کا کچھ بہی علم نتہا جیسا کہ تم اسکو ظاہر اکثر متاخرین مین دیکھتے ہو اور ابن ہمام
وغیرہ نے اسپر خوب ہی تنبیہ کی ہے اور اسوقت مین غیر مجتہد کا نام فقیہ رکہا گیا
اور اسیوقت مین لو ستے تعصب سے مخلوط ہوگئے ۔

والحق ان اكثر صور الخلاف بين الفقهاء لاسيما في المسائل التي ظهر فيها اقوال الصحابة في الجانبين كتكبيرات التشريق وتكبيرات العيدين ونكاح المحرم وتشهد ابن عباس وابن مسعود والاخفاء بالبسملة وبآمين والاشفاع والايتار في الاقامة ونحو ذلك انما هو في ترجيح احد القولين وكان السلف لا يختلفون في اصل المشروعية وانما كان خلافهم في اولى الامرين ونظيره اختلاف القراء في وجوه القراءات وقد عللوا كثيرا من هذا الباب بان الصحابة مختلفون وانهم جميعا على الهدى ولذلك لم يزل العلماء يجوزون فتاوى المفتين في المسائل الاجتهادية ويسلمون قضاء القضاة ويعملون في بعض الاحيان بخلاف مذهبهم ولذا الاترى الائمة المذاهب في هذا المواضع الا وهو يضجعوا القول ويثبتون الخلاف يقول احدهم هذا احوط وهذا هو المختار وهذا احب الي ويقول لم يبلغنا الا ذلك وهذا كثير في المبسوط وآثار محمد وكلام الشافعي رحمهما الله

ترجمہ اور حق بات یہ ہے کہ اکثر صورتین خلاف کی جو درمیان فقہاء کے واقع ہین خاص ان مسائل مین جنمین اقوال صحابہؓ ظاہر ہین وہ دونون جانب ہین جیسے تکبیرات تشریق اور تکبیرات عیدین اور نکاح محرم اور تشہد ابن عباس اور ابن مسعودؓ اور بسم اللہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا اور اقامت کو جفت اور طاق کہنا وغیرہ سوا اسکے نہین کہ یہ خلاف دو قولون مین سے ایک قول کی ترجیح مین ہے اور سلف اسکی اصل شرعیت مین مختلف نہ تھے اور سوا اسکے نہین کہ انکا خلاف اولے اور بہتر دونون سے پہلے امر مین تھا اور اسکے نظیر قاریونکا اختلاف وجوہ قرأت مین ہے اور بہتون نے اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ صحابہؓ مختلف تھے اور وہ سب ہدایت پر تھے اور اسلیے برابر علماء مفتیونکے فتوے کو مسائل اجتہادیہ مین جائز کہتے رہے اور قاضیونکے فیصلے تسلیم کرتے اور بعض وقت اپنے مذہب کے خلاف عمل کرتے رہے اور اسلیے تم نہین دیکھتے ہو ائمہ مذاہب کو ایسے مقام پر مگر یہی کہ وہ تضجیع ہی کرتے ہین قولونکے اور ثابت کرتے ہین خلاف کو کوئی ان مین سے کہتا ہے کہ یہ احوط ہے اور یہ مختار ہے اور یہ میرے نزدیک محبوب تر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ ہمکو کچھ نہین پہونچا مگر یہی اور یہ مبسوط اور آثار محمد اور کلام شافعی رحمہما اللہ مین بہت ہے ۔

ثم خلف من بعدهم خلف اختصروا كلام القوم فقرروا الخلاف وليبسوا على مختار
أئمتهم والذي يروى من السلف من تاكيد الاخذ بمذهب اصحابه وان لا يخرج
منها بحال فان ذلك الا جبلي فان كل انسان يحب ما هو مختار اصحابه وقومه
حتى في الزي والمطاعم او صولة ناشئة من ملاحظة الدليل ونحو ذلك من الاسباب
فظن البعض تعصبا دينيا حاشاهم من ذلك وقد كان في الصحابة والتابعين
ومن بعدهم من يقرء البسملة ومنهم من لا يقرءها ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا
يجهر بها ومنهم من كان يقنت في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم من يتوضأ من
الحجامة والرعاف والقيء ومنهم من لا يتوضى من ذلك ومنهم من يتوضأ من مس
الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضى من ذلك ومنهم من يتوضأ مما
مسته النار ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من اكل لحم الابل
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض

ترجمہ پھر انکے بعد ایسے لوگ آئے جنہون نے قوم کے کلام کو مختصر کیا اور خلاف کو ثابت رکھا
اور اپنے اماموں کی مختارات پر اور اسپر جو سلف سے اپنے اصحاب کے مذاہب کی تاکید مین روایت کیا گیا ہے اور
اور یہ ہے اور اس سے کسی حال مین وہ خارج نہو نگے کیونکہ یہ امر ایک خلقی ہے کہ ہر انسان اپنے اصحاب اور قوم کی مختار چیز کو
یہانتک کہ روش اور کہانے پینے کی چیزونمین بھی پسند کرتا اور دوست رکھتا ہے اور تقلید کے سببون مین سے
ایک سبب دبدبہ ہے کہ جو ملاحظہ دلیل سے پیدا ہوا ہے اور ایسکے مانند بہت سے اسباب ہین پس بعضون نے اسکو
تعصب دینی خیال کیا حالانکہ یہ اونسے بہت دور ہے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین وہ لوگ تھے جو
بسم اللہ پڑھتے تھے اور بعض اونمین وہ لوگ تھے جو اسکو نہ پڑھتے تھے اور بعض اونمین وہ تھے جو اسکو زور سے پڑھتے تھے
اور بعض اونمین وہ تھے جو زور سے نہ پڑھتے تھے اور بعض فجر مین قنوت پڑھتے تھے اور بعض اسمین قنوت نہ پڑھتے تھے
اور بعض حجامت اور رعاف اور قے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نکرتے تھے اور بعض ذکر
کے چہونے سے اور عورتون کو شہوت کے ساتھ چہونے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے
وضو نہ کرتے تھے اور بعض شتر کے گوشت کہانے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نہ
کرتے تھے اور باوجود اسکے بھی بعض اونکے بعض کے پیچھے نماز پڑہتے تھے ۔

فقيل كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية
وغيرهم وان كانوا لا يقرؤن البسملة لا سرا ولا جهرا وصلى الرشيد اماما وقد احتجم
فصلى الامام ابو يوسف خلفه ولم يعد وكان افتاه الامام مالك بانه لا وضوء عليه
وكان الامام احمد بن حنبل يرى الوضوء من الرعاف والحجامة فقيل له فان كان
الامام الحجامة قد خرج منه الدم ولم يتوضأ هل تصلي خلفه فقال كيف لا اصلي خلف
الامام المالك وسعيد بن المسيب وروي ان ابا يوسف ومحمدا كانا يكبران في العيدين
تكبير ابن عباس لان هارون الرشيد كان يحب تكبير جده وصلى الشافعي الصبح
قريبا من القبة التي ابي حنيفة فلم يقنت تادبا معه وقال ايضا ربما انحدرنا الى مذهب اهل
العراق وقال مالك للمنصور وهارون الرشيد ما ذكرنا منه سابقا وفي البزازية عن الامام الثاني
وهو ابو يوسف انه صلى يوم الجمعة مغتسلا من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا ثم اخبر بوجود فارة
ميتة في بئر الحمام فقال اذا ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا

ترجمہ نقل ہے کہ ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب اور شافعی وغیرہ مدینے کے مالکی وغیرہ اماموں کے
پیچھے نماز پڑھتے ہیں اگرچہ وہ لوگ بسم اللہ کو نہ چپکے پڑھتے ہیں اور نہ ظاہر پڑھتے ہیں اور رشید نے پچھنے لگا کر نماز
پڑھائی اور ابی یوسف نے اوسکے پیچھے نماز پڑھی اور نہ دوہرائی اور امام مالک نے اسکو فتوی دیا تھا کہ اسپر وضو نہیں ہے
اور امام احمد بن حنبل رحمہ رعاف اور حجامت سے وضو تجویز کرتے تھے پس اونسے کسی نے کہا کہ اگر امام نے پچھنے
لگائے اور اوس سے خون نکلا اور اوسنے وضو نکیا تو کیا تم اوسکے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو تو امام احمد نے جواب دیا
کہ مالک اور سعید بن مسیب کے پیچھے میں کیونکر نماز نہ پڑھونگا اور مروی ہی کہ ابو یوسف اور محمد عیدین میں ابن
عباس کی تکبیر کہا کرتے تھے کیونکہ ہارون رشید اپنے دادا کی تکبیر دوست رکھتا تھا اور امام شافعی رحمہ نے
ابوحنیفہ رحمہ کی قبر کے پاس فجر کی نماز پڑھی تو اونسے ادب کر کے قنوت نہ پڑھی اور یہ بھی فرمایا کہ کبھی ہم اہل عراق
کے مذہب کیطرف اتر پڑتے ہیں اور جسکو ہم نے پہلے بیان کیا ہو اوسکو امام مالک نے منصور اور ہارون رشید سے
کہا تھا اور بزازیہ میں امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اونہوں نے جمعہ کے روز حمام میں غسل کر کے
لوگونکو نماز پڑھائی اور نماز پڑھکر لوگ چلے گئے تب اونکو اس بات کی خبر دیگئی کہ حمام کے کنوئیں میں
ایک مرا ہوا چوہا پایا گیا تو ابی یوسف نے کہا کہ اسوقت اپنے مدینے والے بھائیوں کے اس قول پر عمل

ومنها ان اقبل اكثرهم على التعمقات في كل فن فمنهم من زعم انه يؤسس علم اسماء الرجال ومعرفة مراتب الجرح والتعديل ثم خرج من ذلك الى التاريخ قديمه وحديثه ومنهم من تفحص عن نوادر الاخبار وغرائبها وان دخلت في حد الموضوع ومنهم من كثر القيل والقال في اصول الفقه واستنبط كل لاصحابه قواعد جدلية واورد فاستقصى واجاب وتفصى وعرف وقسم فحرر وطول الكلام تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من ذهب الى هذا بفرض الصور المستبعدة التي من حقها ان لا يتعرض لها عاقل ويستحب العمومات والايماءات من كلام المخرجين فمن دونهم مما لا يرتضي استماعه عالم ولا جاهل وفتنة هذا الجدل والخلاف والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا في الملك وانتصر كل رجل لصاحبه فكما اعقبت تلك ملكا عضوضا ووقائع صماء وعمياء فكذلك اعقبت هذه جهلا واختلاطا وشكوكا ووهما ما لها من ارجاء فنشأت بعدهم قرون على التقليد الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا الجدل من الاستنباط

ترجمہ اور انھی سے یہ ہے کہ اونمین سے بہت لوگ ہر فن کے تعمقات کیطرف متوجہ ہوئے پس اونمین سے بعض لوگون نے یہ خیال کیا کہ وہ علم اسماء رجال اور مراتب جرح اور تعدیل کی بنیاد کو درست کرتے ہین پھر اوس سے نئی اور پرانی تواریخ کیطرف نکلجاتے ہین اور اونمین سے بعض نوادر اور غرائب اخبار کی کھوج مین پڑے اگرچہ وہ حد موضوع مین داخل ہوجاوے اور اونمین سے بعضون نے اصول فقہ مین بہت ہی قیل و قال کیا اور ہر ایک نے اپنے اصحاب کے لیے قواعد جدلیہ استنباط کیے اور اپنے مخالفین پر ایرادات وارد کرنے مین بہت دور تک چلے گئے اور اونکے اعتراضات کے جواب دیے اور ہر طرح اُسنے گلوخلاصی کی اور نہایت صفائی سے ہر چیز کی تعریف اور تقسیم کی اور کبھی کلام کو بہت طول دیا اور کبھی مختصر کیا اور بعض اونمین وہ ہین جو ان صور مستبعدہ کے فرض کرنے مین پڑگئے جو اس لائق نہین کہ اونسے کوئی عاقل تعرض کرتا اور مخرجین وغیرہ کے کلام سے ایسے عمومات اور اشارات کو پسند کیا جنکے سننے کو کوئی عالم اور نہ کوئی جاہل پسند کرتا ہے اور اس جدل اور خلاف اور تعمق کا فتنہ اُس پہلے فتنے کے قریب تھا جب لوگ ملک گیری مین جھگڑے اور ہر ایک نے اپنے دوست کی مدد کی پس جیسے اُسکے پیچھے ظالم بادشاہ اور بہرے اندھے واقعے واقع ہوئے ایسے ہی اسکے پیچھے ایسے جہل اور اختلاف اور شکوک اور وہم آپڑے جنکے دفع کی امید نہین اور انکے بعد کے زمانے کے

فالفقيه يومئذ هو الثرثار المتشدق الذى حفظ اقوال الفقهاء قويها وضعيفها
من غير تمييز وسردها بشقشقة شدقيه والمحدث من عد الاحاديث صحيحها وسقيمها
وهذّها كهذّ الاسمار بقوة لحييه ولا اقول ذلك كليا مطردا فان لله طائفة من عباده
لا يضرهم من خذلهم وهم حجة الله فى ارضه وان قلّوا ولم يات قرن بعد ذلك
الا وهو اكثر فتنة واوفر تقليدا واشد انتزاعا للامانة من صدور الرجال
حتى اطمأنوا بترك الخوض فى امر الدين وبان يقولوا انا وجدنا اباءنا على امة
وانا على اثارهم مقتدون والى الله المشتكى وهو المستعان وبه الثقة وعليه التكلان
وهذا اخر ما اردنا ايراده فى هذه الرسالة المسماة بالانصاف فى بيان اسباب الاختلاف
والحمد لله تعالى اولا واخرا وظاهرا وباطنا

ترجمہ پس فقیہ اسوقت وہی منہ پھٹ ہی جو فقہاؤن کے قوی اور ضعیف قولونکو بغیر تمیز کے یاد کرتا
اور بکواس درازی سے بکے جاتا ہی اور محدث وہ ہی جو صحیح اور سقیم حدیثونکو شمار کرتا ہی اور منہ زوری سے انکو
داستانون کے مانند اڑائے جاتا ہی اور مین اسکو بطور کلی اور عموم کے نہین کہتا کیونکہ اللہ تعالی کے بندون
مین سے ایک جماعت کے ایسے لوگ بھی ہین جنکو اونکے مخالفین کچھ ضرر نہ پہونچا سکینگے اور وہی لوگ
اللہ تعالی کی زمین مین حجۃ اللہ ہین اگرچہ وہ بہت ہی کم ہین اور اسکے بعد کوئی زمانہ نہ آئیگا مگر اوسکے لوگ
فتنہ مین اکثر اور تقلید مین زیادہ اور لوگون کے سینون سے امانت کے بڑے نکالنے والے ہونگے
یہانتک کہ امر دین مین خوض کو چھوڑ کر مطمئن ہو بیٹھینگے اور یہ کہینگے کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو ایک
طور پر پایا اور ہم اونہین کے پیرو ہین اب اللہ ہی سے اسکی شکایت ہی اور وہی مددگار ہے اور اوسی پر
اعتماد اور بھروسا ہے اور یہ آخر اسکا ہے جسکو ہمنے اس رسالہ مین لانے کا ارادہ کیا جسکا نام انصاف
فی بیان اسباب الاختلاف ہے اور خدا ہی کی تعریف ہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن مین ؏

تاریخ طبع

واہ وا اسعاف ہی کیا ترجمہ انصاف کا
طبع کی تاریخ لونکی ہلک ... ذی رقم

صاحب انصاف ہین حجۃ الحق ...
واقعات یادگار صالحان سلف ان

ایضاً

کیا چھپا یہ واقعات نقد ... فاضلا
پہ لکھی تاریخ عشرت نے بہین ...

جو ورق ہی مثل لوح آئینہ شفاف ہی
بے عدیل انصاف کا یہ ترجمہ اسعاف ہی

الخاتمة من المترجم

تمت الاشتياء من ترجمة الانصاف للشيخ المحقق الكامل صدر الافاضل وفخر الاماثل الموفيه بتائيد الله القوى مولانا المكرم الشاه ولى الله المحدث الدهلوى فى يوم الثامن من شهر ربيع الثانى بعد الاربع وثلثة عشرة مائة من الهجرة من انزلت عليه السبع المثانى على يد مترجمه العبد المذنب الراجى الى الله محمد المدعو بعبيد الله غفر له الله ووفقه بما يحبه ويرضاه واوصله الى غاية ما يتمناه ابن المكرم المجيد الشهيد حافظ فتح محمد ابن المهاجر الله الحلى محاجر الشيخ رمضان على غفر له الله العلى فى مدة اقامته فى بلدة هى فلقة البلدان التى يعنى بها الكلكتة على حسب اقتراح سمى المكرم ذى الجاه مولى الحكيم محمد عبيد الله الكهنوى صانه الله عن غيابات الغموم المرجو من واهب العطايا والمنن الذى تزول باسمه الخطايا والشجن ان يقبله بعين عنايته ويضعه تحت كنف حمايته وافاد منها الجامح والطالب الناجح والراغب وقام به عماد الدين واركان المسلمين سيما الذين وقعوا فى مهالك التقليد وعدموا ومسحوا مسالك الحديث وقدموا وافرطوا فيها بما لا مزيد عليه وفرطوا بما هم لديه انا لله وانا اليه راجعون وانا الى ربنا المنقلبون اللهم اجرنى فى مصيبتى واخلف لى بما يصلح بدكر شئ مصيبتى المرجو من سرح حدالقم برياض هذه الترجمة وتبصروا بهذه التبصرة ان وجدوا فيها شيئا من الافراط والتفريط او التحديش والتخليط او الاعوجاج فى صنعة الترجمة او الانزعاج فى خدمة هذه التكرمة فيصفحوا عنى فيه منى لانى لناس من لناس اولناس وعلى ما كانت عندى الا نسخة واحدة من المتن وهى مشحونة بانواع الحشو والخدشة واللحن فكيفما كان حتى الامكان شمرت الساق للتحشية وتصحيح وتهذيب وتنقيح وهذا ان بتى وعوج وخلاف فهو محل عذرى وموقع نذرى لان النفس لا يكلفها الا وسعها وعنها لها ما لها وعليها ما عليها

التماس الحمد لله والمنة كه كتاب انصاف اسم بامسمى مصنفه جناب شاه ولى الله محدث دهلوى مع ترجمه اسعاف مترجمه جناب مولوى محمد عبيد الله ساكن ضلع جهير دلبع هوكر تيار هوگئى اس كتاب بين فى الحقيقت شاه صاحب نے بلا طرفدارى كسى فريق كے انصاف كيا ہے اور احاديث حضرت رسالتمآب خير الانام صلى الله عليه وسلم اور آثار صحابه كرام اور اقوال تابعين و مجتهدين عظام سے راى كى مذمت اور تقليد كى ناجائزى صاف ظاهر هوتى هے اگر ناظرين بنظر انصاف ديكهيں تو خود انصاف كريں بلا شك و تردد باقى نه رهے والسلام على من اتبع الهدى بعد اطلاع واضح هو كه مترجم نے حق ترجمه اس عاجز كو بخشا هے كوئى صاحب بدون اجازت قصد چهاپنے كا نفرماوين العبد حكيم عبد الله عفى عنه قيمت فى جلد ٨/

غلط نامہ کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مع ترجمہ اسعاف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
موسکے		عن تجربتی	عن تجربت ازرجی	״	״	اورسے	اورسکے ساتھ	״	١٩	خاۃ ولیا	ملزوق تھا
٣	٣	لسائل	السائل	״	٢٢	تخریج	تخریج ہوئے	״	٢٣	کرایک	کہ یہ ایک
٤	حاشیہ سطر	برچشتہ گ	برچشتہ این لوگ	״	حاشیہ	دانتون	دانتوں تیجھے ہیرے	٣١	٢	ذ قس	ذ مس
٦	٦	الجیسرس	الجوسس	٢٣	٧	تیعمرده	متعدرد	״	٧	ضمہم	بہمہم
״	٧	بجیبر	بجیبر	٢٣	١٦	مانند	مانند	״	١٨	لاسری کر	لاسہری امر
״	٩	لعنۃ	مسلم	״	١٥	جگردن	جگردن کو	״	٢٣	جواب	جواب ست
״	١١	جداکی کاہرا	جداکی میراث	״	٢٠	بجرحکر	بجرحکر طالم	٣٢	١٣	پاس بیٹھا	پاس
٧	۵	نم	نم الغم	״	٢٢	مختارالکو	مختارات کو	٢٤	٤	عنہا	عنہا
״	٨	التی وا	التی اداء	״	٢٣	زمین	زمین میں	״	٢٠	ہرشخص	ہرشہر
״	״	فطرالحکم	نظر دالحکم	״	حاشیہ	بستہ بستہ	بیٹ بیٹ	٣٥	١	دام عن	دامعن
״	٩	ذلک وقع	ذلک وقع	٢٤	٣	تجدیدوکی ذکر	تجدیدوکیا ذکرنا	٣٧	٤	خلافۃ	خلافہ
٨	٤	دالحرا	دالحوا	״	٩	اجسیہم	اخسنہم	״	٩	اشتہر علیہم	مااشتہر عنہم
״	٦	نفرج	تفرح	٢٥	٢٣	تلبیس	تاسیس	٣٨	٨	انابلی	اتابلی
״	٩	جبنا	جنبا	٢٦	١٤	ادرادر	ادر	٤٢	٣	مشلہ	مشلتہ
״	١٣	اوسلی	اوسکی	״	حاشیہ	+	یعنے حنفی اور	״	٧	فیہا	[redacted]
״	١٧	کثرت ہو	کثرت ہوسے	٢٧	١	فیطرق	فیتطرق	٤٣	٩	وادطرقہا	اوطرقہا
١٢	١٢	دہ ہی	دہ روایت ہی	״	٣	ہل	اہل	״	٢٢	تصریح	تخریج
١٧	٩	یلسباہ	یفسباہ	״	۵	بخیر	بخیر	٤٦	۵	بہ ہ	تبصیرۃ
١٨	١	دعلم	داعلم	״	٨	التقلید	القبیل	٤٧	٦	فیالوتکم	فیالوتکم
״	٧	فاشیخوا	فتسجوا	״	٢١	کا اور	کا اور انہیں	٤٩	١	البعض	لبعض
١٩	١٨	زیالی	زیادتی	״	حاشیہ	امام محمد	امام محمد نے	۵٠	٩	غامۃ	عامتہ
״	٢٤	قول	اقوال	٢٨	١٣	مستقبہ	مستقطہ	״	١٠	المحث	البحث
״	حاشیہ	رسیتے ہو	رسیتے ہوسے	٢٩	٤	کم تثبیتہ	کہ تثبت	۵١	١	العرض	یعرض
٢٠	١۵	کیا	کیا اسکو	״	٦	الحنیفۃ	الحنفیۃ	۵٣	٨	عن ابنیاء	عن نباء
״	حاشیہ	رستے ہو	رستے ہوسے	״	١٣	زہیر	زہیرسے	۵٤	٢	الشاۃ	الشاذ
٢١	٤	فیہا	فیہا	٣٠	١	الفتۃ	اختلفت	״	٣	وتاولوہم	تناولوہم
״	٢٤	اخذکیا	اخذکیا اونسے	״	٨	سارعًا	شارعًا	۵٦	١٠	حردۃ	حردت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۷	صلوۃ	صلود	״	۱۵	ہوئے ہوں	ہوئے ہیں	״	لے		محارست
״	۱۱	نشہار	شعار	״	۲۳	مستقبل	مستقل	۸۲	۲۲	خلاف	خلافت
״	۱۲	دفع کرنے	دفع کیلیے	״	״	مناقض	تناقض	۸۳	۴	ناصح	فاصح
״	۱۳	کرتیت	کرتے	۷۱	۱	النزعۃ	الفرعیۃ	״	۵	عزۃ	اعزۃ
۵۸	۴	ملکۃ	ملکۃ	״	۲	اولتہا	ادلتہا	۸۴	۸	بکثر	بکثرۃ
״	۵	بتیجم	بتجیبہم	״	۲۶	لمیثقوت	ماتیثقوت	۸۶	۱۹	وسلم کہ	وسلم کے کہ
״	۷	منہا	منہا	۷۳	۲	بطیر	بصیر	۸۷	۷	لتقلت	لتقلت
״	۲۲	المخفین	المختلفین	״	۵	ومن	من	״	۲۰	بخریجاتین	تخریجات میں
۶۰	۱۰	لواجب	الواجب	״	۱۲	بطیر	بصیر	۸۸	۴	فی	فی
۶۱	۱۹	اسپنے	اسپنے سیلے	۷۴	۱۲	بن الجمی	بن علی الجمی	۸۹	۱۳	راستے	راستے سے
۶۵	۴	شیخۃ البلقینی	شیخنا البلقینی	۷۵	۱۶	اوراور	اور	۹۱	۲۰	کر عمل	عمل
״	۵	المالا	ان الا	۷۶	۱۵	دوسری	دوسری کے	۹۲	۱۶	مانند	مانند اور بھی
״	۸	انافہ	انا فلا	۷۷	۵	الاان	الاان	״	۱۹	پیرستے	پیرستے تھے
۶۶	۶	قمرادہو	قمرادہ	״	۲۰	او بدالیع	اور بدالیع	۹۳	۳	مالکم	مالکہ
۶۷	۱۰	اقوالہ	اقوالہ فی کتبہ	۸۰	۱۰	بتوجیح	بترجیح	״	۲۳	اسوقت	اسوقت ہم
۶۹	۴	ہذکرہم	ہذکرۃ	״	۱۱	ماربین	مارس	۹۴	۲۳	اسکے اسکے	اسکے
۷۰	۵	المستوال	استعمال	۸۱	۴	المکثہین	الماتین	״	״	جہل	جہل

[redacted]

اعلان

مقامات فروخت کتاب الصاف مع ترجمہ اردو سفید وحنائی رسمی کاغذ ۸ / رنگین عمدہ کاغذ ۱۰ /

دہلی طرک جدید حافظ غلام مرتضے صاحب — دہلی مطبع فاروقی میر محمد معظم صاحب

بنارس مسجد چوک کہنہ مولوی عبد الرحمن صاحب — بنارس گوبند پورہ ممتاز احمد صاحب سوداگر

عظیم آباد خواجہ کلان گھاٹ حافظ نور محمد صاحب تاجر کتب — لکھنو چوک حافظ عبد الستار خان صاحب

کلکتہ قریب مدرسہ عالیہ محمد یعقوب صاحب کتب فروش — کلکتہ بلیا [redacted] نمبر روڈ ۲۹ اجابت نو محمد عبد الله صاحب

موعظۂ حسنہ مصنفہ مولوی نذیر احمد صاحب جنکی توبۃ النصوح ومرآت العروس وغیرہ مشہور ہیں — ۴ /

عظیم آباد خواجہ کلان گھاٹ حافظ نور محمد صاحب — لکھنو چوک شیخ نثار حسین صاحب مہتمم پیام یار

خلاصۃ العلاج مصنفہ مولوی سید محمد طاہر صاحب جسمیں بطریقہ ہمیوپیتھک بارہ دواؤنسے علاج اکثر بیماریونکا ہے

عظیم آباد [redacted] کلان گھاٹ حافظ نور محمد صاحب تاجر کتب — کلکتہ مہدی باغ غلام سبحان نمبر مکان عمرہ مولوی سے